اختیارات

شرح اردو

مختارات

دوم

احمد پبلی کیشنز
مئوناتھ بھنجن، یو، پی

فہرست

صفحات

پیش لفظ ۳

نشانیاں ۴

صفتِ رسول ؐ ۸

عمر بن خطاب کی خوبی ۱۲

سیدنا علی ابن ابوطالب کی صفت ۱۴

حدیبیہ کا سمجھوتہ ۱۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ۲۴

بادشاہوں کی بدنصیبی ۲۶

فرمانروائی کے بارے میں عمر کا خیال ۲۷

قضاء کا فرمان ۲۹

موجود رفقاء ۳۰

گذرے ہوئے بھائی ۳۲

زیاد بن ابیہ کا خطبہ ۳۴

اندلس کی فتح کے وقت طارق بن زیاد کا خطبہ ۳۶

حجاج بن یوسف کا خطبہ ۳۸

عمر بن عبدالعزیز کی وصیت اپنے لشکر کے سپہ سالار کو ۴۰

شکار کا بیان ۴۳

محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت ۴۶

کنجوس عقلمند ۵۱

سب سے اچھا کھانا اور سب سے عمدہ شعر ۵۶

ایک خط لشکروں کی نیابت کرتا ہے ۵۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الاٰیات

نشانیاں

الف لام را :۔ یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور جو آپؐ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ثابت و درست ہے اور لیکن زیادہ تر لوگ ایمان نہیں لاتے اللہ ہی نے آسمان کو بغیر ستون کے بلند کیا ہے جنھیں تم دیکھ رہے ہو پھر عرش پر ہموار ہو گیا اور آفتاب و ماہتاب کو تابعدار کیا ہر ایک اپنے متعین وقت کے لئے رواں ہے وہ معاملے کی تدبیر کرتا ہے۔ آیتوں کی تفصیل کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب سے ملاقات کا یقین کرو۔ اسی نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کر دیں اور ہر طرح کے پھلوں کے دوہرے جوڑے بنائے وہ رات کو دن سے چھپا دیتا ہے۔ اس میں اس قوم کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتی ہے۔ اور زمین میں ملے ہوئے ٹکڑے ہیں اور انگور اور کھیت اور شاخدار و غیر شاخدار کھجور کے درخت ہیں ایک پانی سے سیراب کئے جاتے ہیں اور ہم بعض کو بعض پھلوں پر فضیلت دیتے ہیں بیشک اس میں قوم کے لئے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتی ہے۔ اگر تم تعجب کرتے ہو تو تعجب کی بات ان کا یہ قول ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں ہوں گے ؟ انھوں نے ہی اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور انھیں کے گلوں میں طوق ہوں گے اد یہی اہل جہنم ہیں، وہی اس میں ہمیشہ رہیں گے اور آپ سے بھلائی سے پہلے برائی کی جلدی کرتے ہیں

کے ظلم پر معاف کرتا ہے او سخت عذاب دیتا ہے اور کافر کہتے ہیں کہ کیوں اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی نہیں نازل ہوئی ہے؟ بشک آپ ڈرانے والے اور ہر قوم کے لئے ہادی ہیں۔

اللہ ہی جانتا ہے جوہر مادہ کے حمل میں ہوتا ہے اور جو رحم گھٹتے اور بڑھتے ہیں او رہر چیز اس کے پاس ایک اندازے پر ہے۔ پوشیدہ اور ظاہر کا عالم بڑا بلند ہے ۔ تم میں برا بر ہے جوبات کو چھپاتا ہے اور جو اس کے ساتھ آوا زبلند کرتا ہے اور جو رات میں چھپارہتا ہے اور دن میں وہ۔۔ ہو جاتا ہے وہ اسکے پاسباں فرشتے ہیں جوا نسان کے سامنے اور پیچھے لگے رہتے ہیں۔ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ اپنی حالت تبدیل نہ کرے۔ اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو اس کے لئے پھرنا نہیں۔ اور ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں وہی ہے جو کڑک کو تمہیں خوف وامید بنا کر دکھاتا ہے اور بو جھل بادلوں کو پیدا کرتا ہے (رعد کڑک) اس کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے۔ اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے ۔ اور اسکا جسے چاہتا ہے پہنچادیتا ہے اور وہ اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہیں حالانکہ وہ بڑا طاقتور ہے درست پکار اسی کے لئے ہے اور جو اسکے سوا کو پکارتے ہیں وہ اسے کچھ بھی کام نہیں آتے مگر اس کے مانند جو پانی کی طرف اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلائے ہوتا ہے کہ اس کے منہ میں جا پہنچے حالانکہ وہ اس تک نہیں پہنچتا اور نہیں ہے کافروں کی پکار مگر بے سود اور اللہ ہی کو چاروناچار سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور ان کے سائے سویرے اور شام آپ کہیئے کہ کیا تم نے اللہ کو چھوڑ کر مددگار بنالئے ہیں ۔ جو اپنے فائدے اور نقصان کے مالک نہیں۔ آپ کہیئے کہ کیا اندھے اور بینا برابر ہونگے۔؟ کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہو گی؟ کیا انھوں نے اللہ کے شریک بنالئے ہیں۔ جنھوں نے اللہ کے پیدا کرنے کے مانند (کچھ) پیدا کیا ہے پھر ان کے اوپر پیدا کرنے کا شبہ ہو گیا آپ کہئے کہ اللہ ہر چیز کا آفریدگار ہے اور وہ اکیلا زبردست ہے۔ اس نے آسمان سے پانی برسایا اور پھر اپنے انداز سے وادیاں

رواں ہو گئیں اور اوپر ی خس وخاشاک کو اٹھا لیا اور جس چیز کو آگ میں زیور اور اسباب بنانے کے لئے تپاتے ہیں ایسا ہی پھین ہو تا ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ سچائی اور باطل کی مثال دیتا ہے۔ لیکن رہا پھین تو وہ کنارے پھینک دیا جاتا ہے اور جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں رُکا رہتا ہے۔ ایسے ہی اللہ مثالیں بیان کرتا ہے' ان کے لئے جنھوں نے اپنے رب کی بات مان لیا اچھا بدلہ ہے اور جنھوں نے نہیں مانا اگر جو کچھ زمین میں ہے سب ان کا ہو جائے اور اسی کے مثل اس کے ساتھ تو اسے اپنی رہائی کے لئے دیدیں گے انھیں کے لئے برا حساب ہے اور انکا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کیا ہی بری قرار گاہ ہے۔ کیا جو یقین کرتا ہے کہ جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا درست ہے اور ثابت ہے اسکے مانند ہے۔ جو اندھا ہے۔ اہل عقل ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں' جو اللہ کے وعدے پورے کرتے ہیں اور وعدے نہیں توڑتے۔ اور اسے جوڑتے ہیں اللہ نے جس کو جوڑنے کا حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوف کھاتے ہیں۔ اور جنھوں نے اپنے پروردگار کی رضا جوئی کیلئے صبر کیا اور نماز برپا کی اور ہم نے جو رزق دیا پوشیدہ علانیہ اس میں سے صرف کیا اور اچھائی سے برائی کو ٹالتے رہے انھیں کے لئے اچھا انجام ہے (سورہ رعد)

حل لغات

الرواسی ۔ واحد راسیۃ۔ ثابت اور برقرار پہاڑ متجورات۔ اسم فاعل باب تفاعل آپس میں ملے ہوئے۔ صنوان شاخدار اسکا واحد صنو۔ مثلث اسکا واحد مثلۃ عبرت آموز تغیض جذب کرتے ہیں باب ضرب سے معقبات ج معقبۃ ایک کے پیچھے ایک کا آنا۔ مرد مصدر میمی یا ظرف لوٹنا' لوٹنے کی جگہ الذبد۔ پھین اور پانی کے اوپر کے خس وخاشاک الافتداء چھٹکارے کے لئے بدلے میں دینا ۔ المثیاق۔ اقرار' پیمان ج۔ مواشیق۔ بد راؤن۔ ٹالتے ہیں باب فتح سے۔

(۲) الثبات ۔ استقلال پائیداری۔ اے مومنوں! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو

جب تمہارے پاس لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جسے تم نے نہیں دیکھا اور اللہ تمہارے عمل کو دیکھ رہا تھا ۔ جب وہ تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے آئے اور آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آگئے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کی بات سوچنے لگے وہیں مسلمان آزمائے گئے اور جھنجھوڑے گئے اور جب منافقین اور جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ اللہ اور اسکے رسول نے ہم سے فریب ہی کا وعدہ کیا ہے اور جب ان کی ایک جماعت نے کہا کہ اے اہل یثرب تمہارے لئے ٹھہرنے کا موقعہ نہیں اس لئے لوٹ چلو' اور ان میں سے کچھ نبی سے اجازت مانگنے لگے کہنے لگے کہ ہمارے مکان کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں ہیں وہ فرار ہونا چاہتے تھے اور اگر (مدینہ) کے اطراف سے ان پر کوئی داخل ہو پھر ان سے فساد کی درخواست کی جائے تو یہ مان لیں گے اور اس میں دیر نہیں کریں گے مگر تھوڑی' انہوں نے اس سے پہلے اللہ سے عہد کیا تھا کہ پیٹھ نہیں پھیرینگے اور اللہ سے کئے عہد کی پوچھ ہوگی، کہدو تمہیں فرار فائدہ نہیں دیگا اگر موت یا قتل سے فرار ہو اور اس وقت وہ تھوڑا ہی فائدہ پہنچائے جائیں گے۔ کہو کہ تمہیں اللہ سے کون بچائے گا اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے یا تمہارے ساتھ رحمت کا ارادہ کرے اور وہ اپنے لئے اسکے سوا دوست اور مدگار نہیں پائیں گے اللہ انہیں جانتا ہے جو تم میں سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف آؤ۔ اور لڑائی میں تھوڑا حصہ لیتے ہیں تم پر کنجوس ہیں اور جب خوف آئے تو آپ انھیں دیکھیں گے کہ ان کی آنکھیں اسکے مانند پھرتی ہیں جس پر موت کا غش چھا جائے اور جب خوف جاتا ہے تو تمسے تیز زبانوں سے بھلائی پر کنجوسی کرتے ملتے ہیں' یہی ایمان نہیں لائے اس لئے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔ اور یہ اللہ پر آسان تھا وہ سوچتے ہیں کہ جماعتیں نہیں گئیں اور اگر جماعتیں آجائیں تو چاہیں گے کہ کاش بادیہ شینوں کے ساتھ ہوں۔ تمہاری خبریں پوچھتے رہیں اور اگر تم میں رہیں بھی تو تھوڑا ہی لڑینگے یقیناً اللہ کے رسول میں اس شخص کے لئے ایک اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور آخر دن کی امید

رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد رکھتا ہو اور جب مومنوں نے جماعتوں کو دیکھا تو کہا یہی ہے جس کا اللہ اور اسکے رسول نے ہم سے وعدہ کیا اور اللہ اور اسکے رسول سچے ہیں اور اس نے ان کے ایمان اور اطاعت گذار ہونے کو ہی بڑھایا۔ ان میں کچھ لوگ ہیں جو اللہ سے اپنے اقرار میں سچے ثابت ہوئے تو ان میں سے کچھ نے اپنا کام پورا کر دیا اور کچھ انتظار کر رہے ہیں اور انھوں نے کچھ تبدیل نہیں کیا تا کہ اللہ سچوں کو اس کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو عذاب دے اگر چاہے یا ان کی توبہ قبول کرے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ نے کافروں کو انکے غصے کے ساتھ لوٹا دیا انھوں نے کوئی بھلائی نہیں حاصل کی۔ اور اللہ نے مومنوں کو لڑائی سے کفائت کیا اور اللہ طاقتور زبردست ہے۔ اور اہلِ کتاب میں سے جو ان کے مددگار رہے انکے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ تم ایک گروہ کو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید کرتے ہو اور تمہیں ان کی زمین اور مکانوں کا وارث بنا دیا اور اس زمین کا جسے تم نے نہیں روندا۔ اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

حل لغات

یہ آیات غزوہ احزاب کے بارے میں ہے جس کا نام غزوہ خندق ہے اتری جو ۵ھ میں ہوا'

۱۔ الحناجر۔ پسلی کی ہڈی' واحد حنجرہ۔ عورہ غیر محفوظ ' المعوقین اسم فاعل باب تفعیل سے 'واحد معوق۔ 'اشحۃ سخت کنجوس' واحد شحیح۔ الاحزاب۔ جماعتیں واحد الحزب صیاصی قلعے واحد صیصیۃ۔ لم تطئوا تم نے نہیں روندا۔

صفۃ رسول

رسول اللہ ﷺ برابر اداس اور ہمیشہ سوچتے رہتے تھے آپؐ کو کوئی آرام نہ تھا زیادہ تر خاموش رہتے تھے بے ضرورت بات نہیں کرتے تھے بات کا آغاز کرتے اور اسے پوری کرتے تھے اور جامع کلمات بولتے تھے۔ آپ کا کلام جدا جدا ہوتا تھا۔ نہ زیادہ نہ کم نہ

سخت دل تھے نہ نرم ۔ نعمت کی قدر کرتے تھے اگرچہ چھوٹی ہو ۔اس میں سے کسی چیز کی برائی نہیں کرتے تھے سوائے اس کے کہ کسی کھانے پینے کی چیز کی برائی نہیں کرتے تھے ۔اور نہ اس کی تعریف کرتے تھے اور آپ کو دنیا اور اس کی چیز غصہ نہیں دلاتی تھی۔لیکن جب سچائی سے تجاوز کیا جائے تو کوئی چیز آپ کے غصے کو روکتی نہیں تھی جب تک اس کا بدلہ نہ لیں۔ نہ اپنے لئے غصے ہوتے اور نہ اپنے لئے بدلہ لیتے تھے اور اشارہ کرتے تو اپنی پوری ہتھیلی سے اشارہ کرتے اور جب تعجب کرتے تو اسے پلٹتے تھے اور جب بات کرتے تو اسے ملا لیتے اور دائیں ہتھیلی سے بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصے پر مارتے اور جب غصہ ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور ترش رو ہو جاتے ۔اور جب خوش ہوتے نگاہ جھکا لیتے ۔آپ کا زیادتر ہنسنا تبسم تھا اولوں کے مانند دانتوں کو ظاہر کر دیتے۔اور آپ شاندار پُر وقار تھے۔آپ کا چہرہ چودھویں رات کے مانند چمکتا تھا ۔آپ کے دونوں قدم چکنے تھے جنسے پانی سرک جاتا تھا' جب چلتے تو پیر اٹھا کر چلتے جھک کر قدم رکھتے اور نرم تیز رفتار سے چلتے اور جب چلتے تو گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہوتے تھے۔اور جب توجہ کرتے تو بھرپور توجہ کرتے پست نظر آپ کی نظر آسمان سے زیادہ زمین کی طرف ہوتی۔آپ کا زیادہ تر دیکھنا کنکھیوں سے دیکھنا ہوتا آپ اپنے صحابہ کی پیشوائی کرتے اور جو ملتا اس سے پہلے سلام کرتے۔

نہ آپ بد زبان تھے نہ بد زبانی کرتے۔نہ بازاروں میں شور و غل کرنیوالے برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ عفو و درگذر فرماتے آپ نے کبھی کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہوں۔اور کسی خادم کو مارا اور نہ کسی عورت کو' میں نے آپ کو کسی ظلم کا بدلہ لیتے نہیں دیکھا جو آپ پر کیا گیا ہو' جب تک اللہ کے کسی محارم کو نہ توڑا جائے۔اور جب اللہ کے کسی محارم کو توڑا جاتا تو آپ سب سے زیادہ غصے میں ہو جاتے دو چیزوں میں آپ کو اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں آسان کو پسند کیا اور جب اپنے مکان میں آتے، تو ایک انسان ہوتے اپنے کپڑے کی جوئیں نکالتے اور اپنی بکری دوہتے اور اپنا کام خود کرتے۔اپنی زبان کی حفاظت

فرماتے مگر اس چیز میں جو آپ کا مقصود ہو اور لوگوں کی دلجوئی کرتے انھیں بھڑکاتے نہیں۔
اور ہر قوم کے شریف کی عزت کرتے اور اسے ان پر حاکم بناتے۔ لوگوں سے ہوشیار رہتے اور
ان سے اپنی حفاظت فرماتے اس کے بغیر کہ ان میں سے کسی سے اپنی بشاشت کو تہ کریں۔
اپنے صحابہ کا پتہ لگاتے اور لوگوں کے حالات کے بارے میں پوچھتے۔ اچھائی کی تعریف
کرتے اور اسے طاقت دیتے۔ اور برائی کی برائی کرتے اور اسے کمزور کرتے معاملے میں اعتدال
پسند مختلف نہیں۔ اس ڈر سے بے پرواہ نہیں ہوتے کہ لوگ غافل اور آزردہ ہو جائیں' ہر
حالت کے لئے آپ کے پاس سازو سامان تھا۔ سچائی سے کوتاہی نہیں کرتے نہ اس سے
بڑھتے تھے۔ جو آپ سے نزدیک رہتے وہ لوگوں میں سب سے بہتر ہوتے تھے آپ کے نزدیک
افضل سب سے خیر خواہ اور سب سے بلند رتبہ ان میں سے بہتر غمخوار مددگار تھے۔
اللہ کی یاد ہی پر اٹھتے بیٹھتے تھے۔ جب کسی قوم کے پاس جاتے وہیں بیٹھتے جہاں مجلس پوری ہوتی
اور اسکا حکم دیتے ہر ہم نشیں کو اس کا حصہ دیتے۔ آپ کا ہم نشین نہیں سوچتا کہ آپ کے
سامنے کوئی اس سے معزز ہے۔ جو آپ کے ساتھ بیٹھتا یا کسی ضرورت کی بات کرتا اس کے
ساتھ صبر کرتے یہانتک کہ وہی واپس ہو جاتا۔ اور جو آپ سے کسی ضرورت کا سوال کرتا اسے یا
تو اسی کے ساتھ واپس کرتے یا آسان بات کے ساتھ آپ نے لوگوں کے لئے اپنی ذات اور
سیرت کو کشادہ کر دیا اور ان کے باپ بن گئے اور سب آپ کے پاس حصے میں برابر ہو گئے آپ کی
مجلس علم و حیا اور صبر و امانت کی مجلس تھی جن میں آوازیں بلند نہیں ہوتی تھیں۔ اس میں
بے آبروئی نہیں کی جاتی تھی اور نہ عیوب ادھیڑے جاتے۔ وہ سب برابر اس میں تقویٰ کی وجہ
سے فضل رکھتے تھے۔ سب خاکسار اس میں بڑے کی عزت کرتے۔ اور اس میں چھوٹے
پر رحم کرتے تھے۔ اہل ضرورت پر ایثار کرتے۔ اور پردیسی کی حفاظت کرتے تھے۔

ہمیشہ خوش رو نرم سیرت نرم طبیعت تھے نہ سخت زبان نہ سخت دل نہ شور مچانیوالے نہ
بد زبان نہ عیب جو اور نہ کنجوس' جس چیز کی خواہش نہیں رکھتے اس سے بے پروائی برتتے اور
اس سے مایوس نہیں کرتے اور نہ جواب دیتے تھے۔ خود کو تین چیزوں سے الگ رکھا۔ تکرار

تکبر اور بیہودہ بات سے اور لوگوں کو تین چیزوں سے چھوڑ رکھا تھا کسی کی برائی نہیں کرتے اور نہ عیب لگاتے اور نہ کسی کا عیب ڈھونڈتے تھے اور وہی بات بولتے جن میں ثواب کی امید ہوتی۔ اور جب بات کرتے تو آپ کے ہم نشین اپنے سر جھکا لیتے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں اور جب آپ خاموش ہوتے تو وہ بات کرتے اور آپ کے پاس بات میں کشاکش نہیں کرتے' جو آپ کے پاس بات کرتا اس کے لئے خاموش رہتے یہانتک کہ پوری کر لے ان کی بات آپ کے پاس ان کے بہتر شخص کی بات ہوتی۔ جن سے لوگ ہنستے آپ ہنستے اور جن سے لوگ تعجب کرتے آپ تعجب کرتے۔ پردیسی کی بات اور سوال میں سختی پر صبر کرتے۔ یہاں تک کہ آپ کے صحابہ انھیں ہٹاتے اور فرماتے کہ جب کسی طالب حاجت کو دیکھو تو اس کی مدد کرو تعریف اعتدال پسند سے قبول کرتے۔ اور کسی پر بات نہیں کاٹتے یہاں تک کہ اسے پوری کر لے۔ پھر اسے روکنے یا کھڑے ہو جانے کے ذریعہ کاٹتے۔ لوگوں میں سینے میں سب سے فیاض اور بات میں سب سے سچے اور طبعت میں سب سے نرم اور خاندان میں سب سے عزیز جو آپ کو یکایک دیکھتا آپ سے ڈر جاتا۔ اور جو پہچان سے ملتا آپ کو پیار کرتا۔ آپ کا وصف بیان کرنے والا کہتا کہ میں نے آپ سے پہلے اور بعد آپ جیسا نہیں دیکھا ﷺ۔

حل لغات

یہ مقالہ شمائل ترمذی کے روایت سے لیا گیا ہے

۱۔ متواصل 'برا برا سم فاعل باب تفاعل ۔ اشداق واحد شِدُق جبڑا یعنے آپ پورا کھول کر بات کرتے تھے۔ الجافی ۔ اسم فاعل باب نصر سخت اکھڑ۔ ذواق کھانے اور پینے کی چیز ۔جل اسم تفضیل واحد اجل زیادہ تر ۔ اشام ۔ منہ پھیر لیا ۔طرف نگاہ ج اطراف ۔ مسیح فعیل بمعنی مفعول چکنا۔ سپاٹ ۔ذریع تیز 'صبب ڈھلوان جس سے پانی اترتا ہے۔ یفلیباب ضرب سے جوئیں نکالنا بش خوش روئی ۔ فاوضہ باب

مفاعلت سے فعل ماضی بات کیا۔ موازرۃ مصدر باب مفاعلت تائید کرنا۔ میسور آسان۔
فلتات الغز شیسواحد فلتۃ الغریب پردیسی نا آشنا ج غرباء۔ الجانب پہلو ج جوانب
لین الجانب نرم طبیعت ۔ مکافی جو خوبیوں کے برابر تعریف عریکۃ طبیعت عرائک ۔

صفة سید عمر بن الخطاب رضؓ

عمر بن خطابؓ کی خوبی

ایک ایسا شخص جو نہ باطل کو پسند کرے اور نہ کسی باطل میں رہے۔ اللہ نے سچائی کو جس کی زبان اور دل پر لکھ دیا وہ فاروق ہیں جن سے اللہ نے سچائی اور باطل کے درمیان تفریق کر دیا ۔ طاقت میں سب سے افضل، اور اپنے نفس کے سب سے زیادہ مالک، شدت کی حالت میں سب سے سخت، اور نرمی کی حالت میں سب سے نرم، اور اہل رائے کی رائے کے سب سے بڑے عالم بیہودہ چیزوں میں مشغول نہ رہتے نہ جو حادثہ ان پر آئے غم کرتے ۔ اور علم سیکھنے سے شرماتے نہیں۔ اور نہ صاف گوئی کے وقت پریشان ہوتے معاملات پر سب سے طاقتور، ان میں کسی چیز کیلئے اپنی حد سے زیادتی اور کوتاہی کے ذریعہ سستی نہیں کرتے۔ پیش آئندہ کیلئے اپنے سامان یعنے پرہوشیاری اور طاعت کو تیار رکھتے تھے۔ معاملے میں ہدائت یاب، ان کی زبان اور دل پر سکون رہتا، جو انھیں دیکھے یقین کر لے کہ وہ اسلام کی بے نیازی کیلئے پیدا کیے گئے بخدا وہ ہم میں سب سے قیاس اور یگانہ تھے۔ معاملات کے لئے اسکے ساتھیوں کو تیار کر رکھا تھا۔ ان کا اسلام فتح مندی ان کی ہجرت مدد اور ان کی سلطنت رحمت تھی۔ وہ اسلام کے پائدار قلعہ تھے جب سے وہ اسلام لائے ہم برابر عزیز رہے۔ وہ خلیفہ بنائے گئے تو سیدھے رہے اور سیدھا رکھے یہاں تک کہ دین کو ثابت و پائدار کر دیا۔ اسلام کی مثال ان کے دور میں ایسے بڑھتے معاملے کے مثل تھی جو برابر بڑھتا جا رہا ہو۔ اور جب قتل کر دیئے گیا تو پلٹ گیا۔ اور برابر پیچھے ہوتا رہا اور بیشک ان کی موت اسلام میں ایک شگاف تھی ایسا

شگاف جو قیامت تک بند نہیں ہو گا۔

وہ سچائی کے فیاض اور باطل کے کنجوس تھے خوشی کی بات سے خوش ہوتے اور غصے کی بات سے غصہ ہوتے تھے۔ نہ بہت تعریف کرتے اور نہ بڑی غیبت پاک نگاہ پاک دامن کتاب اللہ کے پاس رک جانیوالے۔ اور چوکنے پرندے کے مانند تھے جس کے لئے ہر راہ میں جال لگا ہو۔ ہنسنے میں کم کسی سے مذاق نہیں کرتے تھے اور اپنے معاملے پر دھیان رکھتے تھے۔ جب بات کرتے تو سناتے اور جب چلتے تو تیز چلتے اور جب مارتے تو درد پہنچا دیتے۔ وہ دراصل زاہد تھے بازاروں میں چلتے اور راہوں میں پھرتے تھے لوگوں کا فیصلہ ان کے قبائل میں نہیں کرتے اور انھیں ان کے مکانوں میں تعلیم دیتے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بازار کی طرف نکلے اور ان کے ہاتھ میں کوڑا ہے ان پر لنگی ہے جس میں چودہ پیوند ہیں کچھ چمڑے کے ہیں اور جابیہ میں خاکستری اونٹ پر آئے۔ اور ان کی چندیا دھوپ کی وجہ سے چمک رہی تھی ان کے اوپر ٹوپی تھی نہ عمامہ ان کے دونوں پاؤں ان کے کجاوے کے دوشاخوں کے درمیان رکاب کے بغیر تھے ان کا نمدہ ایک انجانی اونی چادر تھا جو ان کی رکاب تھی جب سوار ہوتے ان کا بستر جب اترتے تھے ان کا تھیلا ایک دھاری دار یا بھرپور چادر تھی جو کھجور کے چھلکوں وغیرہ سے بھری تھی' وہی ان کا تھیلا تھی جب سوار ہوتے اور تکیہ جب اترتے ان کے اوپر موٹا سوتی کرتا تھا جو پرانا ہو گیا تھا اور کنارے سے پھٹ گیا تھا۔

حل لغات

یہ ابن جوزی کی کتاب سے ماخوذ ہے۔

لا یخور باب نصر سے سستی نہیں کرتا ہے' ارصد باب افعال سے **گھات لگا کر دیکھنا**۔ نسیج فعیل بمعنی مفعول **'بنا ہوا'** ضرب الدین بجرانہ دین کو اس کے ٹھکانے پر **بٹھادیا**' ثلمۃ **شگاف** 'درار ج ثلم' رتق باب ضرب و نصر سے بند کرنا' مغیاب بروزن مفعال مبالغہ کا صیغہ ہے بڑا عیب جو' **چغل** خور شرک شکار باندھنے کی رسی ج شُرُک

علی توجہ دینا۔ادم چمڑے واحد ادیم ۔ جابیۃ ایک مقام کا نام۔ اورق راکھ کے رنگ کا خاکستری۔

صفة سیدنا علی بنِ ابی طالبؓ

سیدنا علی ابن ابو طالبؓ کی صفت

ابو صالح سے روایت ہے کہ معاویہ ابن ابو سفیانؓ نے ضرار بن ازور سے کہا کہ مجھ سے علی کی خوبی بیان کرو۔ انھوں نے کہا۔ کیا مجھے عافیت دوگے ؟ کہا بلکہ ان کی خوبی بیان کرو ' کہا کیا مجھے عافیت دوگے ؟ کہا میں تمہیں عافیت نہیں دونگا' تو کہا کہ تب وہ بخدا بلند ہمت اور بڑے طاقتور تھے بات فیصلہ کن اور فیصلہ انصاف کے ساتھ کرتے تھے ان کے اطراف وجوانب سے علم پھوٹا پڑ رہا تھا ۔ دنیا اور اسکی شادابی سے وحشت رکھتے تھے اور رات اور اسکے اندھیرے سے انسیت رکھتے تھے واللہ وہ بڑے اشکبار دراز فکر تھے اپنی ہتھیلی ملتے اور خود سے بات کرتے تھے ۔ لباس میں کھردرا اور کھانے میں موٹا کھانا پسند کرتے تھے۔ بخدا وہ ہم میں سے ایک شخص جیسے تھے ہمیں جواب دیتے جب ہم سوال کرتے۔اور ہم سے آغاز کرتے۔ جب ہم ان کے پاس آتے اور ہمارے پاس آتے جب ہم مدعو کرتے اور بخدا ان کے ہم کو قریب کرنے اور ہم سے ان کے قریب ہونے کے باوجود ان سے ہیبت کیوجہ سے بات نہیں کرتے اور اسکا آغاز کرتے۔ اور اگر تبسم فرماتے تو پروئے ہوئے موتی کے مانند (دانتوں سے وہ دینداروں کی تعظیم کرتے اور غریبوں سے پیار کرتے طاقتور ان کے باطل میں امید نہیں رکھتا تھا اور کمزور ان کے انصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں اللہ کو شاہد بناتا ہوں کہ میں نے انھیں ان کے کچھ مقام میں دیکھا اور رات نے اپنے پردے لٹکالئے اور اسکے ستارے ڈوب گئے اور وہ اپنی محراب میں اپنی داڑھی پکڑے سانپ کے ڈسے ہوئے کہ مانند بل کھارہے تھے اور غم زدہ کے مانند رو رہے تھے اور گویا میں انھیں کہتے

سن رہا ہوں۔

اے دنیا! کیا مجھے چھیڑ رہی ہے ؟یا میرے لئے جھانک رہی ہے ؟ دور ہو دور ہو میرے سوا کو دھوکا دے ۔ میں نے تجھے تین طلاق دے دیا۔ میرے لئے تجھ میں کوئی رجعت نہیں تیری عمر کوتاہ تیرا عیش حقیر اور تیرا خطرہ بڑا ہے ۔آہ سامان راہ کی قلت اور راہ کی وحشت۔ راوی نے کہا' معاویہ کے آنسوں پھوٹ پڑے (رضی اللہ عنہ) یہاں تک کی ان کی داڑھی پر گرنے لگے اور وہ اسی پر قابو نہیں پار ہے تھے اور اسے اپنی آستین سے پونچھ رہے تھے ۔اور لوگوں کی آوازیں رونے کی وجہ رندھ گئیں ۔ پھر معاویہ نے کہا۔ اللہ ابوالحسن پر رحم فرمائے واللہ وہ ایسے ہی تھے ۔ تو ان پر تمہارا غم کیسا ہے ؟ اے ضرار! کہا کہ اس ماں کا غم جس کے بچے کا ذبیحہ اسکی آغوش میں کردیا گیا ہو اور اسکے آنسو نہ تھمتے ہوں اور اسکے غم کو سکون نہ مل رہا ہو۔

حل لغات

زھرۃ شادابی ' سرسبزی۔ غزیر۔ فعیل اسم فاعل باب کرم زیادہ۔بہت جشب باب نصر و سمع سے موٹا ہوا سجوف پردے واحد سُجف أسجف مثل۔استادہ ہوا کھڑا ہوا ۔ التململ بے تاب ہونا بل کھانا۔ السیلم سانپ کاڈسا ہوا۔ نیک سگون کے لئے اسے سلیم بولتے ہیں ذدف۔' رواں ہوا' حجر۔آغوش ج احجار حجور' حجرۃ ۔ رقاالدم اوالدمع) بند ہو گیا' تھم گیا۔

صلح الحدیبیۃ

حدیبیہ کا سمجھوتہ

مسعود بن مخرمہ اور مروان سے روایت ہے دونوں میں ہر ایک اپنے ساتھی کی حدیث کی

تصدیق کرتے ہیں۔ دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے زمانے میں نکلے یہاں تک آپ بعض راہ میں تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ خالد بن ولید غمیم میں قریش کے جاسوس سوار دستے میں ہے ۔اس لئے دائیں راہ لو۔ توبخدا خالد نے انھیں نہیں جانا یہاں تک کہ وہ لشکر کے غبار کے ساتھ تھے۔ تووہ ایڑ لگاتے قریش کو ڈرانے کے لئے چلا۔ اور یہاں تک کہ جب آپ اس گھاٹی پر تھے جس سے اہل مکہ پر اترا جاتا ہے آپ کی اونٹنی آپ کو لیکر بیٹھ گئی۔ تولوگوں نے کہا حل حل (اٹھ اٹھ) اور اس نے ضد کیا۔ تولوگوں نے کہا قصواء اڑ گئی' قصواء اڑ گئی آپ نے فرمایا قصواء اڑی نہیں ہے اور نہ یہ اس کی عادت ہے لیکن ہاتھی کو روکنے والے نے اسے روک دیا ہے پھر آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے وہ مجھ سے کسی ایسی چیز کا سوال نہیں کرینگے جس میں اللہ کی ناجائز کردہ چیزوں کو اہمیت دیتے ہوں مگر میں انھیں اسے دونگا پھر آپ نے اسے ڈانٹا اور وہ کود پڑی راوی نے کہا پھر آپ ان سے کترا گئے یہاں تک کہ حدیبیہ کے اخیر میں اترے ایک کم آب گڑھے پر۔ جس سے لوگ تھوڑا تھوڑا پانی لے رہے تھے لوگ دیر نہیں کئے کہ اسے جھاڑ لئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پیاس کا شکوہ کیا گیا تو آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا پھر انھیں حکم دیا کہ اس میں ڈال دیں ۔ توبخدا ان کے لئے پانی سے جوش مارنے لگا یہاں تک کہ لوگ اس سے سیراب ہو کر واپس ہو گئے۔

اور اس اثنا میں کہ وہ ایسے ہی تھے یکایک بدیل بن ورقاء خزاعی خزاعہ کی ایک جماعت کے ساتھ آیا ۔اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اہل تہامہ میں خیر خواہ تھے۔ اور اس نے کہا کہ میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو چھوڑا ہے جو حدیبیہ کے زیادہ پانیوں پر اترے ہیں ۔اور انکے ساتھ بچے دار جانور ہیں اور وہ آپ سے لڑینگے اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔ ہم کسی سے لڑنے کے لئے نہیں لیکن عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں اور قریش کو لڑائیوں نے کمزور کر دیا اور انھیں نقصان پہنچایا ہے اگر وہ چاہیں گے تو میں ان سے ایک مدت لے لوں گا اور وہ میرے اور لوگوں کے درمیان سے الگ ہو جائیں گے۔ اور اگر میں

غالب ہو جاؤں تو اگر چاہیں گے جس میں لوگ داخل ہوئے ہیں داخل ہوں تو کرینگے ورنہ وہ راحت پا جائیں گے ۔اور اگر انھوں نے انکار کیا تو اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان سے اپنے اس معاملے پر لڑونگا۔ یہاں تک کہ اکیلا رہ جاؤں اور اللہ اپنے حکم کو ضرور نافذ کرے گا۔بدیل نے کہا کہ میں آپ کی بات انھیں پہنچاؤں گا اور وہ گیا۔یہاں تک کہ قریش کے پاس آیا ۔اس نے کہا : ہم تمہارے پاس اسکے پاس سے آئے ہیں اور اسے ایک بات کرتے سنے ہیں۔ ان کے نادانوں نے کہا۔ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ اسکے متعلق کچھ خبر دو ۔اور دانشوروں نے کہا۔ لاؤ جو تم نے کہتے سنا ہے'اس نے کہا۔میں نے اسے ایسے ایسے کہتے سنا ہے اور نبی ﷺ نے جو کچھ اس سے فرمایا۔ اس نے بیان کیا پھر عروہ بن سعود اٹھا اور کہا ۔اے قوم! کیا میں والد نہیں ہوں ؟انھوں نے کہا! کیوں نہیں'کہا۔ کیا تم اولاد نہیں ہو؟ سب نے کہا: کیوں نہیں'کہا ۔کیا تم مجھے الزام دیتے ہو؟ سب نے کہا نہیں'کہا۔کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے اہل مکہ کو بھڑکایا۔اور جب انھوں نے مجھ پر سستی کیا تو تمہارے پاس اپنے اہل و اولاد کو جس نے میری اطاعت کی لایا۔کہا تو اگر اس نے کوئی اچھی بات پیش کیا ہے تو تم اسے مان لو اور مجھے چھوڑو۔ میں اس کے پاس جاؤں انھوں نے کہا آجاؤ' اور وہ آپ کے پاس ایا اور نبی ﷺ سے بات کرنے لگا تو نبی ﷺ نے اس سے اپنی بدیل سے بات کے مانند بات کی۔۔ تو عروہ نے ابو قت کہا اے محمد! سوچو اگر تم نے اپنے قوم کے معاملے کی بیخ کنی کر دیا تو کیا تم نے اہل عرب میں سے کسی کو اپنے پہلے سنا ہے جس نے اپنی بنیاد اکھاڑا ہو؟ اور اگر دوسری بات ہوئی تو میں بخدا بہت سے چہرے دیکھ رہا ہوں اور بہت سے ملے جلے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔جو تم سے فرار ہو سکتے اور تمہیں چھوڑ سکتے ہیں ۔تو ابو بکر نے کہا۔ لات کی چوٹ چوس'کیا ہم آپ سے فرار ہو جائیں گے اور آپ کو چھوڑ دینگے'اس نے کہا۔یہ کون ہے ؟ لوگوں نے کہا۔ ابو بکر اس نے کہا۔اس ذات کی قسم جس ہاتھ میں میری جان ہے۔اگر مجھ پر تمہارا ایک احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں نے نہیں دیا۔ تو تمہیں جواب دیتا۔ (راوی نے) کہا۔ اور نبی ﷺ سے بات کرنے لگا۔اور جب آپ سے

بات کرتا تو آپ کی داڑھی پکڑ لیتا ۔اور مغیرہ بن شعبہ نبی ﷺ کے سر کے پاس تھے اور انکے ساتھ تلوار اور ان کے اوپر خود تھی۔اور جب عروہ اپنا ہاتھ بڑھاتا تو اسے اپنی تلوار کے دستے سے مارتے ۔اور کہتے تھے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے دور کرو۔ تو عروہ نے اپنا سر اٹھایا۔اور کہا۔یہ کون ہے ؟ لوگوں نے کہا۔مغیرہ بن شعبہ' تو اس نے کہا۔اے بیوفا! کیا میں نے تیری غداری میں دوڑ دھوپ نہیں کیا؟ اور مغیرہ جاہلیت میں کچھ لوگوں کے ساتھ ہوئے اور انھیں قتل کر دیا اور ان کا مال لے لیا ۔ پھر آئے اور مسلمان ہو گئے 'تو نبی ﷺ نے فرمایا۔لیکن اسلام تو میں اسے قبول کرتا ہوں اور لیکن مال تو میں اسکا ذمہ دار نہیں۔

پھر عروہ نبی ﷺ کے صحابہ کو دیکھنے لگا ۔(راوی نے) کیا۔رسول اللہ ﷺ نے بلغم نہیں تھوکا مگر وہ ان میں سے کسی کے ہاتھ میں پڑا۔اور اس نے اس سے اپنے چہرے اور بدن کو مل لیا۔ جب انھیں کوئی حکم دیا تو آپ کے حکم کے لئے دوڑ پڑے اور جب وضوء کیا تو قریب ہوا کہ آپ کے وضوء کے پانی کے لئے لڑ پڑیں۔اور جب بات کیا تو آپ کے پاس اپنی آوازیں پست کر لیں۔اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کو بھر نظر نہیں دیکھتے ۔

پھر عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹا اور کہا۔اے قوم! بخدا میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا ہوں۔ بخدا میں نے کسی بادشاہ کو کبھی نہیں دیکھا کہ اسکے ساتھی اسکی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد کے ساتھی محمد کی کرتے ہیں۔واللہ وہ بلغم تھوکتا ہے تو ان میں سے کسی کے ہاتھ میں پڑتا ہے اور اسے اپنا چہرہ اور بدن مل لیتا ہے اور جب انھیں حکم دیتا ہے تو اسکے حکم کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور جب وضوء کرتا ہے تو قریب ہوتا ہے کہ اسکے وضوء کا پانی پر لڑ پڑیں اور جب بات کرتا ہے تو اس کے سامنے اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور اسکی تعظیم کی وجہ سے بھر نظر نہیں دیکھتے۔

اور اس نے تمہارے لئے اچھی بات پیش کی ہے تم اسے مان لو۔

تو کنانہ کے ایک شخص نے کہا۔ اس کے پاس مجھے جانے دو' لوگوں نے کہا' جاؤ۔اور جب نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ پر نمودار ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ فلاں ہے اور وہ ایسی قوم

کا ہے جو قربانی کے جانوروں کا احترام کرتی ہے ۔اس کے لئے انھیں اٹھا دو اور اس کے لئے اٹھا دیئے گئے۔اور لوگوں نے تلبیہ کرتے ہوئے اس کا استقبال کیا اور جب اس نے یہ دیکھا تو کہا سبحان اللہ انھیں قلادہ پہنایا گیا اور اشعار کیا گیا ہے۔انھیں بیت اللہ سے روکنا زیبا نہیں میں نہیں سمجھتا کہ بیت اللہ سے رد کے جائیں۔

تو ان میں سے ایک شخص اٹھا جس کا نام کرز تھا تو اس نے کہا۔مجھے جانے دو' تو سب نے کہا۔جاؤ۔ اور جب ان پر نمودار ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا۔یہ کرز ہے یہ بدکار شخص ہے اور وہ نبی ﷺ سے بات کرنے لگا ۔ تو اسی دوران کہ آپ بات کر رہے تھے سہیل بن عمر آیا ۔ معمر نے کہا کہ مجھے ایوب نے عکرمہ سے روایت کرتے ہوئے خبر دیا کہ جب سہیل آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمہارا معاملہ تمہارے لئے آسان کر دیا گیا اور معمر نے کہا کہ زہری نے کہا کہ جب سہیل بن عمر آیا تو کہا۔ لاؤ میں اپنے اور تمہارے درمیان ایک دستاویز لکھ دوں' تو نبی ﷺ نے ایک کاتب کو بلایا۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا بسم الله الرحمن الرحیم تو سہیل نے کہا لیکن رحمان تو بخدا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے؟ اور لیکن باسمك اللهم لکھو جیسے تم لکھتے رہے ہو' تو مسلمانوں نے کہا بسم الله الرحمن الرحیم ہی لکھیں گے' تو نبی ﷺ نے فرمایا باسمك اللهم لکھو۔ پھر آپ نے فرمایا ۔یہ وہ چیز ہے جس پر محمد رسول اللہ نے معاہدہ کیا ہے۔ سہیل نے کہا کہ واللہ اگر ہم جانتے کہ تم محمد رسول اللہ ہو تو تمہیں بیت اللہ سے نہیں روکتے اور نہ تم سے لڑتے۔ اور لیکن محمد بن عبداللہ لکھو' نبی ﷺ نے فرمایا۔ واللہ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اگر چہ تم میری تکذیب کرو' محمد بن عبداللہ ہی لکھو' راوی زہری نے کہا کہ یہ اس لئے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مجھ سے کسی اچھی بات کا سوال نہیں کرینگے جس میں اللہ کے محارم کی تعظیم کرینگے مگر میں وہ انھیں دونگا ۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا ۔ اس شرط پر کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ چھوڑ دو اور ہم اس کا طواف کرینگے۔ سہیل نے کہا واللہ عرب یہ بات طے کریں کہ ہم دباؤ میں آگئے اور لیکن یہ آئندہ سال اور لکھا گیا ۔ پھر سہیل نے کہا کہ اس شرط پر کہ ہم سے کوئی شخص تمہارے پاس نہیں جائے گا اگر چہ تمہارے دین پر ہو مگر تم ہمیں واپس کرو گے 'مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ ! مشرکوں کو کیسے واپس کیا جائیگا جبکہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہو۔ اس اثنا میں کہ وہ

ایسے ہی تھے ابو جندل بن سہیل بن عمر اپنی بیڑیوں میں چلتے ہوئے آئے وہ مکہ کے نشیب سے نکل کر آئے یہاں تک کہ خود کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا تو سہیل نے کہا کہ سب سے پہلے میں اس پر معاہدہ کرتا ہوں کہ اسے مجھے واپس کر دو' تو نبی ﷺ نے فرمایا !ابھی ہم نے دستاویز پوری نہیں کی ہے ۔اس نے کہا 'پھر تو بخدا تب میں آپ سے کسی چیز پر کبھی معاہدہ نہیں کرونگا ۔ نبی ﷺ نے کہا اسکے بارے میں میری بات مان لو۔ اس نے کہا میں اسکی اجازت نہیں دے سکتا ۔آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ کر دو۔ اس نے کہا' میں نہیں کر سکتا۔ مکرز نے کہا'۔ ہم نے آپ کو اسکی اجازت دیدی ابو جندل نے کہا' میں مشرکوں کو واپس کیا جائگا ۔حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو جو تکلیف میں نے اٹھائی ہے اور انھیں اللہ کے بارے میں سخت عذاب دیا گیا تھا۔

عمر بن خطاب نے کہا۔ تو میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا۔ کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں ؟آپ نے فرمایا۔ کیوں نہیں'میں نے کہا کیا ہم سچائی پر نہیں ہیں ؟اور ہمارے دشمن باطل پر ؟ آپ نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ میں نے کہا پھر تب اپنے دین میں ہم حقیر چیز کیوں دیئے جارہے ہیں ؟آپ نے فرمایا۔ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اسکی نافرمانی نہیں کرونگا اور وہی میرا مددگار ہے۔ میں نے کہا کیا آپ ہم سے بیان نہیں کر رہے تھے کہ ہم بیت اللہ جائینگے۔اور اسکا طواف کرینگے۔آپ نے فرمایا ۔کیوں نہیں، میں نے تمہیں بتایا کہ اس سال جائینگے ؟میں نے کہا۔ نہیں آپ نے فرمایا۔بے شک تم وہاں جاؤ گے اور اسکا طواف کرو گے، کہا کہ پھر میں ابو بکر کے پاس آیا۔ اور میں نے کہا۔ کیا آپ سچے نبی نہیں ہیں ؟ انھوں نے کہا۔ کیوں نہیں، میں نے کہا۔ کیا ہم سچائی پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں ؟آپ نے فرمایا ۔کیوں نہیں۔ میں کہا کہ تب ہم اپنے دین کے بارے میں حقیر چیز کیوں دیئے جارہے ہیں ۔ انھوں نے کہا۔اے شخص !بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرینگے اور وہ آپ کا مددگار ہے اس لئے تم ان کی رکاب پکڑ لو۔ اسلئے کہ بخدا آپ سچائی پر ہیں میں نے کہا۔ کیا آپ ہم سے بیان نہیں کر رہے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اسکا طواف کرینگے ؟

انھوں نے کہا۔ کیوں نہیں، تو کیا تمہیں خبر دیا کہ اس سال جاؤ گے؟ میں نے کہا۔ نہیں، تو کہا کہ تب تم جاؤ گے اور اسکا طواف کرو گے۔

زہری نے کہا کہ عمر نے کہا۔ میں نے اس کے لئے بہت سے عمل کئے (راوی نے) کہا۔ جب آپ نے دستاویز کے معاملے سے فرصت حاصل کی، تو نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا۔ اٹھو اور قربانی کرو پھر سر منڈاؤ، (راوی نے) کہا تو واللہ کوئی شخص ان میں نہیں اٹھا یہاں تک کہ آپ نے تین بار فرمایا۔ اور جب کوئی نہیں اٹھا تو آپ ام سلمہ کے پاس گئے اور ان سے اس چیز کا ذکر کیا جس کا لوگوں سے سامنا کیا تو ام سلمہ نے کہا۔ اے اللہ کے نبی! کیا آپ یہ چاہتے ہیں ؟ نکلئے اور کسی سے کوئی بات نہ کیجئے۔ یہاں تک کہ اپنے اونٹوں کو نحر کیجئے اور اپنے نائی کو بلایئے اور وہ آپ کا سر مونڈ دے ، تو آپ نکلے اور کسی سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ یہ کام کر دیا۔ اپنے اونٹوں کو نحر کیا اور اپنے نائی کو بلایا اور اس نے آپ کا سر مونڈ دیا۔ اور جب انھوں نے دیکھا تو اٹھے اور نحر کئے اور ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے یہاں تک کہ قریب ہوا کہ ایک دوسرے کو قتل کر دینگے پھر آپ کے پاس مومن عورتیں آئیں۔ اور اللہ نے آیت یا ایھا الذین امنوا اذاجا ء کم المومنات مہا جرات۔۔ بعصم الکوافر تک نازل فرمائی تو عمر نے اس دن دو عورتوں کو طلاق دیا جو شرک کے زمانے میں ان کی تھیں پھر ان میں سے ایک سے معاویہ بن ابو سفیان نے شادی کی اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے۔ پھر نبی ﷺ مدینہ واپس آگئے ۔ اور آپ کے پاس قریش کا ایک شخص ابو بصیر مسلمان ہو کر آیا۔ اور انھوں نے اس کی طلب میں دو شخص کو بھیجا اور کہا۔ جو وعدہ آپ نے ہم سے کیا ہے ، اور آپ نے اسے دونوں کے حوالے کر دیا اور دونوں اسے لیکر نکلے یہاں تک کہ ذوالطلیفہ پہنچے اور اتر کر اپنے سامان میں سے کچھ کھانے لگے۔ ابو بصیر نے دونوں میں سے ایک سے کہا۔ اے فلاں خدا میں تمہاری تلوار عمدہ دیکھ رہا ہوں ۔ اور دوسرے نے اسے نیام سے نکالا اور کہا خدا یہ عمدہ ہے ۔ میں نے اسے آزمایا پھر آزمایا ہے۔ ابو بصیر نے کہا مجھے دکھاؤ میں اسے دیکھوں اور اس سے لیا اور اسے مار دیا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا ۔ اور

دوسرا فرار ہو گیا۔ یہاں تک کہ مدینہ آیا اور مسجد کے اندر جا کر دوڑنے لگا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا۔ اس نے کوئی خوف دیکھا ہے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ واللہ میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور میں بھی قتل کیا ہوا ہوں ۔ اور ابو بعیر آئے اور کہا اے اللہ کے نبی! اللہ نے آپ کی زمہ داری پوری کر دی ۔ آپ نے مجھے انھیں واپس کر دیا ۔ پھر اللہ نے مجھے ان سے رہا کر دیا نبی ﷺ نے فرمایا ۔ اسکی ماں کا برا ہو۔ لڑائی بھڑ کانے والا ہے اگر اسکا کوئی ہوتا۔ جب یہ سنا تو سمجھا کہ آپ اسے ان کو واپس کر دینگے اور نکلے یہاں تک کہ سمندر کے کنارے آگئے (راوی نے) کہا اور ان سے چھوٹ کر ابو جندل بن سہیل ابو بعیر سے مل جاتے ہیں ۔ پھر قریش کے پاس سے کوئی بھی نکلتا جو اسلام لایا ہو وہ ابو بعیر سے مل جاتا۔ یہاں تک کہ ان کی ایک جماعت یکجا ہو گئی ، تو واللہ وہ کسی کارواں کو جو قریش کا شام کی طرف نکلا ہو مگر اسے چھیڑتے اور انھیں قتل کر دیتے اور انکا مال لے لیتے تو قریش نے نبی ﷺ کے پاس آپ کو اللہ اور رشتے کا واسطہ دیتے ہوئے قاصد بھیجا جب قاصد گیا تو جو شخص آپ کے پاس آیا وہ پر امن ہو گیا۔ پھر نبی ﷺ نے انکے پاس پیغام بھیجا اور اللہ نے نازل کیا وهو الذی كف ايديهم عنكم و ايديكم عنهم یہاں تک کہ حمية الجاهلية تک پہنچے، اور ان کی حمیت یہ تھی کہ انھوں نے اقرار نہیں کیا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اقرار نہیں کیا اور ان کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے اور عقیل نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ عروہ نے کہا مجھے عائشہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ان عورتوں کا امتحان لیتے تھے اور ہمیں خبر ملی کہ جب اللہ نے اتارا کہاں مشرکوں کو وہ نفقہ واپس کر دو جو انھوں نے اپنی مہاجر بیویوں پر کیا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ کافر عورتوں سے لگاؤ نہ رکھو عمر نے دو بیویوں قریبہ بنت ابو امیہ اور بنت جرول خزاعی کو طلاق دے دیا۔ اور قریبہ سے معاویہ نے شادی کیا اور دوسری سے ابو جہم نے۔ اور کافروں نے اسے ادا کرنے سے انکار کر دیا جو مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ (وان فاتكم شئ من ازواجكم الى الكفار فعاقبتم) اور عقب وہ ہے جو مسلمان ان کافروں لوا کرتے جس کی بیوی ہجرت کر آئی تو حکم دیا کہ ان مسلمانوں کو دیا جائے جس کی بیوی جائے جو اس نے ان کافر عورتوں کا مہر اور خرچہ دیا ہے جو ہجرت کر

گئیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ اپنے ایمان کے بعد کوئی مہاجر عورت اسلام سے پھری ہو۔ اور ہمیں خبر ملی کہ ابوبصیر بن اسید ثقفی نبی ﷺ کے پاس مومن اور مہاجر ہو کر مدت کے اندر آئے تو اخنس بن شریق نے نبی ﷺ کو آپ سے ابو بصیر کا سوال کرتے ہوئے لکھا۔ اور حدیث ذکر کی۔

حل لغات

حدیبیہ مکہ سے قریب ایک مقام ہے۔ نبی ﷺ ذیقعدہ ۶ھ بروز سوموار مدینہ سے نکلے اور حدیبیہ میں قریش سے معاہدہ ہوا۔

غمیم : ایک وادی کا نام طلیعة : مقدمة الجیش ۔ القتر : سیاہ غبار۔ رکض باب نصر سے : گھوڑے کو ایڑ لگایا ۔ دوڑایا ۔ ثنیة : گھاٹی کا راستہ ، موؤ ج ثنایا ۔ ثنیات الحت باب افعال سے واحد مونث غائب ماضی اصرار کیا ، ضد کیا ۔ قصواء : رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام ۔ حابس الفیل : یعنے اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کو روکا ۔ خطة : اہم معاملہ ، بات یتبرض : تھوڑا تھوڑا پانی لیتا ہے الری: سیرابی صدروا : پانی پی کر واپس آئے عیبة صندوق راز دار ۔ العوذ : بچے ج عوذ عوذان ۔ المطافیل : بچے دار اونٹنیاں اور جانور۔ نھکت : کمزور کردیا بلحوا ابازر ہے استاصلت : بنیاد سے اوکھاڑ دیا الاجتیاح : جڑ سے اوکھاڑ نا خلیق سزاوار، اہل ۔ امصص المص سے چوسنا غدر : بے وفا ، غدار۔ نخامه بلغم تھوک المغفر : خود جو سپاہی سر پر پہنتا ہے ۔ نعل : دستہ، اشرق : جھانکا ، نمودار ہوا البدن : بڑے جانور اونٹ اور گائے وغیرہ اشعار : قربانی کے جانور کے کوہان چیر کر اسکا خون بطور نشان لگادینا کہ قربانی کا جانور ہے۔ غرز : چمڑے کی رکاب، ذعر : خوف دہشت ناشد واسطہ دیا۔

علیٰ وفات الرسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر

ابوبکرؓ نبی ﷺ پر داخل ہوئے اور آپ ایک کپڑے میں ڈھانکے ہوئے تھے۔
انھوں نے آپ سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا۔

میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں۔آپ زندہ رہے تو اچھے رہے اور موت ہوئی تو اچھے رہے اور آپ کی موت کی وجہ سے وہ (سلسلہ نبوت) ٹوٹ گیا جو کسی نبی کی موت سے کٹا، لہذا آپ تعریف سے بلند اور رونے سے بڑھ کر ہیں۔اور آپ نے خصوصیت پیدا کی یہاں تک کہ آپ باعث تسلی بن گئے اور آپ عام غم بن گئے یہاں تک کہ ہم آپ میں برابر ہوگئے۔اور اگر آپ کی موت آپ کی پسند نہ ہوتی تو ہم آپ کی موت کے لئے جانیں سخاوت کردیتے۔اور اگر آپ ہمیں رونے سے نہیں روکتے تو ہم آپ پر آنسو کی نالیوں کے پانی پورے کردیتے۔اور لیکن جسے ہم خود سے دور نہیں کرسکتے ۔شدید غم اور کمزوری ہے جو برابر آتی جاتی اور دور نہیں ہورہی ہے۔

اے اللہ! ہماری طرف سے آپ کو سلام پہنچا۔ اے محمد! ہمیں اپنے رب کے پاس یاد رکھیں اور چاہیئے کہ ہم آپ کی فکر بنے رہیں۔اور اگر آپ نے جو سکون پیچھے چھوڑا ہے نہ ہوتا تو جو وحشت آپ نے چھوڑی ہم اسکے لئے تیار نہیں ہوسکتے تھے۔ اے اللہ ہماری طرف سے اپنے نبی کو پہنچادے اور ہمارے بارے میں انھیں یاد دلا پھر لوگوں کے پاس آئے اور بڑی شدت میں اور بڑے بدحواس تھے۔ اور ایک خطبہ دیا۔جس میں فرمایا۔ میں شہادت دیتا ہو کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد اسکے بندے اور رسول ہیں۔اور شہادت دیتا ہوں کہ قرآن ویسے ہی ہے جیسے اترا ۔اور دین ویسے ہی ہے جیسے نافذ ہوا۔اور حدیث ویسے ہی ہے جیسے آپ نے فرمائی۔اور بات ویسے ہی

ہے جیسے آپ نے فرمایا۔ اور اللہ ہی نمایاں ثابت سچائی ہے۔ ایک طویل کلام میں پھر فرمایا۔

اے لوگوں! جو محمد کی عبادت کر رہا تھا تو محمد کا انتقال ہو گیا اور جو اللہ کی عبادت کر رہا تھا تو اللہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئیگی۔ اور اللہ سے پہلے ہی تمہیں آپ کے بارے میں بتا دیا ہے۔ اسلئے اسے الجھن کی وجہ سے نہ چھوڑو اور اللہ نے اپنے نبی کے لئے اس کو پسند کرلیا جو اس کے پاس ہے اس چیز ہر جو تمہارے پاس ہے۔ اور انھیں اپنے ثواب کی طرح سمیٹ لیا اور تمہارے اندر اپنی کتاب اور اپنے نبی کی سنت چھوڑ دیا۔ تو جس نے ان دنوں کو لیا اس نے پہنچایا اور جس نے دونوں میں فرق کیا اس نے (دین کا) انکار کر دیا۔

اے مومنو! انصاف پر ثابت رہو اور شیطان تمہارے نبی کی موت کیوجہ سے تمہیں تمہارے دین سے بیزار نہ کر دے اور تمہیں (تمہارے دین کے بارے میں) فتنے میں نہ ڈال دے۔ تو اس سے پہلے وہ کرلو جس سے تم بے بس ہو جاؤ اور اسے موقعہ نہ دو کہ تم سے مل جائے۔

حل لغات

مسجی اسم مفعول باب تفعیل ڈھانکے ہوئے۔ کشف کھولنا باب ضرب سے مسلاۃ تسلی کا باعث اور ذریعہ شئون آنسو کی نالیاں۔ الانفاد مصدر افعال صرف کر دینا۔ الکمد شدید غم واندوہ۔ ادناف نقاہت تخالفان شیہ باب تفاعل ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔ شغل عن بیزار ہونا الاستنظار: موقعہ ومہلت دینا باب استفعال سے۔

شقاوة الملوك

بادشاہوں کی بدنصیبی

ابوبکرؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا

دیناوآخرت میں سب سے بدنصیب بادشاہ ہیں۔لوگوں نےآپ کی طرف سر اٹھا دیئے ۔آپ نے فرمایااے لوگوں کی جماعت! تم طعنہ دینے میں جلدباز ہو ۔بیشک کچھ بادشاہ ایسے ہیں کہ جب بادشاہ ہوں توجو کچھ ان کے ہاتھ میں ہو اللہ اسے اس سے بے زار کر دیتا ہے اور اسے اس چیز میں راغب کر دیتا ہے جو دوسرے کے ہاتھوں میں ہواور اسکی نصف عمر کم کر دیتا ہے اور اسکے دل کو خوف سے بھر دیتا ہے اور وہ تھوڑے پر حسد کرتا اور زیادہ پر ناراض ہو جاتا ہے اور عیش وراحت سے آزردہ ہو جاتا ہے اور اس سے ظرافت کی لذت کٹ جاتی ہے وہ عبرت سے کام نہیں لیتا اور اعتماد کا سکون نہیں پاتا لہذا وہ کھوٹے سکےاور پر فریب سراب کے مانند ہوتا ہے ظاہر میں خوش اور اندر اداس اور جب اسکی موت ہو گی اور اسکے عمر کا پانی جذب ہو جائیگااور اسکا سایہ ڈھل جائیگا۔ تو اللہ اسکا کڑا حساب لیگا اور اسے بہت کم ہی معاف کریگا۔ سن لو فقراء ہی رحم کئے ہوئے ہیں اور بہترین بادشاہ وہ ہے جو اللہ پر ایمان لایا اور اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت سے فیصلہ کیا۔ اور بیشک تم آج نبوت کی خلافت اور تم کھلے چوراہے پر ہو۔ اور میرے بعد تم ظالم بادشاہ دیکھوگے تتر بترامت اور بہتا ہوا خون۔ تو اگر باطل کا ابھار ہو اور اہل صداقت کیلئے گردش۔ اور اسکا نشان مٹ جائے اور بڑوں کی موت ہو جائے۔ تو مسجدوں کو پکڑ لو۔ اور قرآن سے مشورہ لو اور جماعت کا التزام کرو اور چاہئے کہ فیصلہ آپس کے مشورے کے بعد ہو۔ اور سودا طویل غور وفکر کے بعد ۔ خرشتہ کا ملک اللہ تمہیں اسکے اخیر حصہ پر کامیاب کریگا جیسے اسکے قریب پر کامیاب کیا ہے۔

حل لغات

شطر۔ جز۔ حصہ نصف ج اشطار۔ الاشفاق خوف اور ڈر باب افعال سے یتسخط باب تفعل سے تھوڑا سمجھتا ہے ۔ جزل خوش۔ ج جزلان ' وجبت : واحد مونث غائب ماضی زمین سے لگنا۔ غروب ہونا نضب پانی کا زمین میں جذب ہو جانا۔ مھجۃ درمیانی راستہ ۔ ج مہاج عضوض بروزن فعول عض یعض یعنے سمع سے دانت کاٹنا نذ و ۃ اچھال ابھار کودنا باب نصر سے 'عفا یعفو عفوا عفاءً اعفوا نشان یا منزل کا مٹ جانا ۔باب نصر سے ۔

خطة عمر فی الحکم

فرمانروائی کے بارے عمر کا خیال

طلحہ بن معدان نے کہا، عمر بن خطابؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگوں بیشک کوئی حقدار اپنے حق میں یہاں تک نہیں پہنچا ہے کہ اللہ کی نافرمانی میں فرمانبرداری کیا جائے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اس مال کو درست کرے۔ گی مگر تین بات' یہ کہ حق کے ساتھ لیا جائے اور حق میں دیا جائے اور باطل سے روکا جائے۔ اور بیشک میں تمھارے مال کے ساتھ یتیم کے سرپرست کے مانند ہوں۔ اگر بے نیاز رہا تو اس سے دور رہوں گا۔ اور اگر فقیر ہوا تو دستور کے مطابق کھاؤں گا اور کسی کو کسی پر ظلم کرتے اور زیادتی کرتے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ اسکا رخسار زمین پر رکھدوں اور اپنا سر اسکے دوسرے رخسار پر یہاں تک کہ حق کا یقین کر لے

اور اے لوگوں! تمھارے لئے مجھ پر کچھ باتیں ہیں جن کا ذکر تم سے کر رہا ہوں تم انھیں مجھ سے اخذ کرلو۔ تمھارے لئے مجھ پر واجب ہے کہ تمھارے ٹیکس میں سے اور اس چیز میں جو اللہ نے تمھیں بطور مال دیا ہے اس میں سے کچھ نہ لوں مگر وجہ سے۔ اور تمھارے

لئے مجھ پر واجب ہے کہ جب میرے ہاتھ میں پڑ جائے تو اسے اس کے جواز کے ہاتھ ہی نکالوں۔اور تمہارے لئے مجھ پر واجب ہے کہ تمہارے عطیے اور رزق بڑھاؤں۔ان شاءاللہ اور تمہاری سرحدوں کو بند کروں اور تمہارے لئے مجھ پر واجب ہے کہ تمہیں ہلاکت گاہوں میں نہ ڈالوں اور تمہیں تمہاری سرحدوں یکجانہ کروں۔

اے لوگوں !اللہ کا حق اسکی مخلوق کے حق سے بڑھ کر ہے اور اپنے حق کی بڑائی کے بارے میں اس نے فرمایا ہے

ولا یا مرکم ان تتخذ وا الملائکہ اور تمہیں حکم نہیں دے گا کہ فرشتوں اور نبیوں کو والنبین اربابا ایامرکم با لکفر ۔ اللہ کو چھوڑ کر رب بناؤ۔ کیا تمہیں کفر کا حکم دیگا بعد اذانتم مسلمون اسکے بعد جب تم مسلمان ہو ؟اور سن لو میں نے تمہیں امیر اور زبردست بنا کر نہیں بھیجا ہے اور لیکن تمہیں ہدایت کا پیشوا بنا کر بھیجا ہے کہ تم سے ہدایت حاصل کیا جائے اور تم مسلمانوں پر ان کے حقوق بہادو اور انھیں مارو مت کہ انھیں ذلیل کرو اور ان کی تعریف نہ کرو کہ انھیں فتنے میں ڈال دو ۔ اور ان کے سامنے دروازے نہ بند کرو کہ تاقتور ان کے کمزور کو کھاجائے اور ان پر خود کو اولیت نہ دو کہ ان پر ظلم کرو اور ان پر اکھڑ پن نہ کرو اور ان کی مدد سے کافروں سے ان کی طاقت بھر لڑو اور جب ان میں تھکان دیکھو تو اس سے رک جاؤ اس لئے کہ یہ تمہارے دشمن سے جہاد میں زیادہ موثر ہے۔

اے لوگوں میں تمہیں شہروں کے امیروں پر شاہد بناتا ہوں کہ میں نے انھیں نہیں بھیجا ہے مگر تاکہ لوگوں کو ان کا دین سمجھائیں اور ان پر ان کا مال غنیمت تقسیم کریں اور ان کے درمیان فیصلے کریں اور اگر ان پر کچھ تردد ہو تو اسے میرے سامنے پیش کریں۔

حل لغات خطة ۔ شان معاملہ ج خطط الخلة خصلت عادت ج خلال

ثغور سرحدیں ۔ واحد ثغر۔جمّ القوم یکجا ہونا فراہم ہونا اوردوا :الادراد سے بہادینا، جاری کردینا تستاثروا باب استفعال سے نہی کا صیغہ اپنے کواولیت دینا کلالة

تھکان ،کمزوری۔ اشکل علیہ باب افعال سے فعل ماضی مجہول۔ مشتبہ اور مشکوک ہونا۔

منشور القضاء

قضاء کا فرمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ امیر المومنین عبداللہ بن عمر کی طرف سے عبداللہ بن قیس کی طرف سے تم پر سلام ہو۔اما بعد !بیشک قضاء ایک پائدار فرض ہے۔ اور پیروی کی ہوئی سنت ہے اسلئے اسے سمجھ لو جب تمہارے سامنے پیش کیا جائے اسلئے کہ ایسی درست بات بولنے کا کوئی فائدہ نہیں جو نافذ نہ ہو۔تم اپنی مجلس میں اور اپنے روبرو لوگوں میں برابری کرو ۔تاکہ بڑا تمہارے ظلم کی امید نہ رکھے اور کمزور تمہارے انصاف سے نہ ڈرے ثبوت اس شخص پر ہے جو دعویدار ہو اور حلف اس پر جو انکار کرے اور مسلمانوں کے درمیان سمجھوتہ جائز ہے مگر جو ناجائز کو جائز اور جائز کو ناجائز کردے اور تمہیں کوئی معاملہ جو تم نے آج کیا اور اس میں دوبارہ غور کیا اور اسکے بارے میں درست فیصلے کی ہدایت کر دئے گئے۔اس سے باز نہ رکھے کہ اس سے پلٹ جاؤ کیونکہ سچائی پرانی چیز ہے اور سچائی کو لوٹانا باطل میں بڑھتے جانے سے بہتر ہے۔ سمجھ سے کام لو سمجھ سے۔ جس وقت تمہارے سینے میں ایسی چیز تردد پیدا کرے جو تمہیں اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت میں نہیں ملی ہے تو اشبا اور امثال کو پہچانو۔اور اس وقت امور کو قیاس کرو۔ اور پھر ان میں سے اپنے خیال میں اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اور سچائی سے سب سے زیادہ مشابہ کا قصد کرو۔ دعویدار کے لئے غائب حق یا ثبوت کے لئے ایک مدت بناؤ۔جس تک پہنچے اور اگر اپنا ثبوت پیش کردے تو اس کے لئے اسکا حق لو ورنہ اسکے اوپر فیصلہ کرو اسلئے کہ یہ شک کو دور کرتا اور اندھے پن کو زیادہ ظاہر کرتا اور عذر کے لئے زیادہ موثر ہے۔مسلمان ایک دوسرے پر عادل ہیں مگر کسی حد میں کوڑا مارا ہوا یا جس پر جھوٹی شہادت کو آزمایا گیا ہو یا کسی دوستی یا رشتے داری میں الزام لگایا ہوا۔اس لئے کہ اللہ تمہارے رازوں کا

مالک ہے اور اس نے تم سے شکوک کو دور کیا ہے اور اضطراب اور آزردگی سے بچو اور لوگوں سے تکلیف اٹھانے سے اور فریقوں کے لئے سچائی کی جگہوں میں بدل جانے سے جس سے اللہ اجر کو واجب کرتا ہے اور اس کا بہتر ذخیرہ بناتا ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ اپنے اور اللہ کے درمیان اپنی نیت خالص کر لیتا ہے اگرچہ اپنے خلاف کیوں نہ ہو تو اللہ اسے اس چیز سے روک دیتا ہے جو اسکے اور لوگوں کے درمیان ہو۔ اور جو شخص لوگوں کے لئے اپنے کو اس چیز کے ساتھ آراستہ کرتا ہے جس کا علم اللہ نے اس کو نہیں دیا ہے اللہ اس کا پردہ فاش کر دیتا ہے اور اسکے کردار کو ظاہر کر دیتا ہے۔

حل لغات

ادلیٰ الی کسی کے سامنے مقدمہ پیش کرنا۔ نفاذ مصدر پورا ہونا۔ جاری ہونا آس المواساۃ سے برابری کرنا التمادی مصدر باب تفاعل حد سے زیادہ بڑھنا تلجلج تردد پیدا کرے کھٹکے، احلی زیادہ صاف ظینن فعیل بمعنی مفعول الزام لگایا ہوا مجلود اسم مفعول کوڑا مارا ہوا۔ درأ: باب فتح سے دور کیا۔ ہٹایا۔ التنکر بدل جانا۔ انجان بن جانا ھتك باب ضرب سے پھاڑ دیا۔

الاصحاب الحاضرون

موجود رفقاء

ابن عائشہ نے ایک اسناد میں جس کا ذکر کیا بیان کیا کہ علیؑ کو خبر ملی کہ معاویہ کا ایک سوار دستہ انبار میں وارد ہوا اور انکے عامل کو جس کا نام حسان بن حسان تھا قتل کر دیا۔ تو غصہ ہو کر کپڑا گھسیٹتے نکلے۔ یہاں تک نخیلہ آئے اور لوگ آپ کے پیچھے آئے۔ پھر زمین کے ایک بلند ٹیلے پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا۔

امابعد ۔بیشک جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔اور جو شخص اس سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ دے ۔اللہ اسے ذلت اور رسوائی کا نشان پہنا دیتا ہے اور چھوٹوں کے ذریعہ رسوا کیا جاتا ہے۔اور میں نے شب و روز تمہیں اس قوم سے لڑنے کی دعوت خفیہ اور علانیہ دی۔اور میں نے تم سے کہا کہ ان سے لڑو اس سے پہلے کہ وہ تم سے لڑیں۔اسلئے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کسی قوم نے اپنے ملک میں لڑائی نہیں لڑی مگر وہ رسوا ہوئی ۔تو تم نے ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دیا اور ایک دوسرے پر بھروسہ کر لیا۔ اور میری بات تم پر بوجھ ہوئی اور تم نے اسے پس پشت ڈال دیا یہاں تک کہ تم پر یلغار ہونے لگی، یہ غامد کا بھائی اسکے سوار انبار میں اترے اور حسان ابن حسان اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ وہ مسلمان اور معاہد عورت کے پاس جاتے تھے اور وہ اپنے پازیب اور بالیاں انھیں اوتار کر دیتی تھی پھر وہ لدے ہوئے واپس ہوگئے۔ اور ان میں سے کسی کو کوئی زخم نہیں لگا۔تو اگر کسی مسلمان کی اس پر افسوس کی وجہ سے موت ہو جائے تو میرے نزدیک قابل ملامت نہیں بلکہ میرے نزدیک اسے زیبا ہے ہائے حیرت تمام تر حیرت ایسی بات جو دل کو مار ڈالے اور سمجھ کو مشغول کر دے اور غموں کو بڑھا دے اس قوم کے باطل پر تعاون اور تمہارے اپنے سچائی سے تمہاری بزدلی پر یہاں تک کہ تم نشانہ بن گئے۔تمہیں تیر مارا جاتا ہے اور تم تیر نہیں مارتے اور تم پر حملہ کیا جاتا ہے اور تم حملہ نہیں کرتے اور تمہارے بارے میں اللہ کی نافرمانی کی جاتی ہے اور تم خوش ہوتے ہو اور جب تم سے کہتا ہوں کہ ان سے جاڑے میں لڑو تو تم کہتے ہو کہ یہ سردی اور پالے کا وقت ہے اور اگر کہتا ہوں کہ ان سے موسم گرما میں لڑو تو تم کہتے ہو یہ تپش ہے ہمیں مہلت دو کہ ہم سے تپش دور ہو جائے اور جب تم سردی اور گرمی سے فرار ہوتے ہو تو بخدا تم تلوار سے اور زیادہ فرار ہو گے ۔اے مردوں کی صورت اور نامردو! اور اپنی عقل کے مارو اور اے پردہ نشینوں کی عقلو! بخدا تم نے نافرمانی سے میرے رائے کو بگاڑ دیا اور میرے پیٹ کو غصے سے بھر دیا۔ یہاں تک کہ قریش نے

کہا کہ ابن ابو طالب دلیر ہے لیکن لڑائی میں اس کی کوئی رائے نہیں اللہ ہی کے لئے اس کی خوبی ہے اور کون ہے جو اسے ہم سے زیادہ جانتا ہو اور اس کا مجھ سے پائیدار آزمودہ کار ہو؟ خدا میں اس میں تیار ہو گیا حالانکہ میں بیس سال کا بھی نہیں ہوا تھا اور آج میں تقریباً ساٹھ سال کا ہو گیا لیکن اس کی کوئی رائے نہیں جس کی فرمانبرداری نہ کی جائے۔ اسے تین بار فرماتے رہے۔

حل لغات خیل گھوڑ سوار جماعت ۔ ج خیول واخیال۔ انبار دریائے فرات پر ایک شہر الخسف ذلت، رسوائی ۔ عقر اندر درمیان۔ تخاذل ایک دوسرے کی مدد نہ کرنا مصدر باب تفاعل۔ تواکل ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا ۔شن الغارة چھاپہ مارنا اخوغامد معاویہ بن عوف جس نے عراق کے اطراف پر حملہ کیا ۔ بنو غامد از د شنوءہ کا ایک قبیلہ ہے۔ الکلم زخم لگانا ۔ اوان وقت لحہ ج 'ان' قر سردی صد: پالہ ینصدم گذر جائے الحمارة تپش کی شدت القیظ سخت تپش ۔ الطغام بیوقوف ربات الحجال دلہنیں، پردہ نشین خواتین نیفت بڑھ گیا النہوض تیار ہونا اٹھنا۔

الا اخوانِ الناهبون

گذرے ہوئے بھائی

علی رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے کہ ان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص ان کے پاس اٹھ کر آیا، اور اس نے کہا آپ نے ہمیں حکومت سے روکا پھر ہمیں اسکا حکم دیا تو کون سی بات درست ہے حضرت علیؓ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا پھر فرمایا۔ یہ اس شخص کا بدلہ ہے جس نے بیعت چھوڑ دیا۔ سنو خدا اس نے جس وقت تمہیں حکم دیا جو بھی دیا تو تمہیں ناپسندیدہ چیز پر آمادہ کیا جس میں اللہ نے تمہارے لئے اچھائی رکھی اور اگر تم سیدھے ہوتے تو میں

تمہیں ہدایت کرتا اور اگر ٹیڑھے ہوتے تو تمہیں سیدھا کرتا ۔ لیکن کس کے ساتھ اور کس طرف ؟ میں چاہتا ہوں تم سے دوا کروں اور تمہیں میری بیماری ہو جیسے جو کانٹے سے کانٹا نکالتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا ٹیڑھا پن اسکے ساتھ ہے۔ اے اللہ! اس بیماری کے اطباء بیمار سے آزردہ ہوگئے اور ڈول کش کنویں کی رسیوں سے تھک گئے ۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو اسلام کی طرف مدعو کئے گئے اور اسے مان لئے اور قرآن پڑھے اور اسے پائدار کر لئے اور لڑائی کے لئے آمادہ کئے گئے تو فریفتہ ہوگئے دودھاری اونٹنی کے اپنے بچے پر فریفتہ ہو جانے کے مانند۔ اور تلواریں ان کے نیاموں سے نکال لیں اور دنیا کے اطراف کو جوق درجوق اور صف بصف ہو کر پکڑ لئے کچھ تباہ ہوئے کچھ نجات پا گئے نہ وہ زندوں کیوجہ سے بشارت دیئے گئے اور مُردوں کی وجہ سے تعزیت کئے گئے ان کی آنکھیں رونے کی وجہ سے سفید اور روزے کی وجہ سے ان کے شکم سٹے ہوئے ہیں اور دعاء کیوجہ سے ہونٹ سوکھے ہوئے ۔شب بیداری کی وجہ سے رنگ زرد اور ان کے چہروں پر خاکساروں کے غبار ہیں۔ یہی میرے گذرے ہوئے بھائی ہیں۔ لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان کے پیاسے ہوں اور ان کی جدائی پر ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹیں۔

حل لغات الخطب ناپسندیدہ اور اہم معاملہ ج خطوب العقدہ دۃ بیعت۔ گرہ ج عقد، عقود تدارکت واحد متکلم ماضی باب تفاعل سے غلطی کو درست کرنا۔ ملّت باب سمع سے واحد مونث غائب آزردہ ہوا آزردہ کیا مللا ملۃ ملالۃ ۔ النزع واحد نازع ڈول کش۔ اشطان رسیاں واحد شطن۔ رکی کنواں ج رکایا، دکی ولہ باب ضرب وسمع سے آشفتہ و فریفتہ ہونا۔ اللقاح دودھاری اونٹنی ج لقوح۔ الاغماد نیام واحد غمد ۔ الخمص باب سمع و کرم سے پیٹ کا خالی ہونا اور سکڑ جانا ۔ نعض ج متکلم باب سمع سے دانت کاٹنا عض الایدی افسوس کرنا۔

خطبة زیاد بن ابیه

زیاد بن ابیہ کا خطبہ

زیاد بن ابیہ بنوامیہ کی حکومت کا ستون مانا جاتا ہے وہ زبردست ادیب اور خطیب تھا۔ اس کا انتقال ۵۳ھ میں ہوا۔

امابعد! بیشک جاہلانہ جہالت اور اندھی ضلالت اور ایسی بے راہروی جو اپنے ساتھی کو جہنم میں ڈال دے۔ وہ بڑی چیزیں ہیں جس میں تمہارے بیوقوف اور تمہارے عقلمند شامل ہیں تمہارا چھوٹا اس میں پرورش پاتا اور تمہارا بڑا اس سے کنارہ کش نہیں ہوتا گویا تم نے اللہ کی کتاب نہیں پڑھی۔ اور اللہ نے اپنے فرمانبرداروں کے لے جو اچھا ثواب اور نافرمانوں کے لئے تکلیف دہ عذاب تیار کر رکھا ہے تم نے اسے سنا نہیں ہے۔ اس ابدی زمانے میں جس کے لئے زوال نہیں۔ کیا تم اس کے مانند ہو جس کی آنکھوں میں دنیا پڑ جائے اور اسکے کانوں کو خواہشات بند کر دیں اور زوال پذیر (دنیا) کو پائندہ پر پسند کر لیا ہو؟ اور تم یاد نہیں کرتے کہ تم نے اسلام میں ایسی نئی چیزیں پیدا کر لیں جو تم نے پہلے نہیں کیں۔ یعنے تمہارا کمزور کو مغلوب ہوتے اور ان میں لٹی ہوئی کمزور عورت کو بغیر مدد چھوڑ دینا حالانکہ تعداد تھوڑی نہیں ہے۔ اور جماعت میں انتشار نہیں کیا تم میں وہ لوگ نہیں ہیں جو آواروں کو شب روی سے اور دن کی غارت سے باز رکھیں۔ تم نے رشتے کو نزدیک کر لیا اور دین سے دور ہو گئے تم بغیر عذر معذرت کرتے ہو۔ اور اپنی برائی پر آنکھ بند کر لیتے ہو تم میں سے ہر ایک نادان کی حمایت کرتا ہے اور اس شخص کے کردار کے مانند جو انجام سے ڈرتا ہے اور نہ دوبارہ زندہ کئے جانے کی امید رکھتا ہے۔

تم عقلمند نہیں ہو۔ جب تم نادانوں کی پیروی کر لئے تمہارے ساتھ وہ چیز برابر ہے جسے تم دیکھ رہے ہو یعنے ان کی پشت پناہی۔ یہاں تک کہ انھوں نے اسلام کے احترام کو توڑ دیا اور

پھر انھوں نے تمہارے پیچھے تک کی جگہوں میں شکار کے جال لگا دیئے مجھ پر کھانا پینا تا جائز ہے جب تک کہ اسے ڈھا اور جلا کر زمین کے برابر نہ کردوں میرے خیال میں اس معاملے کا آخیر اسی سے درست ہوگا۔ جس سے اول درست ہوا۔ بغیر کمزوری کے نرمی اور بغیر زیادتی کے سختی سے۔ اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں سرپرست کو مولی کے بدلے اور مقیم کو راہی کے بدلے اور فرمابردار کو نافرمان کے بدلے اور تندرست کو بیمار کے بدلے پکڑوں گا۔ یہانتک کہ ایک شخص اپنے بھائی سے ملے تو کہے کہ سعید نجات حاصل کرلو اس لئے کہ سعید ہلاک ہوگیا۔ یا تمہارا اسد ھار ہو جائے بیشک امیر کا جھوٹ ظاہر اور مشہور ہے تو اگر تم مجھ پر کوئی جھوٹ چسپاں کردو تو تمہارے لئے میری نافرمانی جائز ہے اور مجھ سے یہ سنو تو مجھے اسکا طعنہ دو اور یقین کرلو کہ میرے پاس اسکے کئی گنا ہے جو تم میں سے ایک کا شاہد بنے گا میں اسکے اس مال کا ذمہ دار ہوں جو برباد ہوگا اسلئے شب روی کے بارے میں مجھ سے ڈرو کیونکہ میرے پاس جو شب رو لایا جائیگا میں اسکا خون کرونگا۔ اور میں نے تمہیں کوفہ سے خبر آنے تک کا وقت دے دیا ہے۔ اور مجھ سے جاہلیت کے وعدے سے ڈرو کیونکہ جسے اس کی دعوت دیتے پاؤں گا۔ اسکی زبان کاٹ دونگا اور تم نے ایسی باتیں بنا رکھی ہیں جو نہیں تھیں اور ہم نے ہر گناہ کی ایک سزا بنا رکھی ہے۔ اور جو کسی قوم کو ڈوبائے گا ہم اسے ڈوبا دینگے اور جو کسی قوم کو نذر آتش کریگا ہم اسے آگ کی نذر کردینگے اور جو کسی کے مکان میں نقب زنی کریگا ہم اس کا دل نکال لینگے۔ اور جو کوئی قبر کھودیگا ہم اسے اس میں زندہ دفن کردینگے۔ اس لئے تم مجھ سے اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو روک لو میں تم سے اپنا ہاتھ اور زبان روک لونگا۔ اور تم سے کسی سے جس روش پر عام لوگ ہیں کوئی شک ظاہر ہوگا تو میں اسے مار ڈالونگا۔ میرے اور ایک قوم کے درمیان کینہ تھا تو میں نے اسے اپنے دونوں کانوں کے پیچھے اور دونوں پیروں کے نیچے ڈال دیا اگر مجھے علم ہو کہ تم میں سے کسی کو میرے بغض کی وجہ سے سل کی بیماری نے مار دیا تو میں اسکا پردہ نہیں کھولوں گا اور نہ اسکی پردہ دری کروں گا یہاں تک کہ

میرے لئے اپنے سینے کی چوڑائی کو ظاہر کردے اور اگر اس نے ایسا کردیا تو اس سے عبث نہیں کرونگا اسلئے اپنے معاملے نئے کرلو اور اپنے اوپر میری مدد کرو۔ کیونکہ بہت سے غمزدہ ہماری آمد سے خوش ہوں گے اور بہت سے خوش ہماری آمد سے مایوس ہو جائینگے۔

اے لوگوں! ہم تمہارے انتظام کار اور پاسبان ہیں۔ ہم تمہارا انتظام اللہ کے اس اقتدار سے کرینگے جو اس نے ہمیں دیا ہے اور تمہاری حفاظت اللہ کے اس مال سے کرینگے جس سے ہمیں نوازا ہے۔ تو تم پر ہمارے لئے اس چیز میں سننا اور اطاعت کرنا ہے جو ہم پسند کریں اور تمہارے لئے ہمارے اوپر اس میں انصاف کرنا ہے جس کے ہم والی ہوں او تم ہمارے انصاف اور مال کے ہمارے لئے اپنی خیر خواہیوں کے ذریعہ مستوجب ہو اور اللہ کی قسم تمہارے اندر ہمارے بہت سے پچھاڑے ہوئے ہیں تو تم میں سے ہر ایک کو میرا پچھاڑا ہوا ہونے سے ڈرنا چاہیئے۔

حل لغات

الحلماء عقلمند واحد حالم۔ التحاشی کنارے رہنا ۔ باب تفاعل سے۔ طرفت باب ضرب سے آنکھ میں کچھ پڑ جانا جس سے آنسو آنے لگے، دلج رات میں پھرنا۔ کنوس کنس ہرن کی جھاڑی ۔ مکانس چھپنے کی جگہ واحد مکنس البلقا سیاہ سفید رنگ جو نمایاں ہو۔ المدلج اسم فاعل باب افعال جو رات میں چلے احن کینہ واحد احنۃ ۔ ذادۃ اسم فاعل ج ذائد جو ہانکتا ہو اصدعیٰ پچھاڑے ہوئے واحد صدیع بمعنی مصروع۔

خطبة طارق بن زياد عند فتح الاندلس

اندلس کی فتح کے وقت طارق بن زیاد کا خطبہ

اے لوگوں! فرار کہاں سمندر تمہارے پیچھے اور دشمن تمہارے سامنے ہے۔ واللہ تمہارے لئے صرف سچائی اور صبر ہے ۔ جان لو کہ اس جزیرے میں تم کمینوں کے دستر خوان پر

یتیموں سے زیادہ برباد ہو۔ تمہارے دشمن نے تمہارا سامنا اپنے فراواں لشکر و ہتھیار اور طاقتوں سے کیا ہے۔اور تمہاری پناہ گاہ صف تمہاری تلواریں ہیں اور خوراک وہی ہے جو اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سے نکال لو۔اگر تمہارے فقر کا زمانہ دراز ہو گیا اور تم نے فوراً اپنے لئے کچھ نہ کیا تو تمہارا رعب جاتا رہے گا اور تمہارے رعب کے بدلے ان کے دلوں میں تمہارے خلاف ہمت پیدا ہو جائیگی۔لہذا اپنے انجام کار کی رسوائی کو اس سرکش سے لڑکر اپنے سے دور کرو اسے اس کے پائدار شہر نے تمہاری طرف پھینک دیا ہے اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھنا یقیناً ممکن ہے اگر تم اپنے لئے موت کو آسان کر لو۔اور میں نے تمہیں کسی ایسی چیز سے نہیں ڈرایا ہے جس سے میں الگ ہوں اور نہ اپنے کو چھوڑ کر تمہیں اسی چیز پر للکارا ہے جس میں جانیں سستا سامان ہوں اور میں خود سے ابتداء کرتا ہوں اور یقین کرو اگر تم نے تھوڑی مشقت پر صبر کر لیا تو لذیز راحت سے زمانہ دراز تک فائدہ اٹھاؤ گے لہذا اپنے میں مشغول ہو کر مجھ سے بیزار نہ ہو۔اسلئے کہ اس میں تمہارا حصہ میرے حصے سے زیادہ نہیں اور اس جزیرے نے جو عام اچھائیاں پیدا کی ہیں اسکی خبر تمہیں نہیں ہے۔اور ولید بن عبداللہ نے بیعانہ کے طرز پر تمہارا انتخاب کیا ہے اور تمہیں اس جزیرے کے بادشاہوں سے شادی کے رشتے اور بیوی کے رشتے دار کے طور پر پسند کیا ہے تمہاری نیزہ بازی سے خوش ہونے اور دیروں اور سواروں سے لڑنے میں تمہاری ہمت کی وجہ سے تاکہ اسے اللہ کے کلمہ کے بلند کرنے اور اس جزیرے میں اس کے دین کو غالب کرنے کا ثواب تمہارا حصہ ہو اور تاکہ اس کا مال غنیمت تمہارے سوا مومنوں کو چھوڑ کر صرف تمہارا ہو۔اور اللہ تمہاری مدد کا ذمہ وار ہے اس چیز پر جو دونوں عالم میں تمہاری یاد بنے اور سن لو سب سے پہلے میں اس دعوت کو قبول کر رہا ہوں جو تمہیں دی ہے اور دونوں جماعتوں کے مڈبھیڑ کے وقت میں خود قوم کے سرکش لازیق پر حملہ کرونگا اور انشاء اللہ اسے قتل کرونگا۔اسلئے میرے ساتھ حملہ کرو اور میں اس کے بعد ہلاک ہو گیا تو اس کا کام پورا کرنا اور کسی عقلمند دلیر کا ملنا تم پر دشوار

نہیں ہوگا اور اگر میں اس تک پہونچنے سے پہلے ہلاک ہو گیا تو میرے اس عزم میں میرے جانشین رہنا۔ اور خود اس پر حملہ کرنا اور اس جزیرے کی مہم اسکا صفایا کر کے پوری کرنا۔

حل لغات

طارق بن زیاد ولید بن عبداللہ کے افریقہ کے عامل موسیٰ بن نصیر کا آزاد کردہ غلام تھا اندلس کے جنوب میں جبل الطارق (جبرالٹر) اسی کے نام پر ہے اس کے اس خطبے سے اندلس پر قبضہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اسکی وفات ۹۲ھ میں ہوئی۔

وزر ٹھکانا۔ جائے پناہ انجز فعل ماضی باب افعال ضرورت پوری کیا مناجزة مصدر مفاعلت۔ لڑائی الحصینہ پائیدار۔ نجوة دور کنارے العربون: پیشگی قیمت، بیعانہ مہر سسرال کا رشتہ انجاد مدد اور کامیابی لم یعوز باب افعال سے تم پر دشوار نہیں ہے۔

خطبہ حجاج بن یوسف

حجاج بن یوسف کا خطبہ

اے اہل عراق! شیطان تمہارے اندر داخل ہو گیا ہے اور تمہارے گوشت وخون اور تمہارے پٹھوں اور کانوں اور اعضاء ودل میں پیوست ہو گیا ہے پھر مغزوں اور کان کے سوراخوں تک جا پہنچا ہے۔ پھر اوپر گیا اور آشیانہ بنالیا۔ پھر انڈے بچے دے دیا۔ اور تمہیں نفاق وشقاق سے بھر دیا تم نے اسے رہنما بنا لیا اور اسکی پیروی کر رہے ہو اور قائد بنالیا جس کی اطاعت کر رہے ہو اور مشیر بنالیا جس سے مشورہ لیتے ہو تو تمہیں آزمائش کیا فائدہ پہنچائے گی اور کوئی واقعہ کیا نصیحت دے گا؟ یا کوئی اسلام کیسے روکے گا یا ایمان کیسے باز رکھے گا؟ کیا تم میرے اہواز کے ساتھی نہیں ہو؟ جہاں تم نے مکر کا ارادہ کیا بیوفائی کی کوشش کی اور یہ سوچا کہ اللہ اپنے دین اور خلافت کی مدد چھوڑ دیگا میں تمہیں اپنی آنکھ سے

دیکھ رہا ہوں تم آڑ لے کر سرک جاتے ہو اور جلد ہی شکست کھا جاتے ہو۔ اور زاویہ کا دن،
اور زاویہ کا دن کیا ہے؟ اس دن تمہاری بزدلی اور آپس کی آویزش اور تم سے اللہ کی برادت
اور اسکے قرب کی پس روی شامت ہوئی جب تم اپنے وطنوں کی طرح بھڑ کے ہوئے اونٹوں
کے اپنے باڑوں کی طرف شوق رکھتے ہوئے اونٹوں کے مانند پیٹھ پھیر دئے تم میں کوئی
اپنے بھائی کو نہیں پوچھ رہا تھا اور نہ بوڑھا اپنے بیٹوں کی طرف دھیان دے رہا تھا یہاں
تک کہ تمہیں ہتھیار نے کاٹ کھایا اور بزدلی نے توڑ دیا۔ اور دیر جماجم کا دن اور دیر جماجم کا
دن کیا ہے؟ وہاں معرکے ہوئے اور لڑائیاں ایسی مار کے ساتھ جو کھوپڑیوں کو ان کی جگہ سے
زائل کردے اور دوست سے دوست کو بے پرواہ کردے۔

اے اہل عراق! ناشکرہ۔ غدا رو اور شورشوں کے بعد شورش پسند! اگر میں تمہیں
تمہاری سرحدوں پر بھیجوں تو چوری اور خیانت کرو اگر بے خوف رہو تو افواہیں اڑاؤ اور
اگر ڈرو تو نفاق کرو۔ نہ تم کسی نیکی کو یاد کرتے نہ کسی نعمت کا شکریہ ادا کرتے تمہیں
کسی بیوفا نے بیوقوف نہ بنایا اور نہ کسی نے راہ سے تمہیں بے راہ کیا یا کسی ظالم نے تم سے
مدد کی درخواست کی یا کسی بزدل نے تم سے مدد طلب کی مگر تم نے اس پر بھروسہ کرلیا
اور اسے پناہ دیا اور اسکی مدد کی اور اسے خوش کیا۔

کسی شورش پسند کی شورش یا کسی کوے کی کائیں کائیں نہیں ہوتی مگر تم اسکے ساتھی اور
مددگار ہوتے ہو۔ کیا تمہیں نصیحتوں نے نہیں روکا اور لڑائیوں نے نہیں ڈانٹا۔ پھر اہل شام
کی طرف توجہ دی اور کہا۔

اے اہل شام! میں تمہارے لئے اس شتر مرغ کے مانند ہوں جو اپنے چوزوں کی حفاظت
کرتا اور ان سے ڈھیلے روکتا اور پتھر دور کرتا اور انھیں بارش سے چھپاتا اور کہروں سے
بچاتا ہے اور بھیڑیوں سے حفاظت کرتا ہے اے اہل شام تم سپر اور چادر ہو اور تم سازو
سامان اور پردہ ہو۔

حل لغات

استبطن فعل ماضی باب استفعال۔ پیٹ میں داخل ہو ۔العصب پٹھا ج اعصاب شغاف دل کا پردہ ج شغف، اشعاف الامخاخ واحد مخ مغز گوداعشش فعل ماضی باب تفعیل آشیانہ بنایا ۔ حشا فعل ماضی الحشو سے بمعنی بھر دیا۔ موامر: مشورہ خواہ تتسللون الوان باب تفعل سے تم چھپ کر سرک جاتے ہو۔لواذ مصدر باب مفاعلت ایک دوسرے کی آڑ لینا۔ الذاویہ ایک مقام جہاں حجاج اور ابن الاشعث میں معرکہ ہوا نکوص مصدر رہاب ضرب ونصر سے پلٹ جانا ، پھر جانا الشوارد واحد شاردۃ بھڑکا ہوا التواز ع اسم فاعل موث واحد نازعہ شوقین اونٹنی۔ دیر الحماجم ایک مقام جہاں حجاج اور ابن الاشعث معرکہ ہوا۔ المقیل ٹھکانا، جگہ غللتم الغلول سے مال غنیمت میں خیانت کرنا۔ ارجفتم الارجاف سے افواہ اڑانا۔ خالع بزدل۔ الظلیم نر شتر مرغ ج ظِلمان، ظلمان اطلمہ الغطاء پردہ ڈھکن ج اعطیہ ۔

عهد عمر بن عبدالعزیز الی قائد جیشه

عمر بن عبدالعزیز کی وصیت اپنے لشکر کے سپہ سالار کو

یہ عبداللہ عمر امیر المومنین کی منصور بن غالب کو وصیت ہے جس وقت اسے دشمنوں سے لڑنے اور معاہدوں میں سے جو تعرض کرے لڑنے کے لئے بھیجا اس میں اسے ہر حالت میں جو اللہ کا حکم نازل ہوا ہے اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا کیونکہ اللہ کا ڈر سامان اور موثر تدبیر اور سب سے پائدار طاقت ہے اور اسے حکم دیا کہ دشمن کی طرف سے کسی چیز سے زیادہ اللہ کی نافرمانیوں سے اپنی اور اپنے لشکر کی حفاظت کرو کیونکہ میرے نزدیک گناہ ہیں ان کے دشمن کی تدبیر سے زیادہ ڈر کی چیز ہے اور اپنے دشمن کی نافرمانی ہی کی وجہ سے ان سے عداوت رکھتے اور ان پر کامیاب ہوتے ہیں اور اگر یہ چیز نہ ہو تو ہم میں ان کی طاقت نہ

ہو۔ کیونکہ ہماری طاقت ان کی طاقت اور ہماری تعداد ان کی تعداد کے برابر نہیں ۔ اور اگر ہم اور وہ نافرمانی میں برابر ہو جائیں تو وہ قوت و تعداد میں ہم سے افضل ہو جائینگے اور اگر ہم ان پر اپنی سچائی سے کامیاب نہ ہوں تو اپنی طاقت سے ان پر غالب نہیں ہوں گے ۔ تم لوگوں میں سے کسی کی عداوت سے اتنا نہ ڈرو جتنا اپنی گناہوں سے ۔ قدرت سے تم سب سے زیادہ اپنی گناہوں کے ذمہ دار ہو۔ اور جان لو کہ تمہارے اوپر اللہ کے پاسبان ہیں۔ وہ جو کچھ تم اپنے سفروں اور منزلوں میں کرتے ہو جانتے ہیں ۔ اس لئے ان سے شرماؤ۔ اور انکا ساتھ اچھا بناؤ۔ اور اللہ کی نافرمانیوں سے انہیں تکلیف نہ دو جبکہ تم اللہ کی راہ میں ہو ۔ اور یہ نہ سوچو کہ ہمارے دشمن ہم سے برے ہیں اس لئے ہم پر ہرگز غالب نہ ہوں گے اگرچہ کہ ہم گناہ کریں کیونکہ بہت سی قوم پر ان سے برے ان کی گناہوں کیوجہ سے غالب ہو گئے اس لئے اپنے اوپر اللہ سے مدد چاہو جیسے اس سے اپنے دشمنوں پر کامیابی کا سوال کرتے ہو میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے اس کا سوال کرتا ہوں۔

اور اسے حکم دیا کہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ان کے سفر میں نرمی کرو اور انہیں ایسے سفر کا پابند نہ بناؤ جو انہیں تھکا دے اور ان کے ساتھ ایسی منزل سے کوتاہی نہ کرو، جو انکے ساتھ مہربان ہو تا کہ وہ اپنے دشمن سے ملیں تو سفر نے ان کی قوت کو توڑ نہ دیا ہو کیونکہ وہ اپنے ایسے دشمن کی طرف سفر کرتے ہیں جو مقیم اور ساز و سامان اور سواریوں سے بھر پور ہے لہذا اگر وہ اپنے سفر میں اپنے جانوروں کے ساتھ نرمی نہیں کریںگے تو قوت میں ان کے دشمن کو ان پر برتری ہوگی ان کے خود اور جانوروں کے آرام میں ہونے کی وجہ سے۔ اور اللہ ہی مددگار ہے۔

اور اسے حکم دیا کہ وہ اور اسکے ساتھی ہر جمعہ کو ایک شب و روز قیام کریں جو ان کے لئے باعث راحت ہے جس میں وہ خود اور انکے جانور آرام کریں اور اپنے ہتھیار اور سامان درست کریں۔ اور حکم دیا کہ سمجھوتے کی آبادیوں سے اپنا پڑاؤ دور رکھو اور اسکے ساتھیوں میں سے کوئی ان کے بازار اور جماعت میں نہ جائے مگر جس کے دین و امانت پر بھروسہ ہو ۔ اور اس

سے کوئی چیز ظلم سے حاصل نہ کریں اور اس سے گناہ کا توشہ تیار نہ کریں اور اس کے کسی باشندے کو تکلیف نہ پہونچائیں مگر جائز وجہ سے ۔ کیونکہ ان کا احترام اور ذمہ ہے جس کو پورا کرنے میں تمہارا امتحان ہے جیسے وہ اس پر صبر کے ذریعہ آزمائش میں ہیں ۔ اس لئے جب تک وہ تمہارے لئے صبر کریں تم ان سے وفا کرو اور سمجھوتے کی زمین کے باشندوں پر ظلم کرکے معرکے کی سرزمین کے باشندوں پر مدد نہ چاہو اس لئے کہ میری عمر کی قسم تمہیں اس چیز میں سے جو کہ ان سے جائز ہے اتنا دے دیا گیا ہے جو تمہیں ان سے بے نیاز کر دے ۔ اس لئے میں نے تمہارے ساز سامان میں کوئی نقص اور طاقت میں کوئی کمزوری نہیں چھوڑی ہے اور تمہارے سامان کافی اور بھرپور ہیں اور تمہارے لئے میں نے لشکر منتخب کیا ہے اور میں نے تم کو سرزمین شرک کے ذریعہ سمجھوتے کی سرزمین سے بے نیاز کر دیا ہے اور تمہارے لئے میں نے ایسی وسعت پیدا کر دی ہے جو کسی غازی کے لئے نہیں کی لہٰذا میں نے تمہیں طاقتور بنانے میں کوئی وجہ نہیں چھوڑی ہے اور اللہ ہی پر بھروسہ اور عمل و بدن کی طاقت اللہ ہی کی مدد سے ہے ۔

اور حکم دیا کہ اسکے جاسوس عرب ہوں اور روئے زمین کا ایسا شخص جس کی خیر خواہی وصداقت پر اطمینان ہو۔ کیونکہ جھوٹے کی خبر بے سود ہوتی ہے اگرچہ کہ کچھ میں سچائی ہو۔ اور فریب کار تمہارے خلاف جاسوس ہے تمہارا جاسوس نہیں والسلام علیک

حل لغات

یہ مضمون ابو محمد عبداللہ بن عبدالحکیم المتوفی ۲۱۴ھ کی کتاب سیرت عمر بن عبدالعزیز سے ماخوذ ہے عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ راشد اور فاروق ثانی مانا جاتا ہے ۹۹ھ میں خلیفہ منتخب ہوئے اور بڑی سچائی وامانت اور عدل وانصاف کے ساتھ ۱۰۱ھ تک حکومت کی بیت المال سے کبھی کچھ نہیں لیا اور نہایت سادے کھانے اور لباس پر گذر کیا ان کا عدل اور انصاف ضرب المثل ہے۔

العدۃ ساز و سامان جو حوادث کیلئے تیار رکھا جائے ج عدد، الا حتراس مصدر باب افتعال حفاظت اور پاسبانی کرنا لا یجشم باب تفعیل سے کوئی کام کرنے کی تکلیف دینا۔ جام اسم فاعل جم الماء سے پانی کا بھر پور ہونا، الکراع گھوڑے گدھے اور خچر کے لئے استعمال ہوتا ہے جمام راحت، سکون الغاش دھوکے باز اسم فاعل۔

وصف الصید

شکار کا بیان۔

اللہ امیر المومنین کی بقا کو عزت سے پائدار افراد سے ممتاز کرے اور نعمت سے نوازتے ہوئے دراز کرے کسی شکاری نے سامنا نہیں کیا نہ کسی شکار کے پیچھے پڑے ہوئے کو وہ خیر و برکت حاصل ہوئی جس کا اللہ نے ہمیں سامنا کرایا۔ سفر میں شکار کثرت اور شکار گاہ کی خوبی اور پھندے کی پائداری اور مقصد کا قرب اور منزل کی سہولت، اور عام قدرت کی جو کامیابی اور سعادت نصیب فرمائی لیکن جو جستجو کی محنت اور سخت تھکان شکار ابھارنے والے اور بھڑکائے ہوئے شکار کے قائد کو ہوئی جس کی جستجو میں ہم نے بڑی کوشش کی اور وہ ہانپ نے ہمیں ان کی یافت سے بے بس کر دیا۔ ان کی دوڑ کے مختلف اور انکے فرار کے بے نشان اور ان کی راہوں کے الگ الگ ہونے کی وجہ سے۔ پھر اس نے ہمیں بہتر کامیابی و مقصد برآوری او ربڑے سرور کی طرف واپس کر دیا۔

اور میں امیر المومنین کو خبر کر رہا ہوں ہم سب سے تیز دو شکاری جانور اور سب سے زیادہ سدھائے ہوئے شکاری کتوں کے ساتھ نکلے جو جنس میں سب سے شریف اور بدن میں سب سے بڑے اور رنگ میں سب سے خوبصورت، سب سے تیز نگاہ اور اعضاء میں سب سے لمبے، حسین ادب سے سدھائے ہوئے، سخت طلب کے عادی بنائے ہوئے اور رکنے کے نشانوں کے آزمودہ اور جانوروں کے ٹھکانوں سے باخبر، اپنی عادت پر پیدا کئے

ہوئے اور اپنے ادب کے پابند تھے ۔اور ہمارے ساتھ آزمودہ کار تیز رفتار ترکی گھوڑے
تھے جو شرافت اور دوڑ اور پائداری سے موصوف تھے، تو ہم برابر نرم رو اور گہری جستجو میں
تھے اور آسمان نے ہم پر موسلا دار بارش برسائی جس سے زمین لہلہا اٹھی سبزے
پھولدار ہوگئے اور کھروں کے اڑائے ہوئے بگولوں کے سیاہ غبار اتنی دیر بیٹھ گئے کہ ہمیں
دور تک تیر اندازی نے خوش کر دیا۔ پھر آفتاب نکلتے ہوئے ظاہر ہوا اور اوپر سے بے
پردہ ہو کر برآمد ہوا اور درخت روشن ہوگئے اور کلیاں تبسم ریز ہوگئیں۔
اور آنکھیں روشن ہوگئیں ۔تو ہم نے پھولوں کے سبزوں کے ساتھ آفتاب کی روشنی کے
تبسم سے زیادہ خوبصورت منظر اور اسکے مشابہ کوئی شکل نہیں دیکھی اور گھوڑے ہمیں
لے کر نشاط سے اکڑ رہے تھے او رہم سے اپنی لگامیں پھیلنے کے لئے کھچا رہے تھے پھر دیر
نہیں ہوئی کہ ہم پر کہرا چھا گیا جس نے دیکھنے والوں کی نظر کو تاہ کر دی اور سلامت رہنے
کی راہوں کو چھپا رہا تھا اور کبھی ہمیں ڈھانک لیتا اور کبھی چھٹ جاتا اور ہم نرم زمین پر تھے
جس کے کنارے گھنے درخت اور کشادہ راستے شکاریعنے ہرنیوں۔لومڑیوں اور خرگوشوں
سے بھرے ہوئے تھے راہ نے ہمیں ایک جھاڑی تک پہنچا دیا جس کے پیچھے شکار کا ڈیرا
نیل گایوں کا بسیرا اور جستجو کی حد تھی ۔ اور ہم نے اسے عبور کیا اور جستجو کی راہ میں
دقتِ نظر سے کام لے رہے تھے اور ہر سیاہ کنکریوں میں پھیلے ہوئے تھے ۔پھر ہم آغاز پر
واپس آگئے اور کہرا چھٹ گیا اور نگاہ دراز ہوئی اور دیکھنا ممکن ہوا تو یکایک ہم ہرنیوں
کے ایک جھنڈ اور سفید ہرنیوں کے پسماندہ ریوڑ کے پاس تھے جو مانوس ہو کر چر رہی تھیں
اور کہرے نے انھیں ہمیں دیکھنے سے روک دیا تھا اور گھنے چمن نے ہماری آواز سننے سے
انھیں مدہوش کر رکھا تھا ۔تو ہم ایسے ٹھہرے کہ شکاری پرندے انھیں بہت دور اور
دیکھنے والے کی نظر کی حد سے دیکھ رہے تھے پھر شکاری جانوروں نے اپنے بازو پھیلائے
اور شکاری کتوں نے رسیوں کو کھینچا میں نے ان کے موجود ہونے اور ان کے جستجو میں
شکاری کتوں کی تیزی پر بھروسہ کرتے ہوئے انھیں چھوڑنے کا حکم دیا اور وہ ہوا کے چلنے

کے وقت ہوا کی آواز کے مانندا اواز کرتے گزرے وہ ان کے نشانات کا پتہ لگانے اور ان میں بہتر کی جستجو اوراپنے ناخنوں سے پھاڑنے کے لئے زمین غبار آلود کر رہے تھے اور انھیں ایسے پھاڑ دیا جیسے تیز رو گھوڑے ہوا کو پھاڑ دیتے ہیں تو کچھ انھیں للکارنے والے تھے کچھ چیخنے اور آواز دینے اور شور مچانے والے۔ کتنے کو اس کے نام سے پکار رہے تھے اور ان پر اپنے ماں باپ کو فدا کر رہے تھے ۔ تو بہت سے ایڑ لگانے والے اپنے گھوڑے کو للکار رہے تھے اور کتنے بد حواس نیزے ڈھونڈ رہے تھے اور بہت سے سرکش کو روک رہے تھے اور بہت سے نیک وبد شگون کا سامنا کر رہے تھے اور بہتات نے ہمیں حیرت زدہ کر دیا اور قدرت نے ہمیں شیفتہ بنادیا یہاں تک کہ ہمارے ہاتھ گونا گوں شکار سے بھر گئے اور اللہ ہی منعم وہاب ہے۔

اور اے امیر المومنین پھر ایک رہبر کی رہنمائی میں جسے آزمائشوں اور نالوں کے نشانوں نے پائدار بنادیا تھا ایک کشادہ تالاب اور شاداب چمن کے آزمائشوں اور نالوں کے نشانوں نے پائدار بنادیا تھا ایک کشادہ تالاب اور شاداب چمن کے طرف مائل ہوئے جو مختلف رنگ کے درختوں سے بھرا ہو اور گویا گوں درختوں سے گنجان اور طرح طرح کے پرندوں سے بھرپور تھا جنھیں کسی شکاری نے نہیں ڈرایا تھا نہ کسی شکاری نے انھیں شکار کیا تھا تو ان کے لئے طبل جنگ بجایا گیا اور موت کے حملے کی سیٹی دی گئی تو وہ ایسے پھیل گئے کہ ان کی فراوانی سے افق بھر گیا اور ان کے پیروں کی پھڑ پھڑاہٹ نے شکاری جانوروں کو ڈرادیا پھر انھیں شکار کرنے کے لئے باز اور حملہ آور شکرے اور درندے شاہین پیچھے پڑ گئے اور ان کی طلب میں بلند ہوئے اور کامیاب ہو کر نیچے آنے لگے یہاں تک کہ ہم ذبیحہ سے بیزار ہو گئے گویا ہم ایک لشکر تھے۔ جو اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور ایک دستہ تھے جو دشمن پر مدد کر دیا گیا اور اپنے طاقتور کو اپنے کمزور سے ملا دیا اور اپنے اچھے کو اس کے برے پر غالب کر دیا ہم اکڑ کی وجہ سے اپنے اوپر قابو نہیں پا رہے تھے پورے دن اس کی خوشی کی وجہ سے ہوش میں نہیں آرہے تھے اور اللہ ہی منعم وہاب ہے۔

حل لغات

عبدالمجید کاتب ابو غالب یحییٰ بن سعید انشاء پردازی کے فن کا موجد اور امام مانا جاتا ہے اس نے انشاء پردازی کی مہارت سالم مولیٰ ہشام بن عبدالمطلب سے حاصل کی اور اسکے رازوں کا کاتب رہا پھر مردان بن محمد نے اسے اپنا کاتب بنایا اور اس نے بہت سی خوبیاں پیدا کیں۔ اسے ۱۳۲ھ میں قتل کیا گیا متطرف۔ اسم فاعل باب تفعل حملہ آور، دہشت گرد۔ المصدی اسم فاعل تصدیٰ لہ پیچھے پڑنا۔ النافر اسم فاعل ج نفر اور نُفُر شکار ابھارنیوالا بھڑکانے والا الجیادح شکاری جانور درندے پرندے اور کتے۔ الضواری واحد ضاریۃ شکاری کتا المجاثم اسم ظرف واحد مجثم جانور اور پرندے کے زمین پر بیٹھنے کی جگہ متدارک مسلسل اسم فاعل باب تفاعل۔ اعاصیر واحد اعصار بگولہ۔ برزت ظاہر ہوا نمودار ہوا البروز سے۔ تمرح اکڑتا ہے الاجتذابہ کھینچنا باب افتعال سے ممعون اسم فاعل واحد ممعن۔ امعن النظر گہری نظر سے دیکھنا۔ الارسال چھوڑنا، بھیجنا الحفیف ہوا کی سنسناہٹ لم یذعر باب فتح سے ڈرانا خوفزدہ کرنا۔

البعثة المحمدية

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

ابو الربیع محمد بن لیث کے رسائل سے ماخوذ ہے اسے اس نے رشید کے لئے قسطنطین شاہ روم کو بھیجنے کے لئے لکھا۔

اللہ بزرگ وبرتر نے اپنے لئے اسلام کو پسند فرمایا اور اسکے لئے اپنی مخلوق میں سے پیغمبروں کو منتخب کیا اور ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں مبعوث کیا۔ تاکہ انھیں وہ چیزیں بتائیں جس کی پیروی کریں اور انھیں رب کی توحید اور اللہ کے احکام سکھائیں جن سے وہ

نادان ہیں تاکہ پیغمبروں کے بعد اللہ پر حجت نہ رہ جائے اور اللہ زبردست دانشور ہے اللہ کے پیغمبر برابر اس کے حکم پر ثابت اور اس کی سچائی پر برقرار رہے گزرے زمانوں اور گذشتہ ادوار اور زمانے کے تسلسل میں اور ان کا بعد کا پہلے کی نبوت کی تصدیق کرتا رہا ان کی دعوت کی کلیدیں ایک تھیں الگ نہیں اور ان کی ملت کے شیرازے باہم ملے ہوئے تھے جدا جدا نہیں یہاں تک کہ طلب وہ ولایت اور وراثت جس پر عیسیٰ علیہ اسلام نے بنیاد رکھی اور جس کی بشارت دی ۔اس نبی پر پوری ہوئی جس کو اللہ نے اپنے پیغام کے لئے منتخب کیا اور اپنے علم کی وجہ سے اسے پسند فرمایا۔

اور برابر آپ کو بہترین باپ اور پاک ماؤں کے ذریعہ بہتر وقت اور افضل زمانے میں ایک صدی کے بعد ایک صدی میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ خالص مخلوق کی پائدار خلص اصل سے اور اشراف عرب کی چوٹیوں کی نسل سے اور قریش کے عاھوں کی پاکیزہ جڑوں کے پودے اور بنو ہاشم کے شرف کی بلند تر چوٹیوں سے محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو پیدا کر دیا جو اللہ اور اسکی کائنات کے نزدیک ان میں سب سے افضل ہیں۔ اس وقت جب زمین اہل اسلام و ایمان سے سنسان ہو گئی بت پرستوں سے آفاق بھر گیا اور دین میں بدعات بھڑک اٹھیں۔ اور تمام لوگوں پر ظلم چھا گیا اور سچائی ایک مٹا ہوا پرانا بوسیدہ نشان اور مردوں میں سے ایک مردہ ہو گئی لوگ ہدایت کی کوئی آواز اور دین کا کوئی نشان نہیں محسوس کر رہے تھے جس کی پیروی کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم برابر اس حکم پر ثابت رہے جسے اللہ نے آپ پر اتارا ۔ لوگوں کو رب کی توحید کی دعوت دیتے رہے اور انھیں شرک کی سزاؤں سے ڈراتے رہے ۔اور ان سے برہان کے نور اور آیات قرآنی اور دین کی نشانیوں کی مدد سے تکلیف برداشت کرتے رہے اور ناپسندیدہ پر صبر کرتے ہوئے ان سے لڑتے رہے اور اللہ بزرگ برتر نے آپ کو الہام کیا کہ وہ آپ کے دین کو ظاہر اور آپ کی طاقت کو پائدار کریگا۔ وہ آپ کا پاسبان ہے اور زمین میں آپ کو فضیلت دیگا ۔ تو آپ کو کوئی شک پھیرتا اور نہ آپ کو کوئی ڈر پیچھے ہٹاتا اور نہ کوئی تکلیف

تکلیف دہ ہوتی ۔ یہاں تک کہ جب دلیلوں نے ان کی عقلوں کو زیر کر دیا اور آیات نے ان کی آنکھ پھاڑ دیں اور عقلوں کے پاس آپ کی سچائی کو ٹالنے کا کوئی راستہ نہیں رہ گیا اور اس کے باوجود تکذیب کرتے رہے اور اپنی باتوں سے انکار کرتے رہے ۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا جو ان کے پوشیدہ کو جانتا اور ان کی ظاہری باتوں سے واقف ہے انھم لا یکذبونك ۔ ولکن بآیات اللہ یجحدون (وہ آپ کی تکذیب نہیں کرتے لیکن اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں) یعنے دشمنی اور عداوت اور ضد و حسد کی وجہ سے ۔ تو اللہ نے آپ پر لڑنا فرض کیا ۔ اور آپ کو حکم دیا کہ ان کے لئے تلوار سونت لیں حالانکہ وہ قلیل جماعت تھوڑی تعداد میں کمزور و بے بس تھے وہ ڈر رہے تھے کہ عرب انھیں اچک لیں گے ۔ اور امتیں ان پر ٹوٹ پڑینگی اور لڑائی ان کے لئے بوجھ ہو جائیگی ۔ تو اللہ نے انھیں اپنی حفاظت میں پناہ دیا اور اپنی مدد سے پائدار کیا اور انھیں رعب کی آمد اور سچائی کے مشغلے اور فرشتوں کے لشکر سے ڈرایا اور ان کی قلت کے باوجود مشرکوں کی کثرت کو شکست دیدیا اور ان کی کمزوری کے باوجود لشکروں کو مغلوب کر دیا اپنا وعدہ پورا کرنے اور اپنے اس فرمان کی تصدیق کے لئے (وان جندنا لھم الغالبون) بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہے اللہ کے لئے ثابت رہ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حالات میں خوب غور کرو ۔ تاکہ تم اپنی فکر کی راہوں اور اپنی نگاہ کی گردشوں کے لئے کوئی کشادہ آمدرفت کی جگہ اور کوئی مفید قابل بھروسہ جگہ اور کوئی سکون کا راستہ پا جاؤ جو سب کا سب بہتر اور تمھیں اپنی طرف دعوت دے رہا ہو ۔ یا ایسا بیان ہو جو تمہارے لئے اپنے خلوص کو ظاہر کر دے اور تم امیر المومنین کو بتا دو کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر تمھیں نہ ہوتی اور ان کے معاملے کی خبر تمہارے سامنے نہ ہوتی تو تم کیا کہتے یہ پوری دلیل تمہارے سامنے برپا ہے اور تم سے مختلف جماعتوں نے کہا آپ ان پائدار گروہوں اور طاقتور جماعتوں کے درمیان ظاہر ہوئے امیر المومنین نے عرب کے قبائل اور تمام امتوں اور بڑے بادشاہوں میں سے جن کا ذکر کیا ہے ایسا تابندہ شخص جس نے ان

سے لڑائی کی بنیاد رکھ دی ان پر شیفتہ ہو گیا ان کے عقلمندوں کو نادان قرار دیتا اور ان کے اسلاف کی تکفیر کرتا رہا اور ان کی جماعت کو زیروزبر کرتا رہا اور ان کے آباؤ اجداد کو ملعون اور ان کے دین کو گمراہی قرار دیتا رہا اور سچائی کے روشن ستارے سے انھیں آواز دیتا رہا اور اس کے لئے خلوص کا کلمہ بلند کرتا رہا جو اس سے دور رہا ہو یہاں تک کہ عرب بپھر گئے۔ بھڑک گئے۔ اور بادشاہ ناخوش ہو گئے اور وہ سچائی کی پکار اور امن کی دعوت دینے پر اکیلا اور تنہا ثابت رہا، نہ ان کے غصہ کی پرواہ کرتا اور نہ کسی کے تشدد سے ڈرتا ہے۔

اللہ عزو جل فرماتا ہے۔ اے نبی ﷺ! جو اللہ کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچاؤ اور اگر ایسا نہیں کیا تو اپنے رب کا پیغام تم نے نہیں پہنچایا اور اللہ لوگوں سے تمہاری حفاظت کرے گا۔ کیا تم وہی باتیں کہو گے جو اس کے بارے میں ہیں اور اس کے خلاف رائیں ہیں مگر یہ کہ وہ دو میں سے ایک شخص ہے یا جھوٹا ہے اور جو کچھ کرتا ہے اس سے کے جاہل ہے اور جو بات کرتا ہے اس سے (اندھا) ہے حالانکہ اس نے موت کو اپنی طرف دعوت دیا اور اللہ نے اس کی قوم کو اسے مار ڈالنے کے لئے تیار کر دیا اور اس کا زمانہ دراز اور اس کی حالت اتنی ہی دیر ثابت رہی کہ ان کے اسباب اسے الجھا دیں اور ان کے عقلمند اپنے رب کے لئے غصے اور اپنے دین کی غیرت اور اپنے بتوں کی حمیت اور اپنے حسد کیوجہ سے اٹھ پڑیں یا سچا ہے جو اپنے پاؤں کی جگہ اور اپنی تیر کے نشانے کو دیکھ رہا ہے اور اللہ نے اسکی حفاظت کا ذمہ لے لیا اور اپنی قوت کے ساتھ اسکا ساتھ دیا اور اسے اپنی حفاظت میں کر لیا اور لوگوں سے اس کی نگہداشت کی، اس لئے اللہ کے ساتھ کیوجہ سے اس پر دحشت نہ آسکی اور نہ اللہ کی حفاظت کے ساتھ اس پر ہیبت داخل ہو سکی، اور نہ دشمن کی تلواروں کو اس میں اجازت ہوئی۔ پھر اے اہل کتاب! تمہارے لئے نشانی ہے کہ اگر تم سے کہا جائے کہ جو شخص عصمت کا دعویدار ہو اور حفاظت کا دعویٰ کرتا ہو اس کی باتیں ویسے ہی ظاہر ہوئیں جیسے اس نے فرمایا اور اسکے دعوے میں اسکی حالت درست رہی۔ یہاں تک کہ

وہ عرب کے قبائل اور امتوں وجماعتوں سے لڑائی کے لئے تیار ہو گیا اپنے فرمابر داروں کے ساتھ اپنے مخالیفین سے اور اپنے پیروں کے ساتھ اپنے معاندین سے کوشش کرتے مستعد ہو کر ثواب کے لئے اللہ کے وعدے اور اسکی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے اسے اپنے رب کے بارے میں کسی کی عدت پکڑتی اور نہ اس کے پاس اسکے دین میں کوئی کمزوری آتی ہے اور نہ اپنی سچائی سے کسی کا عدم تعاون آپ کو پھیرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تے اپنے دین کو غالب کردیا اور آپ کے اقتدار کو ظاہر کردیا اور خوہشات آپ کی پیردہو گئیں اور تمام فرقے آپ پر یکجا ہو گئے تو کیا یہ تمہارے نزدیک اس کی سچائی کے یقین کو اور تمہارے اندر اسکی دعوت کے ثبوت کو نہیں بڑھا تاکہ تمہارے دانشوروں کی جماعت اور تمہارے آزمودہ کار اہل رائے کہیں کہ جب آپ اکیلے تنہا تھوڑے کمزور یامال عقل سے معروف اور فضل سے منسوب ہیں تو چاہیئے کہ یہ کہنے کی ہمت کریں کہ اللہ نے آپ کی طرف جو کتاب نازل فرمائی اس میں آپ کو پیغام دیا کے آپ کو پورے عرب سے بچائیگا اور پوری امتوں سے آپ کی حفاظت کرے گا تاکہ آپ اپنے رب کے پیغامات پہنچائیں اور وہ اسے سارے دین پر غالب کردے اور لوگوں کو جھنڈ در جھنڈ داخل کر دے مگر آپ کو اپنے معاملے پر پورا بھروسہ اور اپنی حالت کا یقین تھا۔

حل لغات

خوالی واحد خالیه گذشتہ زمانہ ملتئمة الالتیام سے اسم فاعل مونث ملے ہوئے، وابستہ ۔ اروما واحد ارومه جڑ حسب نسب' اعیاص امیہ بن عبد شمس کی اولاد جن کے نام عاص، ابوالعاص ، عیص ، ابوالعیص اور عویص تھا منابت واحد منبت اگنے کی جگہ المعرس پودالگانے کی جگہ ج مغارس ۔ السمك چھت ، ہر موٹی اور بلند چیز کا قد خلِق پرانا ج اخلاق ، خلقان ، یلوی پھیرنا ، موڑنا، رسی کو بل دینا ، لجاجه مصدر سمع وضرب سے اصرار اور ضد کرنا، اواهماب افعال سے الایواء پناہ دینا۔

نجم نجوما نمودار ہوا باب نصر سے لا یحفل باب ضرب سے پروا نہیں کرتا تکفل باب تفعل سے فعل ماضی، ذمہ لیا۔

بخیل حکیم

کنجوس عقلمند

معد نے کہا کہ ہم کندی کے مکان میں ایک سال سے زیادہ رہے ہم اسکے کرایہ کا پرچار کررہے تھے اوراسکی ضروریات پوری کرتے اوراس کی شرط پوری کر رہے تھے میں نے کہا کہ میں نے کرایا کا پرچار سمجھ لیا ہے اور ضروریات پوری کرنا تو شرط پوری کرنے کا کیا معنی ہے ؟ کہا کہ کرایہ داروں پر اسکی شرط کہ جانوروں کا گوبر اور بکری کی مینگنی اور بچا ہوا چارہ اسکا ہوگا اور یہ کہ وہ کوئی ہڈی نہیں نکالیں گے اور نہ کوڑا کرکٹ نکالیں گے اور یہ کہ کھجور کے تخم اور انار کے چھلکے اور ہر ہانڈی کا ایک چمچہ جو اسکے مکان میں حاملہ کے لئے پکایا جایا سکا ہوگا اور وہ یہ شرط ان پر دھیرے دھیرے عائد کرتا تھا اور لوگ اسکی خوش طبعی اور بعد کنجوسی اوراس کی خوش کن بات کی وجہ سے اسے برداشت کرتے تھے۔

معد نے کہا ہم ایسے ہی رہے کہ اسی دوران میرا چچا زاد بھائی اوراس کا بیٹا آگیا۔اچانک اس کا ایک رقعہ میرے پاس آیا۔اگر ان نوواردوں کا رہنا ایک یادورات ہو تو ہم اسے برداشت کرلیں گے۔اگرچہ کہ اہل رہائش کا ہمیں ایک رات کی امید دلانا ہمیں بہت سی راتوں کی امید دلاتا ہے میں نے لکھا کہ ان دونوں کا رہنا ہمارے پاس ایک ماہ یااس کے برابر ہوگا۔اس پراس نے مجھے لکھا کہ تمہارے مکان کا کرایہ تیس درہم ہے اور تم چھ ہو۔ فی کس پانچ درہم ہے، اورآج سے تم پر مکان کا کرایہ چالیس درہم ہے۔میں نے لکھا کہ ان دونوں کے روکنے سے تمہارا نقصان کیا ہے؟ جبکہ ان کے بدن کا بوجھ زمین پر ہوگا جو پہاڑ برداشت کرتی ہے اور ان کے کھانے کا بار مجھ پر ہے تم پر نہیں۔اس لئے تم مجھ کو اپنی وجہ لکھو تاکہ میں

اسے جانوں۔اور میں یکایک کر رہا ہوں جو تم نے یکایک کیا ہے اور میں اس سے الگ ہوں جس میں تم پڑے ہوئے ہو۔

اس نے لکھا کہ وہ وجوہات جو اس کا باعث ہیں بہت سی ہیں اور وہ معروف ہیں ان میں سے بدرو کا جلد بھر جانا اور اسکی صفائی کا بڑا بوجھ ہے اور ایک سبب یہ کہ جب پاؤں زیادہ ہونگے تو لیپی سطحوں اور پختہ مکانوں کی زمین پر چلنا اور بہت سے زینوں پر چڑھنا زیادہ ہوگا۔ جس سے مٹی چھل جائیگی اور پلستر اکھڑ جائیگا اور لکڑیوں کے ٹیڑھے ہونے کے ساتھ زیادہ روندنے کی وجہ سے ٹوٹ جائینگے اور انکا ٹوٹنا بوجھ کی زیادتی کی وجہ سے ہوگا۔

اور جب اندر جانا اور نکلنا اور کھلنا و بند کرنا اور تالے اور تالوں کا کھینچنا زیادہ ہوگا تو دروازے چور چور ہو جائیں اور کنڈیاں اکھڑ جائیں گی اور جب بچے بڑھ جائیں گے اور اہل وعیال زیادہ ہو جائیں گے تو دروازوں کی کیلیں نکل جائیں گی۔اور ہر موسل اکھڑ جائیگا اور ہر کنڈا نکل جائیگا او ہر آخروٹ کا پودا ٹوٹ جائیگا اور کھیل کود کے کنویں کھودا دیئے جائیں گے اور فرش چور ہو جائینگے۔اور یہ کھونٹیوں اور لکڑی کیا الماریوں سمیت دیواروں کی بربادی کے ساتھ ہوگا اور جب اہل وعیاں اور زائرین و مہمان اور ہم نشین زیادہ ہونگے تو پانی انڈیلنے اور ٹپکتے کونڑے اور رستے ہوئے مٹکے اس کے کئی گنا ہانے کی ضرورت ہوگی جتنے ہیں۔

اور کتنی دیواروں کے نیچے کھوکھلا کر دیا اور اوپری حصہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اسکی نیو نرم ہو پڑی اور اسکی بنیاد ٹوٹ پڑی کونڑے کے قطرے اور مٹکے کے رسنے اور کنویں کے زائد پانی اور بری تدبیر کیوجہ سے۔ اور لوگوں کو اپنی زیادتی کے اندازے سے روٹیاں پکانے اور کھانا پکانے اور آگ جلانے اور گرم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور آگ نہ رحم کرتی نہ چھوڑتی اور مکانات اسکے ایندھن ہیں اور اسکے ساز و سامان اسکے کھانے۔ تو بہت سی آتش زنی آمدنی سے بڑھ جاتی ہے اور تم نے اسکے مالک کو ایک بڑے خرچہ کا ذمہ دار بنا دیا ہے اور اکثر یہ بات شدید عسرت اور سخت حالت میں ہوتی ہے۔اور اکثر یہ جرم پڑوسیوں کے

مکانات اور پڑوسی کے اشخاص و مال تک بڑھ جاتا ہے۔اور اگر لوگ اس وقت مالک مکان کو اس کی مصیبت اور تکلیف کی مقدار و اندازے پر چھوڑ دیں تو ہو سکتا ہے برداشت ہو جائے۔لیکن لوگ اس سے براشگون لیتے ہیں اور ہمیشہ اسکے ذکر کو بوجھ سمجھتے ہیں اور اس کو کثرت سے سرزنش اور ملامت کرتے ہیں۔

ہاں اور پھر باورچی خانہ اوپر کے کمروں میں چھتوں پر بنالیتے اگرچہ مکان کی زمین فاضل ہوتی ہے اور اسکا صحن کشادہ ہوتا ہے باوجودیکہ اس میں جانوں کے خطرے اور مالوں کے لئے اندیشے ہوتے ہیں اور آتش زنی کی رات میں عزت کی چیزیں اہل فساد اور حملہ آوروں کی زد پر ہوتی ہیں اور اسکے ساتھ پوشیدہ راز اور پوشیدہ چھپائی ہوئی چیز یعنے پوشیدہ مہمان اور پوشیدہ مکان کا مالک اور ناپسندیدہ پینے کی چیز اور ملزمانہ کتاب اور بہت سامال جس کے دفن کرنے کا ارادہ کیا گیا ہو لیکن آتش زنی نے اس کے اہل کو اس کے بارے میں اس سے عجلت میں ڈال دیا۔اور دوسرے بہت سے حالات اور باتیں ہیں جنھیں لوگ نہیں چاہتے کہ جانی جائیں پھر لوگ تندور اور ہانڈیاں یا چھت کے اوپر ہی بناتے اور رکھتے ہیں جہاں ان کے اور بانسوں کی لکڑیوں کے درمیان پتلی مٹی ہوتی ہے اور ایسی چیز جو حفاظت نہیں کرتی ۔یہ اسے پائدار بنانے میں ہلکے خرچہ اور اسکی وجہ سے بربادی پر دلوں کے سکون کے ساتھ ہوتا ہے اور اگر اس پر ہماری اور اپنی طرف سے یاد رکھتے ہوئے اور اقدام تم کرتے ہو تو عجیب بات ہے۔اور اگر تم اسکی پرواہ نہیں کرتے جو تم پر ہمارے مال ہے۔اور اسے بھول جاتے ہو جو تم پر تمہارے مال میں ہے تو یہ اور عجیب ہے پھر تم میں سے بہت سے کرائے کو ٹالتے اور ادا کرنے میں میلے کرتے ہیں یہاں تک کہ جب کئی مہینہ ہو جائے تو وہ فرار ہو جاتا ہے اور اسکے مالکوں کو بھوکا چھوڑ جاتا ہے اور وہ اپنے حسن تقاضا اور ہمدردی پر شرمندہ ہوتے ہیں ۔ اور انکا بدلہ اور شکریہ ان کی حق تلفی اور ان کے غذاؤں کی بربادی ہوا کرتی ہے ۔اور اس میں رہائش پذیر جس وقت رہائش کرتا ہے ہم اسے جھاڑ کر صاف ستھرا بنائے رکھتے ہیں تاکہ کرایہ دار کی نگاہ میں اچھا لگے ۔اور دیکھنے

والوں کو اسکا شوق ہو۔ اور جب وہ نکلتا ہے تو اس میں کوڑا خانہ اور ویرانہ بنا دیتا ہے جسے تکلیف دہ خرچہ دور کرتا ہے۔

پھر دروازہ بند کرنے کی لکڑی چوری کرلیتا ہے اور سیڑھی اٹھالے جاتا ہے اور مکان کے ٹکڑے اور پانی ٹھنڈے کرنے کے برتن اٹھالے جاتا ہے۔

اور مکان کی زمین میں کیڑے بیٹھا اور اوکھلی اور کھرل میں کوٹنا نہیں چھوڑتا اور وہ چوکھٹوں اور چھت کی سطحوں اور روشندانوں پر کوٹتا ہے اگرچہ کہ مکان پلاسٹر کیا ہوا اور اینٹوں کا فرش لگایا ہوا ہو۔ حالانکہ مالک نے اس کے کسی گوشے میں کوٹنے کے لئے پتھر رکھ دیا ہے تاکہ وہ انہیں بچائے انھیں سہولت پسندی وسخت دل اور فریب و بے مروتی نے یہاں تک پہونچادیا کہ جہاں بیٹھتے ہیں وہیں کوٹتے ہیں اور جو برباد کرتے ہیں ان کی پرواہ نہیں کرتے جس کا کبھی تاوان نہیں دیا گیا نہ مالک مکان نے اسے معاف کیا اور نہ اس نے اس کے لئے خفیہ طور پر اللہ سے استغفار کیا پھر سال میں دس درہم نکالنا اپنے اوپر زیادہ سمجھتا ہے اور مالک مکان کے خریداری کے ہزار روپیہ کو زیادہ نہیں سمجھتا جو ہماری طرف اپنی کمی کے ساتھ لوٹتا ہے اسے یاد رکھتا ہے اور جو اسکی طرف سے کثرت کے ساتھ لوٹتا ہے اسے یاد نہیں کرتا۔

یہ تو ہوا۔ اور زمانہ پائدار کو توڑ دیتا ہے نئے کو بوسیدہ کر دیتا ہے اور یکجا کو الگ الگ کر دیتا ہے۔ مکانوں میں ایسے ہی اثرانداز ہوتا ہے جیسے چٹانوں اور منزلوں پر اثر انداز ہوتا ہے اور جیسے ہر تر و خشک میں تر کو خشک کر کے چور کر دیتا ہے اور چور کو افسردہ کر دیتا ہے اور مکانوں کے ڈھ جانے کی حد قریب اور زمانہ تھوڑا ہوتا ہے۔ اور اس میں رہائش پذیر اسکا لطف لیتا ہے اور اس کے فوائد سے مستفید ہوتا ہے حالانکہ اسی نے اس کے جدت اور آرائش کو بوسیدہ کیا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ بوڑھا ہوا اور اس کی بد تدبیری کی وجہ سے اس کی عمر برباد ہوئی۔

تو اگر ہم اس کے گرنے کے وقت اسے دوبارہ بنانے اور اس کی تعمیر کے بعد کے تاوان اور اس

کے دووران ترمیم اور سدھار کرنے کا موازنہ ان آمدنیوں سے کریں جو تم سے حاصل کی ہیں اور اس کا جو کرایہ لیا ہے تو مکان پر اتنا ہی گھاٹا نکلے گا جو تم نے اہل رہائش سے فائدہ میں حاصل کیا ہے مگر یہ کہ ہم نے جو درہم خرچ کے لئے نکالے وہ یکجائی تھے اور جو ہم نے بطور کرایہ لیا وہ پھنکر اور یہ بری ادائیگی اور لمبے تقاضوں کی کے ضرورت کے ساتھ اور رہائش پزیر کے مکان سے بغض اور مالک مکان کی محبت کے ساتھ ہے کیونکہ مالک مکان رہائش پذیر کے بدن کی صحت اور اس کے بازار کی تیزی کو اگر وہ تاجر ہو تو دوست رکھتا ہے اور اس کی صنعت کے چلنے کو اگر وہ صنعت کار ہو اور رہائش پذیر (کرایہ دار) کی محبت یہ ہے کہ اللہ جیسے وہ چاہے اس سے مالک مکان کو بے پرواکر دے اگر وہ چاہے تو اسکی ذات سے اور اگر چاہے تو اس کے زمانے سے اور اگر وہ چاہے تو قید سے اور اگر چاہے تو موت سے۔ اسکی آرزوؤں کا دارومدار یہ ہے کہ اس سے بیزار رکھا جائے پھر وہ پرواہ نہیں کرتا کہ یہ شغل کیسا ہو۔ لیکن جتنا ہی زیادہ سخت ہو اسے زیادہ محبوب ہوتا ہے اور زیادہ قابل امن اور زیادہ قابل رہائش اس کے سوا اگر اسکا بازار ٹھپ ہو۔ یا اس کی صنعت مندی ہو تو اصل کرایہ میں سے کم کرنے کی طلب پر اصرار کرتا ہے اور اس کے سوا اگر اللہ نے اس کے کاروبار میں بہت فائدہ دیا ہو اور اسکی صناعت میں تیزی ہو تو اپنے کرایہ میں ایک قیراط بڑھانا نہیں چاہتا اور نہ وقت سے پہلے ایک پیسہ دیتا۔

حل لغات

ا ۔ علوفہ جانور کا چارہ وغیرہ قشور چھلکا واحد قشر المئونۃ بوجھ بالوعۃ ۔ بدرو الجص: گچ العتب چوکھٹ ۔ الا نشناء باب انفعال سے مصدر ٹیڑھا ہونا ۔ الاجذاع : عمارت اور چھت کی لکڑیاں واحد ۔ جذع تهشمت باب تفعل سے مونث غائب فعل چور ہونا ٹوٹنا رزات کنڈیاں واحد رزۃ ۔ البوش اہل عیال کی جماعت مسمار کیل ج مسامیر ۔ الدون کھیل کود الحبۃ بڑ کوزا واحد حب ۔ الجرار مٹکے

واحد جرۃالحریق آتش زنی۔ العلۃ۔آمدنی۔العلالی اوپر کے کمرے واحد علیّہ و عُلیّۃ۔ الخبی فیل بمعنی مفعول چھپا یا ہواجم ہر چیز کی کثرت تنانیر تندور واحد تنور۔ القصب :بانس۔ متالف ج متلفۃ ہلاک شدہ بماطل ٹالتا ہے باب مفاعلت سے مزبلۃ کوڑاخانہ ج مزابل۔المنحاز او کھلی مقرمد پختہ کیا ہو۔ ارش نادان، ونڈ المرافق فوائد ۔ مقطعۃ قسطوار، ٹکڑے ٹکڑے عینِ بمعن ذات اور شخص الحطیط کی۔

اطیب طعام و اشعربیت

سب سے اچھا کھانا اور سب سے عمدہ شعر

عبد الملک بن مروان نے کھانا تیار کیا اور زیادہ اور عمدہ بنایا اور لوگوں کو اس کی طرف مد عو کیا اور لوگ کھائے تو کسی نے کہا۔ یہ کتنا عمدہ کھانا ہے !میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس سے زیادہ دیکھا ہو ۔اور اس سے عمدہ کھانا کھایا ہو تو ایک بدو نے لوگوں کے کنارے سے کہا۔ لیکن زیادہ تو نہیں ہے اور رہا لذیز تو خدا میں نے اس سے زیادہ لذیز کھانا کھایا ہے اور سب اس کی بات پر ہنس پڑے ۔ تو عبدالملک نے اس کی طرف اشارہ کیا اور اسے اس کے نزدیک کر دیا گیا ۔ پھر اس نے اس سے کہا۔ تم اپنی بات میں سچے ہو۔ لیکن مجھے ایسی بات بتاؤ جس سے تمہاری سچائی ظاہر ہو جائے۔

اس نے کہا ہاں اے امیر المومنین ۔ اس دوران کہ میں ہجر میں ترب احمر میں حجر کے کنارے تھا کہ میرے باپ کی موت ہوئی۔ اور کمزور اہل و عیال چھوڑ گئے ۔ اور اس کے ایک نخلستان تھا اور اس میں کھجور کا پیڑ تھا اسکے جیسا دیکھنے والوں نے نہیں دیکھا اور اس کا پھل موسم بہار کی اونٹنی کا بچہ تھا ۔ کبھی کوئی پھل زیادہ سخت اور کڑا نہیں دیکھا گیا اور نہ ہی اس سے چھوٹے تخم کا نہ اس سے زیادہ میٹھا۔ وہاں ایک نیل گائے آیا کرتی اور مانوس تھی رات میں اس کے نیچے پناہ لیتی تھی اور اپنے دونوں پیر ٹکا دیتی

اور دونوں ہاتھ اٹھا دیتی تھی۔اور اپنے منہ سے لیتی اور تھوڑا ادھر ادھر چھوڑ دیتی تو مجھے یہ بھاری لگا اور اسکا مجھ پر پورا پورا اثر ہوا اور میں اپنی کمان اور تیر لے کر چلا اور میں سوچتا تھا کہ میں ابھی واپس ہو جاؤنگا تو ایک رات اور دن رکا رہا میں اسے دیکھ نہیں رہا تھا یہاں تک کہ وہ آئی اور میں اس کے لئے تیار ہوا اور اسے تیر مارا اور ٹھیک نشانہ لگایا اور اس پر بیٹھ گیا پھر اسکی ناف کا قصد کیا اور اسے پھاڑ دیا۔ پھر ایک بڑی لکڑی کا قصد کیا اور اسے ایک پتھر پر یکجا کیا گیا اور اپنے چقماق کا ارادہ کیا اور اسے روشن کیا اور اس لکڑی میں آگ بھڑکائی اور اس کی ناف اس میں ڈالدی۔ اور مجھے شب بیداری کی نیند نے پالیا اور مجھے میری پیٹھ میں دھوپ نے (لگ کر) اٹھایا اور میں اس کے پاس گیا اور اسے کھولا اور اس پر جو تنکا، دھواں اور راکھ تھی دور کیا ۔ پھر اسے سفید چادر کی مانند پلٹایا اور اس پر ایک کھجور کے پیڑ کا ادھ رسا کھجور رکھا اور میں نے اس کی آواز عامر وغطفان کے ایک دوسرے کے کھانے کو دعوت دینے کی آواز دینے کے مانند سنا۔ پھر میں چربی اور گوشت کھانے لگا اور میں اسے دو کھجوروں درمیان رکھتا اور اپنے منہ کی طرف جھکاتا۔ میں حلف لیتا ہوں کہ میں نے ویسا کھانا کبھی نہیں کھایا ۔

اس سے عبدالملک نے کہا۔ تم نے عمدہ کھانا کھایا ہے ۔ تو تم ہو کون ؟ اس نے کہا میں ایسا شخص ہوں کہ مجھ سے تمیم اور اسد کا عنعنہ اور ربیعہ کا کسکسہ اور اہل یمن کے نامانوس الفاظ مجھ سے دور ہیں اگرچہ میں انھیں میں سے ہوں ۔ کہا کہ تم ان میں سے کس سے ہو ؟ کہا۔ آپ کے ماموں عذرۃ میں سے۔ اس نے کہا یہ لوگوں میں فصحاء ہیں ۔اور کیا تمھیں شعر کا علم ہے ؟ اس نے کہا ۔ امیر المومنین ! اس کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھئے ؟ کہا کہ عرب نے سب سے زیادہ تعریف کا شعر کون سا کہا ہے ؟ کہا جریر نے۔

کیا تم ان میں سب سے بہتر نہیں ہو جو سواریوں پر سوار ہوں اور اہل دنیا میں کف دست کے لحاظ سے سب سے فیاض جریر نے کہا۔ اور وہ لوگوں میں موجود تھا اور اس نے سر اٹھایا اور اس کے لئے لمبا ہو گیا ، پھر کہا کون سا شعر عرب نے سب سے فخریہ کہا ہے ؟ کہا جریر کا

قول ہے جب تم پر بنو تمیم ناراض ہو جائیں تو تم سب کو ناراض سمجھتے ہو کہا کہ وہ جھوم گیا۔ اور اس نے کہا کہ کون سا شعر ہجو میں بڑھ کر ہے ؟

اس نے کہا جریر کا قول

تم نظر جھکالو کیونکہ تم نمیر سے ہو۔ تو نہ تم کعب کو پہنچے اور نہ کلاب کو کہا کہ جریر اسے جھانکا اور جھوم گیا اور نشاط میں آ گیا ۔ پھر اس نے کہا کون سا شعر اہل عرب نے تشبیہ میں سب سے اچھا کہا ہے ۔ کہا۔ جریر کا قول

ان کی طرف رات روانہ ہوئی گویا اس کے ستاروں میں ہوئی بتیوں کی قید ملیں ہیں تو جریر نے کہا ۔ میرا انعام اے امیر المومنین عذری کے لئے ہے تو عبد الملک نے کہا اس کے لئے بیت المال سے اسی کے برابر ہے اور جریر تمہارے لئے تمہارے انعام ہے اس میں سے کچھ کم نہیں ہوگا ۔ اور جریر کا انعام چار ہزار درہم اور اسکے ماتحت سواریوں کے جانور اور کپڑے تھے تو عذری اس حالت میں نکلا کہ اس کے دائیں ہاتھ میں آٹھ ہزار درہم اور بائیں میں کپڑوں کا ایک بنڈل تھا۔

حل لغات

الربیع واحد ربیع جو بچہ موسم بہار میں پیدا ہو ا النبذ تھوڑا کم اعظم بھاری لگا، گراں گذرا باب افعال سے ۔ اجھذت ۔ علیھا اس پر چڑھ گیا افریت میں نے پھاڑا ۔ الجزل بڑی اور موٹی ۔ رصف گرم پتھر الزند پتھر جس سے آگ نکالتے ہیں السبات : شب بیداری قذاء تکاج اقذاء ۔ الملاء : چادر ۔ اطیط ۔ آواز اھوی الیہ ۔ میں جھکتا تھا۔ عنعنہ ' یعنے ہمزہ کو عین بولنا' الوحشی : نامانوس مطیۃ سواری ج مطایا ۔ اندی اسم تفغیل زیادہ تر اور نم ۔ استشرف : کھڑا ہو گیا اچک گیا۔ ذبال بتی واحد ذبالۃ جائزۃ انعام ج جوائز رزمۃ بنڈل ج رزم ۔

کتاب ینوب عن الکتائب

ایک خط لشکروں کی نیابت کرتا ہے

ابن العمید کا خط ابن بلکا کے پاس اسکے رکن الدولہ کی نافرمانی کے وقت الگ سفر میں لکھو میرا خط اس حالت میں کہ تم میں امید و یاس اور تمہاری توجہ واعراض کے درمیان تردد کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ تم نے اپنی گزشتہ عزت کیوجہ سے ناز دادہ کھارہے ہو اور اپنی گزشتہ خدمت کو وسیلہ بنا رہے ہو۔ اور ان دونوں میں آسان پر رعایت کو واجب کرتا اور پاسداری اور توجہ کو چاہتا ہے اور پھر ان دونوں سے نئی خیانت اور بد دیانتی کیوجہ سے سفارش کرتا ہے اور ان دونوں کے پیچھے موجودہ مخالفت اور نافرمانی آجاتی ہے اور اس کا کمتر تمہارے اعمال کو اکارت کر دیتا ہے اور تمہارے لئے تمام رعایتوں کو مٹا دیتا ہے ناچار میں تمہاری طرف جھکاؤ اور تمہارے خلاف جھکاؤ کے درمیان کھڑا ہوں ایک پاؤں تم سے ٹکراؤ کے لئے بڑھاتا ہوں تو دوسرے کو تمہارے اوپر رحم اور اچھائی کے لئے سکوڑ لیتا ہوں اور تمہارے بارے میں کچھ حکم کی بیح آواری اور تمہارے پاس اپنی نعمت کی کنجوسی اور تمہارے پاس حسن سلوک کے مقابلے اور تمہاری واپسی اور بازآمد کی امید اور تمہارے واپس آنے اور لوٹنے کی آسرا کیوجہ سے توقف کر رہا ہوں کیونکہ کبھی عقل جدا ہو جاتی ہے پھر واپس آجاتی ہے اور عزم فاسد ہو جاتا پھر درست ہو جاتا ہے اور رائے برباد ہو جاتی ہے پھر پایجاتی ہے اور انسان نشے میں ہو جاتا ہے پھر ہوش میں آجاتا ہے اور پانی تیرہ ہو جاتا ہے پھر صاف ہو جاتا ہے اور ہر تنگی آسانی کی طرف اور ہر مشکل چھٹ جانے کی طرف ہوتی ہے۔ اور جیسے تم نے ایسی برائی کی ہے جسے تمہارے دوستوں نے سوچا نہیں تھا ویسے ہی حسن سلوک کو اپنا نانہ چھوڑو جس کا تمہارے دشمن انتظار نہ کر رہے ہوں۔ اور جیسے تمہارے ساتھ مسلسل بے پروائی رہی یہاں تک کہ تم سے جو کیا کیا اور جو توڑا توڑا تو

تعجب نہیں کہ ایسے ہوشیار ہو جاؤ کہ اس میں اپنے کردار کی برائی اور عمل کی بد صورتی کو دیکھ لو، اور میں رحم کرنے اور مہلت و چھوٹ دینے کے بارے میں اپنی روش پر ثابت رہوں گا جب تک تمہاری انا کے بارے میں امید اور تم سے حسن ظن کا فیصلہ ہو ۔اس لئے میں تمہارے بارے میں جو عذر دکھا رہا ہوں نابود نہیں کرونگا اور اندازے کو اس کا ردیفہ بناؤں گا تم پر دلیل پیش کرنے اور تمہیں مہلت دینے کے لئے۔ تو اگر اللہ چاہے گا تو تمہیں سیدھا راستہ دکھائے گا ۔اور تمہیں تمہارے نصیب تک لیجائیگا اور تمہیں ٹھیک کر دیگا۔

اور تم نے سوچا ہے کہ تم اطاعت سے بر طرف ہو اس کے بعد کہ اسکے درمیان تھے اور جب تم ایسے ہو تو تم نے دونوں حالت جان لی اور دونوں حصے کا دودھ پی لیا تو میں تمہیں تمہاری اس چیز کے بارے میں سچائی کے لئے جس کا میں نے تم سے سوال کیا ہے اللہ کا حوالہ دیتا ہوں۔ جب اس سے سٹ گئے تو کیا پایا اور کتنا پاؤ گے جب اس کی طرف آجاؤ گے ؟ کیا تم پہلے لمبے سائے اور نرم ہوا اور ٹھنڈی تر ہوا اور خوشبودار ہوا اور زیادہ پانی اور نرم فرش اور پائدار مکان اور ٹھوس قلعے میں نہیں تھے جو تمہیں ہلاکتوں سے بچاتا اور ہولناکیوں سے بے خوف رکھتا اور زمانہ کے حوادث سے تمہاری پاسبانی کرتا اور حوادث کی آفتوں سے تمہاری حفاظت کرتا تھا تم ذلت کے بعد عزیز ہوئے اور کمی کے بعد زیادہ ہوئے اور پستی کے بعد بلند ہوئے اور دشواری کے بعد آسانی میں آئے اور فقہ کے بعد مالدار ہوئے اور تنگی کے بعد کشادہ ہوئے اور ولایتوں کے ساتھ کامیاب ہوئے اور اپنے اوپر پرچم لہرائے اور لوگ تمہارے پیچھے چلے اور تم سے امیدیں وابستہ ہوئیں اور تم فخر کرنے لگے اور تم سے فخر کیا جانے لگا اور تم اشارہ کرنے لگے اور تمہاری طرف اشارہ کیا جانے لگا منبروں پر تمہارا نام لیا جانے لگا اور مدارس میں تمہارا ذکر کیا جانے لگا۔ تو اب فرمابرداری سے کس حالت میں ہو؟ اور تمہارے عدوان کا کیا بدلہ اور تمہارے اس وصف کا کیا صلہ ہے ؟ اور تم نے خود کو فرمانبرداری

سے نکال کر اور اس سے ہاتھ جھاڑ کر اور اسکی مخالفت میں ہاتھ ڈبو کر کیا پایا ہے ؟ اور رتم سے اسکا سایہ سکڑ جانے کے بعد کسی چیز نے تمہیں سایہ دیا ہے جس کے تین شاخیں ہیں جس میں نہ سایہ ہے نہ شعلے سے بچاتا ہے۔ تم کہو۔ ہاں تو بخدا وہ تمہارا گھنا سایہ دنیا میں اور سب سے آرام دہ آخرت میں اگر تم اڑگاؤ اور عناد پر بر قرار رہے اور انکار پر ٹھہرے رہے تو تم اپنی حالت پر غور کر لو اور تم میرے خط سے اس فیصلے پر پہونچے ہو تو تم اس کا انکار کر دوگے۔ اور اپنا بدن ٹٹولو اور دیکھو کیا حس رکھتا ہے ؟ اور اپنا نبض ٹٹولو کیا نبض چل رہا ہے اور تم اسکی جستجو کرو جو تم پر جھکا ہے تو کیا تم اس کی چوڑائی میں اپنا دل پاتے ہو ؟ اور کیا تمہارے سینے میں بیٹھا ہے کہ تم جلد کھٹو جانے یا راحت بخش موت سے کامیاب ہو جاؤ۔ پھر اپنی غائب بات کو موجود پر اور اپنی آخر حالت کو اول پر قیاس کرو۔

حل لغات

استاذ محمد بن حسن المعروف ابن العمید رکن الدولہ بن بویہ کا وزیر اور ایرانی نژاد تھا ۔ ادب وانشاء میں کمال پیدا کیا اور حافظ ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اسکے ادب اور انشاء پردازی ہر لوگ فریفتہ تھے لیکن اسکی انشاء پردازی میں تکلف و بے جان چمک دمک ہے اسکا ابن بلکا کے نام خط سب سے عمدہ مانا جاتا ہے اسکی وفات ۳۶۰ھ میں ہوئی۔

یمحو باب نصر سے مٹاتا ہے اصطلام ہلاک و برباد کرنا الفیئۃ واپس لوٹنا یصحو ہوش میں آتا ہے باب نصر سے رخاء عیش آسائش۔ اخجلاء مصدر باب انفعال چھٹ جانا الا ستدراج ڈھیل دینا ۔جدید لائق۔ نسیم دھیمی۔ نرم ہوا الکن مکان ج اکنان واکنۃ، المتربۃ فقر و فاقہ المشاقۃ۔ مخالفت مصدر باب مفاعلت ، الجحود مصدر انکار کرنا باب فتح سے ۔ نبض رگ کا اچھلنا باب ضرب سے السریح جلد

البحر (سمندر)

صاحب بن عباد کا خط ابن عمید کی طرف سے جو سمندر کے وصف کے بارے میں اس کے نوشتے سے اس تک پہنچا۔ استاد رئیس کا مکتوب ساحل سمندر سے صادر ہو کر اس چیز کے بیان کے ساتھ پہنچا جو اس کے عجائب دیکھے اور اسکی کشتیوں کا معائنہ کیا اور اس کے آلات کی ہوا کی فرمانبرداری کرتے وہ جیسے چاہے اور اس کے سامانوں کو اسکا فرمان قبول کرتے جب اسے پکارے اور اسکے اوپر لوگوں کا سوار ہونا اور سامنے رویہ و خوف کو دیکھا اور موت کو دیکھنے اور جھانکنے کی جگہ اور زمانے کو پکڑتے اور چھوڑتے اور روحوں کی رہائی اور تباہی کے درمیان۔ جب اگر کماشیوں کو سوچیں تو ان پر خطرہ آسان ہے اور جب ان کے لئے بہت سے مطالب کی روشنیاں ظاہر ہوں تو ان کے لئے تباہی کا سامنا محبوب ہو جائے۔

اور میں نے اس وقت اس کے پاس میرے ہونے اور میرے اس کی مدد پر ہونے کی تمنا کو جو اس نے کہا جان لیا اور جس نے استاد کے سمندر کو دیکھا ہو کہ کیسے فضل کے ساتھ جوش مارتا ہے اور اس میں علم و ادب کی موجیں تھپیڑے مارتی ہیں اسے کبھی دریا کا منظر فوت ہونے پر سرزنش نہیں کیجا سکتی اور میرے نزدیک اسکے حالات کو برا قرار دینے اور اس کی خوفناکیوں کو بھاری سمجھنے سے بڑھ کر اس کی کوئی فضیلت نہیں جیسے کوئی چیز اپنی تمام تر شانداری اور اپنے جوہروں میں سب سے عمدہ ہونے میں اسکی استاد کی تعریف کرنے سے زیادہ اثرانداز نہیں۔ اس لئے کہ میں نے اس سے میٹھے پانی کو پڑھا ہے تھپیڑے مارتے کو نہیں اور جائز جادو کو ناجائز کو نہیں اور علم ہوا کہ اس نے لکھا اور اسکی فکر میں اسکے دل کی وسعت نہیں آئی اور اگر وہ یہ کام کرتا تو وہ سمندر کو تھوڑا پانی سمجھتا جو تھوڑے تھوڑے لئے گئے پانی سے فضیلت نہیں اور چھوٹا سا پانی کا گڑھا جو چوسنے کے برابر پانی سے زیادہ نہیں ہوتا اور بہت سے پہاڑ تم نے طے کئے جو شہادت دے رہے ہیں کہ تم پہاڑ ہو اور بہت سے سمندر جو شاہد ہیں کہ تمہیں سمندر رہو۔

حل لغات

ابو لقاسم اسماعیل بن عیاد بن کے قزوین کے صوبہ طالقان میں ۳۲۶ھ میں پیدا ہوا اور ابن عمید کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اسے صاحب ساتھی کہا گیا مویدالدولہ بن بویہ پھر اسکے بھائی فخرالدولہ کا وزیر ہوا۔ اوروزارت وعلم دونوں منصب پر فائز رہا وہ باکمال ادیب ما نا جا تا ہے سجووجناس کا رسیا تھا اسکا انتقال ۳۸۵ء میں ہوا الشاطی ساحل کنارہ ج شطو، شطان۔ اثباج ہر چیز کا اوپری حصہ واحد ثبج ۔المون۔ موت۔ زخر زخراز خورا۔ تھپیڑے مارنا السلسال میٹھاپانی وشلاء تھوڑاپانی جو چٹان سے رستا ہے۔ التبرض مصدر باب تفعل سے تھوڑا تھوڑالینا ۔

کیف تتفا ضل الکلمات بعضها علی بعض

کلمات ایک دوسرے پر کیسے فضیلت رکھتے ہیں

کیا کسی وہم میں یہ بات آتی ہے اگرچہ کے وہ تھک جائے کہ دو مفرد کلموں کی فضیلت ایک دوسرے پر اس سے زیادہ کچھ اور ہے کہ جس نظم و تالیف میں وہ آرہے ہیں یہ کہ یہ مانوس اور مستعمل ہے اور یہ غریب دنا مانوس یا کہ اس کے حروف زیادہ خفیف اور ان کی بندش سب سے زیادہ بہتر ہے اور وہ ایسا ہے کہ زبان کو شقت میں ڈالنے سے بہت دور ہے ۔اور تم کسی کو یہ کہتے پاتے ہو کہ یہ لفظ فصیح ہے مگر وہ اس کے مقام نظم میں ہونے اور اس کے اپنے ہمسائے کے معانی کے معنی کے ساتھ حسن منا سبت اور اپنے اخوات کے لئے اسکی موانست کی فضیلت کا لحاظ کرتے ہیں ۔انھوں نے کسی لفظ کو برمحل اور مقبول اور اس کے مخالف کو ثرولیدہ ناموافق ونا پسندیدہ کہا ہے مگر ان کا مقصد یہ ہے کہ اس میں اور اس میں معنی کے لحاظ سے بہترین مناسبت کو برمحل

وقل یا ابض بلعی ماءك ویا سماء اقلعی و عیض الماء و قعضی الامر و استوت علی الحوادی وقیل بعد اللقوم الظالمین میں غور کروتو تو تمہارے لئے جائیگا اعجاز ظاہر ہو جائگا اور جسے تم دیکھ رہے اور سن رہے ہو تمہارے لئے پھاڑ دیگا کہ جو بھی تم نمایاں فضلیت اور غالب فضلیت پا رہے ہووہ اسی بات کی وجہ سے ہے جو ان کلموں کے باہم ربط کی طرف لوٹ رہی ہے کہ اول دوسرے سے اور تیسرا چوتھے سے مل گیا اور ایسے اخیر تک اس پر برقرار رہے اور فضلیت اول کے درمیان کا نتیجہ اور ان کے مجموعہ سے حاصل ہو۔

اور اگر تمہیں شک ہو تو غور کرو ان میں سے کوئی لفظ ان کی اخوات کے درمیان سے ہٹادو (اور الگ کردو) تو کیا وہی فصاحت دیتا ہے جو دے رہا ہے جب کہ آیت میں اپنے محل میں ہے ابلعی کہو اور اسکے ماقبل ومابعد دیکھے بغیر اسکا اکیلے لحاظ کرو ۔ اور ایسے ہی اس سے وابستہ بقیہ کا لحاظ کرو ۔ اور اس میں کوئی شک کیسے ہو سکتا ہے ؟ حالانکہ عظمت کا میداء یہ ہے کہ زمین کو پکارا اور حکم دیا گیا پھر اس بات میں کہ ندا ایسے ہے ایتہاالارض کے مانندا می سے نہیں ہے پھر پانی کی اضافت کاف کی طرف ہے یہ نہیں کہا گیا کہاابلعی الماء۔ پھر زمین کو پکارنا اور کلم دینا اسکی شان تابعداری کے زیادہ موافق ہے آسمان کو ندادینا اور حکم دینا ایسے ہی اس چیز کے ذریعہ ہے جو اسکی خصوصیت ۔ہے پھر کہا گیا کہ غیض الماء اور فعل۔ فعل کے صیغے کے ساتھ ہے جو دلالت کرتا ہے کہ کسی حاکم کے حکم اور قادر کی قدرت ہی سے حذب ہوا پھر اسکی تاکید اور تقریر اللہ تعالیٰ کے قول وقصی الامر سے پھر ان چیزوں کے فائدے کا ذکر کیا ہے اور وہ استوت علی الجودی ہے پھر سفینہ کیسے اضمار قبل ذکر۔ جیسا کہ شلوہ اور شان کی عظمت بیان کرنے کی شرط اور دلالت ہے اخیر میں ابتدا میں قیل کے مقابلے میں قیل کہا گیا ۔ تو کیا تم ان تمام خصوصیات کو دیکھ رہے ہو جو تمہیں اعجاز کی روعت سے بھر رہی ہیں اور ان کے تصور کیوقت تمہارے سامنے ہیبت حاضر ہو جاتی ہے جو نفس کے تمام اطراف کا لفظ کے متعلق کی وجہ سے احاطہ کر رہی ہے اس لحاظ سے کہ ود

سنی ہوتی آواز اور بولنے میں سلسلہ وار حروف ہیں یا یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اس کے الفاظ کے معانی میں عجیب لگاؤ ہے ۔ تو اب یہ ظاہر ہو گیا ہے جو کسی شک کی مجال نہیں چھوڑتا کہ الفاظ اس حیثیت سے ایک دوسرے پر فضیلت نہیں رکھتے کہ صرف الفاظ ہیں اور نہ اس حیثیت سے مفرد کلمے ہیں اور یہ کہ الفاظ کی فضیلت اور اسکے بر خلاف ہونا لفظ کے معنی کی اس معنی سے وابستگی ہے جو اس سے مل کر آیا ہے یا کوئی ایسی ہی چیز ہے جس کا تعلق محض لفظ سے نہیں اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ تم کلمہ کو دیکھتے ہو کہ ایک جگہ تمہیں خوشگوار لگتا اور تمہیں مانوس بناتا ہے ۔ پھر دیکھتے ہوئے کہ دوسری جگہ تم پر بوجھ ہوتا ہے اور تمہیں وحشت زدہ کرتا ہے جیسے لفظ اخدع حماسہ کے شعر میں

تلفت نحوا لحی حتی وجدتنی وجعت من الاصغاء لیتا واخدعا میں نے قبیلے کی طرف توجہ دی یہاں تک کہ اپنے کو پایا کہ جھکانے کی وجہ سے ڈری اور رگوں کو تکلیف میں ڈال دیا۔ اور بحتری کا شعر

دانی وان بلغتنی شرف بلغتنی واعتقت من دق المطامع اخدعی

اور اگرچہ کہ تم نے مجھے مالدری کے شرف کو پہنچادیا۔ اور امیدوں کی غلامی سے رگوں کو آزاد کر دیا۔

تو ان دونوں جگہ اس کا ایک حسن ہے جو پوشیدہ نہیں ۔ پھر تم ابو تمام کے شعر میں اس پر غور کرو ۔

یا دھر قوم اخدعیك بدك فقد ۔اضججة ھذا الانام من خذ قشائے

اے زمانہ اپنی رگیں سیدھی کرلے کیونکہ تو نے اپنی سختی سے اس کائنات کو ہاہاکار میں ڈال دیا ہے۔ تو اسمیں نفس پر بوجھ نفرت اور تکدر اسکے کئی گنا پاؤ گے جو وہاں نفس کی خفت و انسیت اور رونق پائی ہے اور اس سے زیادہ عجیب لفظ شئ ہے اسلئے کہ تم اسے ایک جگہ مقبول اچھا پاؤ گے اور ایک جگہ کمزور اور ناپسندیدہ اور اگر اسے دیکھا جائے تو عمر بن ابو ربعیہ مخزومی کے اس شعر کو دیکھو۔

ومن مائی عینیه من شئی غیره اذاراح نحوالجمرة النیض کالدطی

اور ابوحیہ کے شعر کو

اذا ما تقاضی المدأ یوم ولیلة تقاضاه شئیٌ لا یمل التقاضیا

توتم اسکے حسن اور مکان قبول کو پہچان لوگے۔

پھر متنبی کے شعر میں اسے دیکھو

لوا لفلک الدوادا لبغضت سعیہ لعوقہٗ شیٔ عن الدودان

توتم دیکھوگے اپنے شرف اور حسن کے لحاظ پہلے سے کمزور اور ضعیف ہے

اور یہ ایک کشادہ باب ہے اس لئے کہ تم جب چاہو پاؤگے کہ دو شخص نے ایک ہی کلمہ کو استعمال کیا ہے پھر دیکھو گے اس نے بلندی کو کھٹکھٹا دیا اور اسے دیکھو گے کہ پستی سے چپک گیا۔ تو کلمہ جب بھی اچھا ہو لفظ کی حیثیت سے اچھا ہوتا ہے اور شرف و فضیلت کا اہل بذات خود اور انفرادی طور پر ہوتا ہے اور اسکا سبب اسکے اخوات کے ساتھ جو نظم میں اس کے پڑوسی ہیں نہ ہوتا تو اسکی حالت مختلف نہ ہوتی۔ اور یا تو ہمیشہ اچھا ہوتا یا کبھی نہ ہوتا۔ اور تم اس کے قائل پر کوئی اضطراب نہ دیکھتے کہ وہ نہیں جانتا کہ کیسے تعبیر کرے۔ اور کیسے اسے لائے اور واپس کرے۔ اس بات کی طرح۔ بلکہ اگر تم سچائی چاہو تو وہ شئیٌ کی جنس ہے جس کے ساتھ لوگوں کی زبان جاری ہوتی اور اسے بولتی ہے اور جب خود کرید کرے تو اسکے بیکار ہونے کو جانتا ہے۔ اور اسکے خلاف پہلو بدل لیتا ہے یہ اس لئے کہ در حقیقت یہ چیز اعتقاد میں نہیں ثابت ہوتی اور نہ دل میں اسکی کوئی صورت ہوتی ہے

حل لغات

نبو باب نصر سے نہ چھنا۔ اقلعی واحد مونث حاضر رک جا۔ مد کر غیض ضرب سے لازم و متعدی پانی کا تہ نشین ہونا اتساق پیوست ہونا وابستہ ہونا اللیت گردن کے پیچھے کا حصہ الاخدعان اسکے دونوں طرف کی رگ السماك بلندی اونچائی ج سمك الحضیض پستی۔

المقامة المضيريه

مقام مضیریہ بدیع الزمان ہمدانی

عیسیٰ بن ہشام نے ہم سے بیان کیا کہا میں بصرہ میں تھا اور میرے ساتھ ابوالفتح اسکندری تھا ایک شخص جو فصاحت کو دعوت دیتا تو اسے قبول کرتی اور بلاغت کو حکم دیتا تو اسکی اطاعت کرتی اور ہم اس کے ہمراہ ایک تاجر کی دعوت میں حاضر ہوئے تو ہماری طرف مضیرہ پیش کیا گیا جو تمدن کی تعریف کر رہا اور بڑے پیالے میں اچھل رہا تھا اور سلامت رہنے کا پتہ دے رہا تھا اور معاویہؓ کی امامت کی شہادت دے رہا تھا ایک بڑے پیالے میں جس سے نگاہ چھلک رہی تھی اور اس میں ظرافت لہرا رہی تھی تو جب میں نے دستر خوان سے اس کی جگہ اور دونوں نے اسکے مقام کو پکڑا ۔ابوالفتح اسکندری اسے اور اسکے مالک کو لعنت کرتے اور اس سے اور اسکے کھانیوالے سے ناراض ہوتے ہوئے اٹھ پڑا اور اسے اور اسکے پکانیوالے کو عیب لگانے لگا اور ہم نے سوچا کہ وہ مذاق کر رہا ہے اور یکایک معاملہ اسکے برخلاف تھا۔ اور یکایک مذاق بلکل سنجیدگی تھا۔ اور وہ دستر خوان سے ہٹ گیا اور دوستوں کی مدد کرنا چھوڑ دیا اور ہم نے اسے اٹھادیا اور اسکے ساتھ دل اٹھ گئے اور اسکے پیچھے آنکھوں نے سفر کیا اور اس کے لئے منہ میں پانی آگیا اور ہونٹ چاٹے جانے لگے اور کلیجے جل گئے اور اسکے پیچھے دل چلے گئے لیکن اسے چھوڑنے پر ہم اس کی مدد کی اور اس سے اسکا معاملہ پوچھا تو اس نے کہا میرا قصہ اسکے بارے میں میری مصیبت سے زیادہ طویل ہے اور اگر بیان کروں تو غصے اور وقت کی بربادی سے بے خوف نہیں ہوں۔ ہم نے کہا لاؤ۔

اس نے کہا کہ میں بغداد میں تھا تو ایک تاجر نے مضیرہ کی دعوت دی اور قرضخواہ اور اصحاب کہف کے کتے کے مانند میرے ساتھ لگ گیا یہاں تک کہ میں نے اس کی دعوت قبول کر لیا

اور ہم اٹھے تو پورے راستے اپنی بیوی کی تعریف کرتا اور اس پر اپنی جان نثار کرتا رہا صناعت میں اسکی مہارت اور پکانے کے کمال میں اسکی تعریف کرتا رہا۔ اور کہتا رہا۔ اے میرے آقا۔ اگر تم اسے دیکھ لو اور اسکے کمر بند کو اور وہ کمروں میں تنور سے ہانڑیوں تک اور ہانڑیوں سے تنور تک چکر کرتی ہے اپنے منہ سے آگ پھونکتی ہے۔ اور اپنے ہاتھوں سے مسالے کوٹتی ہے اور اگر دیکھ لو دھوئیں کو اس حالت میں کہ اس کے خوبصورت چہرے کو بدل دیا اور اسکے روشن رخسار میں اثر کر دیا ہے تو تم ایسا سماں دیکھو گے جس میں آنکھیں حیران رہ جائیں۔ میں اس سے عشق کرتا ہوں کیونکہ وہ مجھ سے عشق کرتی ہے اور انسان کی یہ سعادت ہے کہ اپنی اپنی بیوی کی مدد دیا جائے اور اپنی بیوی کی وجہ سے سعادت دیا جائے اور خصوصاً اسی کے خمیر سے ہو وہ میری چچازاد بہن ہے اسکا خمیر میرے خمیر سے وابستہ ہے اور اسکا شہر میرا شہر اور اسکے چچا میرے چچا اور اسکی جڑ میری جڑ ہے لیکن اخلاق میں مجھ سے کشادہ اور صورت میں مجھ سے خوبصورت ہے۔ اس نے کھل کر اپنی بیوی کی تعریف کی یہاں تک کہ ہم اسکے محلہ تک پہنچے۔ پھر کہا۔ میرے آقا۔ اس محلے کو دیکھ رہے ہو بغداد کا سب سے اشرف محلہ ہے جس میں رہنے کے لئے بہترین لوگ دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور اس میں اترنے کے لئے بڑے لوگ آپس میں رشک کرتے ہیں۔ پھر انھیں تاجروں کے سوا کوئی نہیں رہتا اور انسان اپنے ہمسایہ سے ہوتا ہے۔ اور میر امکان ہار کا درمیانی دانہ اور اس کے دائرے کا نقطہ ہے۔ میرے آقا اندازے سے بتاؤ اس جیسے مکان پر میں نے کتنا صرف کیا ہے اندازے سے بتاؤ اگر یقین سے نہ جانتے ہو؟ میں نے کہا بہت زیادہ اس نے کہا یا سبحان اللہ! یہ کتنا بڑا غلط ہے۔ تم صرف بہت کہتے ہو اور اونچی سانس لیا اور کہا۔ سبحان اللہ چیزوں کو کون جانتا ہے اور ہم اسکے مکان کے دروازے پر پہونچے تو کہا میرے آقا یہی میرا مکان ہے تو میں نے اس عمارت پر کتنا خرچ کیا ہوگا واللہ اس پر میں نے طاقت سے زیادہ صرف کیا ہے اور فاقہ سے بڑھ کر۔ تم اس کی بناوٹ اور شکل کیسی دیکھ رہے ہو؟۔ تو اللہ کے واسطے بتاؤ کیا تم نے اس جیسا دیکھا ہے، تم اس کی نازک بناوٹ کو

دیکھواور اسکے جھکاؤ کے حسن کو دیکھو گویا پرکار سے بنایا گیا ہے اور بڑھئی کی مہارت اس دروازے کی بناوٹ میں دیکھو اسے کتنے میں بنایا ہوگا۔ میں کیسے جانونگا۔ وہ ساگوان کا ایک ٹکڑا ہے نہ اسے دیمک نے کھایا اور نہ سڑا ہے جب ہلے تو کراہتا ہے اور جب کھر چا جائے تو ٹن ٹن کرتا ہے اے سردار اسے کس نے بنایا ہے ابو اسحاق بن محمد بصری نے وہ صاف ستھرے کپڑے رکھتا ہے اور دروازے بنانے میں ہوشیار اور کام میں ماہر ہے اسکی خوبی اللہ ہی کے لئے ہے۔ میری حیات کی قسم میں نے اس جیسے کام پر اسی سے مدد لیا ہے اور یہ حلقہ تم دیکھ رہے ہو اسے میں نوادرات کے بازار سے عمران طرائفی سے تین معزّی دینار پر خریدا ہے۔ اور میرے سردار اسمیں کتنا پیتل ہے اس میں چھ رطل ہیں اور دروازے میں قبضے پر پھرتا ہے اللہ ہی نے اسے پھرایا ہے۔ پھر اسے کریدو اور دیکھا تم پر میری حیات کی قسم میں نے بھی اس سے خریدے ہیں جو نفیس سامان بیچتا ہے۔ پھر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور ہم دہلیز میں گئے۔ اور اس نے کہا اے مکان اللہ تمہاری عمر دراز کرے اور اے دیوار تجھے ویران نہ کرے۔ تمہاری دیوار کتنی پائدار اور تمہاری نیو کتنی مضبوط ہے اور بنیاد استوار ہے۔ اللہ کے لئے اسکی سیڑھیوں پر غور کرو اور اسکے اندر باہر دیکھو اور مجھ سے پوچھو کہ اسے کیسے حاصل کیا؟ اور کتنی تدبیریں کیں۔ یہاں تک کہ میرا ایک پڑوسی جس کی کنیت ابو سلمان ہے محلے میں رہتا ہے اسکے پاس اتنا مال ہے کہ خزانے نہیں سمو سکتے اور اتنے سونے چاندی کہ وزن میں نہیں آسکتے اللہ اس پر رحم کرے اس کی موت ہوئی اور برا جانشین چھوڑا جس نے اسے شراب اور موسیقی میں برباد کر دیا اور نرد اور جوئے میں پھاڑ دیا اور میں ڈرا کہ لاچاری کارہ نما اسے مکان بیچنے کی طرف ہانک دے تو اسے پریشانی کے دوران فروخت کرے یا اسے خطرے کا نشانہ بنا دے۔ پھر میں نے سوچا اور مجھ سے اسکا خرید نا فوت ہو گیا تو اس پر حسرتیں موت تک رہیں گی۔ تو میں نے ایسے کپڑوں کا قصد کیا جس کی تجارت کاسد تھی اور اسکے پاس لایا اور اس پر پیش کیا اور اس سے بھاؤ کیا کہ ادھار خریدے اور بد نصیب ادھار کو عطیہ سمجھتا ہے اور پسماندہ حال اسے ہدیہ

سمجھتا ہے اور میں نے اس سے اصل مال کا ایک وثیقہ طلب کیا اور اس نے یہ کام کیا اور میرے لئے لکھ دیا۔ پھر اسکے تقاضے سے بے پرواہ بن گیا یہاں تک کہ اسکی حالت کا حاشیہ رقیق ہو گیا۔ پھر اس کے پاس آیا اور اسکا تقاضا کیا اور اس نے مجھ سے مہلت چاہی اور دوسرے کپڑے طلب کئے اور میں نے حاضر کر دیئے اور اس سے سوال کیا کہ اپنا مکان میرے پاس رہن رکھ دے اور میرے ہاتھوں میں ضمانت بناوے اور اس نے ایسا کر دیا۔ پھر میں نے معاملات کے زریعہ اسے اس کو بیچنے کے قریب لایا یہاں تک کہ پورے طور پر مددگار نصیب سے اور بازو کی قوت کیوجہ سے میرا ہو گیا اور بہت سے کوشاں بیٹھے ہوئے لئے ہوتے ہیں۔ اور میں الحمدللہ خوش نصیب اور ایسے حالات میں تعریف کیا ہوا ہوں اور اے آقا! تمہیں کافی ہے میں کئی راتوں اسکے مکان میں اسکے ساتھ سویا جو اس میں تھا۔ یہاں تک کہ جب ہم پر دروازہ کھٹ کھٹایا گیا تو میں نے کہا کون آیا ہے؟ تو یکایک وہ ایک عورت تھی جس کے ساتھ موتیوں کے ہار تھے اور جلد میں آب اور سراب کی رقت تھی۔ اسے بیچنے کے لئے پیش کر رہی تھی تو میں نے اس سے اسے جھپٹ لیا اور اسے حقیر قیمت پر خرید لیا۔ اور جلد اسکا نمایاں، فائدہ اور بڑا نفع، اللہ کی مدد اور تمہاری دولت کی وجہ سے ظاہر ہوگا اور میں نے تمہیں یہ بات اس لئے بتائی کہ تم تجارت میں میری خوش نصیبی کو جان لو۔ خوش نصیبی پتھر سے پانی نکال دیتی ہے۔ اللہ اکبر! تمہیں یہ بات تم سے سب سے سچا اور سب سے قریب بھی نہیں بتائیگا۔

یہ چٹائی میں نے نیلام میں سے خریدی اور یہ آل فرات کے مکانوں سے جائداد کی ضبطی اور غارتوں کے زمانے میں برآمد ہوئی۔ اور اسی کے مثل لمبے زمانے سے میں ڈھونڈ رہا تھا اور نہیں پا رہا تھا۔ اور زمانہ حاملہ ہے یہ پتہ نہیں کہ کیا پیدا کریگا۔ اور اتفاق سے میں باب الطاق میں حاضر ہوا اور یہ بازاروں میں پیش کی جارہی تھی تو اس میں اتنے اتنے دینار وزن کئے۔ اللہ کے لئے اس کی نزاکت اور نرمی اور اس کی بناوٹ اور رنگ پر غور کرو؟ اس لئے کہ یہ بڑی بلند رتبہ ہے۔ اسی شاذ و نادر ملے گی۔ اگرچہ میں نے ابو عمران چٹائی ساز کو سنا کہ اسی

نے اس کو بنایا ہے اور اسکا ایک لڑکا اب بھی اسکی دکان میں اسکا جانشین ہے اور نفیس چٹائی صرف اسی کے یہاں ملتی ہے ۔ تو میری زندگی کی قسم، میں چٹائیاں اسی کے مکان سے خریدتا ہوں اور مومن اپنے بھائیوں کا خیر خواہ ہوتا ہے خصوصیت نے جو اپنے اس کے دستر خوان پر ہو۔

اور ہم مضیرہ کی بات کی طرف لوٹ رہے ہیں اس لئے کہ دوپہر کا وقت ہو گیا ہے۔ اے خادم پلیٹ اور پانی میں نے کہا ۔ اللہ اکبر چھٹکارا قریب ہو اور نکلنا آسان ہوا۔ اور خادم آؤ اس نے کہا ۔ آپ خادم کو دیکھ رہے ہیں یہ نسب کا رومی اور پرورش و پرداحت میں عراقی ہے ۔ اے خادم آؤ ۔ اور اپنا سر کھولو اور اپنی پنڈلی کھولو اور اپنے بازو سے کپڑ ہٹاؤ اور اپنے دانت کھولو۔ اور آگے پیچھے چلو۔ اور خادم نے ایسا ہی کیا ۔ اور سوداگر نے کہا۔ خدا اسے کس نے خریدا۔ واللہ اسے ابو العباس نے خریدا ہے۔ طشت رکھ دو، لوٹا لاؤ ۔ خادم نے اسے رکھ دیا سوداگر نے اسے لیا اور پلٹا اور اس پر نظر دوڑائی پھر اسے کریدا اور کہا۔ اس پیتل کو دیکھو ۔ جیسے شعلوں کا ٹکڑا ہو یا سونے کا ٹکڑا ۔ شام کا پیتل اور عراق کی صنعت ہے ، یہ پرانا عمدہ سامان نہیں اس نے بادشاہوں کے محلوں اور مکانوں کو پہچانا ہے ۔ اس کے حسن پر غور کرو اور مجھ سے پوچھو کہ میں نے اسے کہاں سے خریدا ہے ۔ خدا اسے میں نے بھکمری کے سال میں خریدا ہے ۔ اور اس وقت کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے ۔ اے خادم لوٹا لاؤ ۔ اور اس نے پیش کیا اور سوداگر نے اسے لیا اور پلٹا۔ پھر کہا ۔ اسکی ٹونٹی یہ لوٹا اسی طشت کے قابل ہے اور یہ طشت اسی دستے کے قابل ہے۔ اور یہ صدر مجلس اسی مکان میں اچھا لگتا ہے ۔ اور یہ مکان اسی مہمان کے ساتھ خوبصورت لگتا ہے اے خادم۔ پانی چھوڑ دو ۔ کھانے کا وقت ہو گیا ہے ۔ خدا آپ اس پانی کو دیکھ رہے ہیں کتنا صاف اور بلی کے آنکھ کے مانند نیلگوں ہے ۔ اور شیشے کے راڈ کے مانند فرات سے بھر گیا ہے اور رات کے گزرنے کے بعد استعمال کیا گیا اس لئے موم بتی کی لو کے مانند ہو گیا اور صفائی میں آنسو۔ اور پینے میں شاندار نہیں شانداری برتن میں ہے ۔ اور تمہارے لئے اسکے اسباب کی ستھرائی ضروری ہے، جو اسکے

پینے کی ستھرائی سے زیادہ صادق ہو ۔اور یہ رومال اسکا قصہ مجھ سے پوچھو یہ جر جان کا بنا ہوا ہے اور ار جان کا کام ہے۔ میری طرف پڑا تو میں نے اسے خرید لیا تو کچھ کا میری بیوی نے پاجامہ بنایا اور کچھ رومال اور اس کے پاجامہ میں بیس گز لگا اور اپنے ہاتھ سے اتنی مقدار نکال دیا اور مین نے اس کے کشیدہ کار کے حوالے کیا تو اسے اس نے تیار کیا۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور پسندیدہ بنایا ۔ پھر اسے بازار سے واپس لایا ۔اور اسے صندوق میں رکھ دیا ۔اور اسے ظریف مہمانوں کے لئے رکھ دیا ۔اسے عام عرب نے ہاتھوں سے پامال نہیں کیا اور نہ عورتوں نے اپنی آنسو کی نالیوں سے۔اس لئے کہ ہر عمدہ چیز کا ایک دن اور ہر سامان کے لئے ایک قوم ہے

اے غلام دستر خوان کیونکہ زمانہ طویل ہو گیا ہے اور پیالے کیونکہ تکرار طویل ہوئی اور کھانا کیونکہ بات بہت ہوئی تو غلام دستر خوان لایا اور اسے سوداگر نے اسی جگہ پلٹا اور اسے پوروں سے کریدا اور دانتوں سے چبایا اور کہا اللہ بغداد کی عمر دراز کرے اسکا سامان کتنا عمدہ اور اسکی صنعت کتنی ظریف ہے واللہ اس دستر خوان پر غور کرو اور اسکی پشت کی چوڑائی اور اسکے وزن کی خفت کو دیکھو اور اسکی لکڑی کی سختی اور اسکی شکل کی خوبصورتی کو۔ تو میں نے کہا یہ شکل تو کھانا کب ؟اس نے کہا ابھی۔

غلام! کھانا جلد لاؤ لیکن دستر خوان کے پائے اسی کے ہیں ۔اور ابو الفتح نے کہا تو میرا نفس بھڑک گیا ۔ اور میں نے سوچا روٹی اور اسکے سامان رہ گئے روٹی اور اسکی خوبیاں ۔اور گیہوں کہاں سے خریدا اور اسکے لادنے کا کرایہ کیسے دیا اور کس چکی میں پیسا گیا اور لگن میں گوندھا گیا ۔اور کس تنور میں تیار ہوئی اور نانبائی نے اجرت لیا اور لکڑی کہاں سے آئی اور کب آئی اور کیسے صف ہوئی یہاں تک کہ سوکھی اور روکی گئی یہاں تک کہ خشک ہوئی اور نانبائی اور اسکی تعریف رہ گئی اور شگرد اور اسکی صنعت اور آٹا اور اسکی تعریف اور خمیرہ اور اسکی وضاحت اور نمک اور اسکی نمکیت اور رہ گیا پلیٹ اور جس نے اسے بنایا اور کیسے اسے لیا اور کس نے اسے استعمال کیا اور کس نے اس سے کام لیا اور سرکہ کیسے اپنے انگور سے

نچوڑا گیا یا تازہ انگور خریدا گیا اور کیسے اس کا رس آمیز کیا گیا اور اسکا تخم نکالا گیا اور کیسے اسکا برتن دفن کیا گیا اور اسکے مٹکے کہ کی قیمت کیا ہے۔ اور رہیں سبزیاں تو کیا تدبیر کرکے توڑی گئیں اور کس ترتیب سے رکھی گئیں اور کیسے باریکی سے کام لیا گیا یہاں تک کہ صاف ہوئیں اور رہا مغیرہ تو اسکا گوشت کیسے خریدا گیا اور چربیاں بھرپور رہیں اور اسکی ہانڈی چڑھائی اور اسکی آگ بھڑکائی گئی اور اسکے مسالے کوٹے گئے یہاں تک کہ عمدہ پکایا گیا وراسکا شوربہ گاڑھا کیا گیا۔ یہ اہم چیزیں ہیں اور ایسا معاملہ ہے جو پورا نہیں ہوگا۔ پھر میں اٹھ گیا۔ اس نے کہا۔ کہاں کا ارادہ کر رہے ہو؟ میں نے کہا، ایک ضرورت پوری کرنے جارہا ہوں۔ اس نے کہا۔ اے آقا۔ تم ایسی کھڈی چاہتے ہو جو موسم بہار امیر کو عیب لگائے اور موسم خریف سے وزیر کو، اس کے اوپر چونا پلاستر کیا ہوا ہے اور نیچے پلاستر ہے اور اسکے چھت کے نیچے سے زمین تک سنگ مرمر تھا ہے۔ اس کی دیوار سے چیونٹی سرک جاتی ہے اور لٹک نہیں پاتی۔ اس کی زمین پر مکھیاں چلیں تو پھسل جائیں اور اسکے دروازے کے دونوں بازو ساگوان اور ہاتھی دانت سے مل کر بنے ہوئے ہیں۔ اور اچھی طرح جوڑے ہوئے ہیں۔ مہمان اس میں بیٹھ کر کھانے کی تمنا کرتا ہے میں نے کہا تم اس تھیلے سے کھاؤ۔ کھڈی حساب میں نہیں ہے۔ اور میں دروازے کی طرف نکل گیا اور جانے میں جلدی کی اور وہ میرا پیچھا کر رہا اور پکار رہا تھا۔ اے ابوالفتح مغیرہ۔ اور بچوں نے سمجھا کہ مغیرہ میرا لقب ہے پھر ویسے ہی چیخنے لگے۔ میں نے ایک کو ایک پتھر بڑے غصے میں ہو کر مارا اور پتھر اس کے عمامہ میں لگا اور اس کی کھوپڑی میں دھنس گیا پھر مجھ پر نئے پرانے جوتے اور اچھے برے تھپڑ پڑنے لگے اور قید میں ڈال دیا گیا اور دو سال اس نحوست میں پڑا رہا۔ اور میں نے نذر ثانی کی جب تک زندہ رہونگا مغیرہ نہیں کھاؤنگا۔ تو اے آل ہمدان! کیا میں اس میں ظالم ہوں۔

عیسیٰ بن ہشام نے کہا۔ ہم نے اس کا عذر کو قبول کر لیا اور ہم نے بھی اس کی نذر مان لیا اور ہم نے کہا پرانے زمانے سے مغیرہ نے آزادوں پر زیادتی کیا اور ذلیلوں کو شریفوں پر بڑھایا ہے

حل لغات

ابوالفضل احمد بن حسن۔ ہمدان میں پیدا ہوا اور عربی و فارسی علوم میں کمال حاصل کیا۔ صاحب بن عباد سے استفادہ کیا اور جرجان میں اسماعیلیہ کے اطراف میں رہائش پذیر رہا۔ اسکی وفات ۳۸۴ھ میں نیشاپور میں ہوئی۔ اس نے چار سو مقامے لکھے اور اپنے دور کے ادیب ابوبکر خوارزمی کو مات دیا جس سے اپنے دور کا باکمال ادیب مانا گیا بڑا ذہین اور ہوشیار تھا اور برجستہ گو تھا اور مقامہ کے ابتداء اسی سے مانی جاتی ہے

مضیرہ۔ گوشت جو کھٹے دودھ میں پکایا جاتا ہے الغضارة جو شدت سے ملے الخوان دستر خوان ج اخونة، خون۔ یثلب عیب لگاتا ہے۔ الرقم اصحاب کہف یفدی باب تفعیل سے فدا کرنا الحذق مہارت، کمال النفث پھونکنا۔ الابزار ج بزر مسالے الصقیل بمعنی مصقول صاف کیا ہوا چمکدار حلیلة بیوی ج حلائل ظعینة پردہ نشیں عورت ج ظعائن تنفس الصعداء ٹھنڈی سانس لیا۔ تعریج مصدر تفعیل جھکاؤ۔ عفن بدبودار معزیة معزالدولہ کی طرف منسوب۔ الصامت سونا چاندی وغیرہ نقدمال القمر مصدر جوا کھیلنا۔ بخت خوش قسمتی۔ مجدود نصیب ور۔ الطارق۔ جورات میں آئے۔ خلس جھپٹنا، اعلاق عمدہ اور نفیس سامان ج واحد علق۔ خلقان پرانے واحد خلق۔ نسج بناوٹ القصاع پیالے واحد قصعة۔ ابزار ج بزر مسالے۔ الذر چیونٹی الصفع۔ تھپڑ مارنا۔

المقامة الذيديه

زیدی مقامہ (جریری)

حارث بن ہمام نے خبر دی، کہا کہ جب میں نے زبید تک بیابان طے کیا تو ایک لڑکا میرے

ساتھ ہو گیا میں نے جس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ اپنی طاقت کو پہنچا اور اسے مہذب بنایا یہاں تک کہ اسکا کامل سدھار ہو گیا ۔ وہ میرے عادات سے مانوس اور میری ہمراہی کے اسباب سے باخبر تھا ۔ وہ میرے مقصد سے آگے نہیں بڑھتا اور نہ میرے نشانے سے چوکتا ناچار اسکا قرب میرے دل سے پیوست ہو گیا اور میں نے اپنے حضر و سفر کے لئے اسے خالص کر لیا۔ پھر اسے مہلک زمانے نے ہلاک کر دیا جب زمانے نے ہمیں ضم کر لیا اور جب اسکے تلوے اٹھ گئے اور اسکی جنبش بند ہو گئی تو ایک سال رہ گیا ۔ میں کھانا نہیں اتار سکتا تھا اور نہ کوئی لڑکا ڈھونڈتا یہاں تک کہ تنہائی کی آمیزشات اور نشست و برخاست کی تھکانوں نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں موتی کے بدلے خرمہرلوں اور اسکی جستجو کروں جو کجی سے سیدھا ہوا ۔ اور میں نے اسکا قصد کیا جو زبید کے بازاروں میں غلام بیچتا ہے اور میں نے کہا ایسا غلام چاہئے جو پلٹا جائے تو اچھا لگے اور آزمایا جائے تو تعریف کیا جائے۔ اور ایسا ہونا چاہئے جسے عقلمندوں نے تعلیم دیا ہو ۔ اور اسے غریبی نے بازار تک نکالا ہو ۔ تو ان میں سے ہر ایک میری طلب سے جھوم اٹھا اور اچھل پڑا اور جلدی اسے حاصل کرنے کی کوشش کیا پھر چاندوں نے اپنی گردش کیا اور انکا کم و بیش پلٹا اور کسی نے اپنے وعدوں میں سے کوئی وعدہ پورا نہیں کیا اور نہ اس کیلئے کڑک کر برسایا اور جب میں نے بردہ فروشوں کو بھولا ہوا اور بھولا بنا ہوا پایا تو میں نے جان لیا کہ ہر شخص نے جو اچھا پایا اسے کاٹ نہیں سکتا ہے اور یہ کہ میری جلد کو میرے ناخن جیسے سے کھجلا نہیں سکتا تو میں نے دوسرے کے سپرد کرنے کا طریقہ چھوڑ دیا ۔ اور بازار کی طرف زرد و سفید لے کر نکلا۔ اور میں غلاموں کو سامنے کراتا اور بھاؤ پوچھتا رہا ۔ یکایک میرے سامنے ایک شخص آیا جو ناک پر پردہ لگا رکھا تھا اور ایک غلام کی کلائی پکڑے ہوئے تھا، اور اس نے کہا ۔

کون مجھ سے ایک فنکار غلام خریدے گا ۔ جو اپنی پیدائش اور عادات میں باکمال ہے جو بھی اسکے سپرد کرو اسکی اعیت رکھتا ہے ۔ اگر بات کرے تو شفاد ہے اور اگر تم کہو تو یاد کرلے اور اگر تم ٹھوکر کھاؤ تو کہے کہ سلامت رہو۔ اور اگر آگ میں دوڑاؤ تو دوڑ جائے ۔ اور اگر پورے

دل ساتھ رکھو تو لحاظ رکھے۔ اور ایک کھر پر قناعت کراؤ تو قناعت کرلے۔
وہ اس ہوشیاری پر ہے جسے فراہم کیا جائے۔ اسکا منہ کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ دعویٰ کیا اور نہ کسی امیدوار کا جواب دیا۔ جب اس نے بلایا۔ اور نہ کسی امانت رکھے ہوئے راز کو کھولنا جائز سمجھا اور جو بتایا انو کھا بتایا اور ایک ساتھ نظم و نثر میں کمال رکھتا ہے اور خدا اگر معشیت کی تنگی نہ ہوتی اور بچے بھوکے اور برہنہ نہ ہوتے تو کسریٰ کے پورے ملک کے بدلے بھی اسے نہیں بیچتا۔
اس نے کہا۔ جب میں نے اسکی راست پیدائش اور پائدار حسن کو دیکھا تو میں نے اسے جنتہ النعیم کا لڑکا سمجھا اور میں نے سوچا کہ انسان نہیں شریف فرشتہ ہے پھر میں نے اس سے اس کا نام بلوایا۔ اسکے علم کی رغبت کے لئے نہیں بلکہ تاکہ دیکھوں کہ اسکی فصاحت اس کی خوبصورتی سے کہاں ہے؟ اور اسکا لہجہ اسکی رونق کے سامنے کیا ہے؟ تو نہ مٹھاس سے بولا اور نہ کڑواہٹ سے اور نہ اسکا منہ لونڈی کے بیٹے کا ہے اور نہ آزاد عورت کا اور میں نے پہلے تہی کرلیا۔ اور اس سے کہا۔ تمہارے بولنے کی کمزوری کا برا ہو اور دوری ہو تو وہ ہنسی میں ڈوب گیا اور زور سے ہنسا اور پھر میری طرف اپنا سر ہلا دیا اور شعر پڑھا۔
اے شخص جس کا غصہ اس لئے بھڑک گیا کہ میں نے اس سے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔
اگر تمہیں اسکا ظاہر کرنا ہی پسند ہے تو اس پر کان دھرو میں یوسف ہو یوسف اور میں نے تمہارے لئے پردہ اٹھا دیا اور تم نے ذہانت سے نہیں سمجھا تو میں نہیں سمجھتا کہ تم شناسا ہو۔ اس نے کہا اس کے شعر کی وجہ سے میرا غصہ جاتا رہا میری عقل اس کے جادو کی اسیر ہوگئی یہاں تک کہ میں تفتیش سے مدہوش ہوگیا اور یوسف صدیق کا قصہ بھول گیا۔ اور میرا مقصد اس کے مالک سے اس کا بھاؤ کرنا ہی رہ گیا۔ اور قیمت کے مقدار کا پتہ لگانا تاکہ اسے اداء کروں۔ اور میں نے سوچا تھا کہ وہ مجھے کنکھیوں سے دیکھے گا اور مجھ پر بھاؤ بڑھائیگا۔ اور اس نے اتنا چکر نہیں لگایا جو میں نے لگایا اور نہ اس سے لٹکا جس سے میں لٹکا بلکہ اس نے کہا کہ جب غلام کی قیمت کم ہو اور اسکا بوجھ ہلکا ہو تو اس سے اسکا آقا برکت

حاصل کرتا ہے اور اس پر اسکی حاجت شامل ہوا کرتی ہے اور میں اس غلام کو تمہارا پیارا بنانا چاہتا ہوں اس سے تم پر اس کی قیمت کم کروں تو تم دو سو درہم وزن کرو اگر اسے چاہتے ہو۔ اور جب تک زندہ رہو میرا شکریہ ادا کرو ۔ میں نے اسے اتنی وقت نقد ادا کر دیا ، اچھے جائز سستے کے لئے ادا کر دیجائے اور میرے دل میں یہ بات نہیں آئی کہ ہر ستا گراں ہے ۔ اور جب میں نے سودا کر لیا اور جدا ہونا جائز ہو گیا ۔ تو غلام کی دونوں آنکھ اشکبار ہو گئی۔ بادلوں کے آنسو برسانے کے مانند نہیں ۔ اس نے پھر اپنے مالک کی طرف منہ کیا اور کہا ۔

اللہ تمہارا برا کرے کیا مجھ جیسا بیچا جاتا ہے تا کہ بھوکی آنتیں آسودہ ہوں۔

اور کیا انصاف کی شریعت میں یہ ہے کہ میں اسے کام کا ذمہ وار بنایا جاؤں جس کی طاقت نہ ہو اور میں خوف کے بعد خوف سے آزمایا جاؤں اور مجھ جیسا جب آزمایا جائے تو ڈرایا نہیں جاتا ۔ کیا تم نے مجھے آزمایا نہیں اور مجھ سے خواہشیاں حاصل کیں جس میں کسی فریب کی آمیزش نہیں ہوئی اور بہت دفعہ تم نے مجھے کسی شکار کا جال بنایا ۔ اور تم واپس ہوئے تو میری رسیوں میں درندے تھے اور دشواریوں کے سپرد کیا اور وہ میری فرمانبردار ہو گئیں حالانکہ ان کے ساتھ رکنا تھا اور کس لڑائی میں میں نہیں آزمایا گیا اور مال غنیمت میں جس کی سکت مجھ میں نہیں تھی اور زمانے نے میرا کوئی گناہ ظاہر نہیں کیا تو میرے روبرو پردے کھولے جا رہے ہیں اور الحمدللہ تم میرے کسی عیب پر واقف نہیں ہوئے جیسے چھپا یا یا ظاہر کیا جائے تو تمہارے نزدیک میرے بیان کو توڑنا کیسے جائز ہو گا جسے صنعت کار تراشے کو پھینک دیتا ہے اور تمہاری طبیعت نے کیسے مجھے ذلیل کرنے کی اجازت دی اور یہ کہ میں سامان کے مانند بیچا جاؤں اور تم نے میری عزت کی حفاظت کیوں نہیں کی جسے میں نے جدائی کے دن تیری بات کی حفاظت کی۔

اور تم نے جو میرا بھاؤ کرے یہ کیوں نہیں کہا کہ یہ سکاب ہے جو بیچا اور عاریت میں نہیں دیا جاتا میں اس عمدہ گھوڑے سے کم نہیں لیکن تمہاری طبیعت اس کے مالک کی طبیعت

سے بڑھ کر ہے مجھ پر واجب ہے کہ اپنے بچے جانے کے وقت یہ شعر پڑھوں۔ اضا عونی وای فتی اضا عوا (انھوں نے مجھے کھودیا اور کس نوجوان کو کھودیا) اس نے کہا۔ جب بوڑھے نے اس کے اشعار سنے اور اسکے ترنم کو سمجھا تو آہ بھری اور رونے لگا یہاں تک کہ دور کے لوگوں کو رلادیا ۔ پھر اس نے کہا میں اس غلام کو اپنے بیٹے کی جگہ رکھتا ہوں۔ اور اسے اپنے جگر پاروں سے الگ نہیں سمجھتا اور اگر میرے مکان کا خالی ہونا اور میرے دیپ کا بجھنا نہ ہوتا تو میرے کاشانے سے نہیں نکلتا یہاں تک کہ میری لاش کے پیچھے چلتا اور تم نے نازل شدہ جدائی کی تپش دیکھ لیا اور مومن نرم و آسان ہوتا ہے ۔ تو تمہارے لئے اپنے دل کی تسلی اور اپنے غم کے ازالے کے لئے یہی (صورت) ہے کہ تم مجھ سے اسکے بارے میں اقالہ پر معاہدہ کرو جب میں اقالہ کرنا چاہوں اور مجھ پر بوجھ نہ ہو جب میں خود بوجھ ہوں کیونکہ ثقات سے روایت کئے منتخب آثار میں ہے کہ جو شرمندہ سے اسکا سودا واپس کردے اللہ اسکی لغزش کو معاف کرتا ہے ۔

کہا حارث نے۔ تو میں اس سے ایسا وعدہ کیا جس کو حیاء نے ظاہر کیا اور دل میں بہت سی چیزیں ہوتی ہیں ۔ اسوقت اس نے غلام کو اپنے قریب کیا اور اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور شعر پڑھا اور آنسو اسکی دونوں پلکوں سے ٹپک رہے تھے ۔

تم پر جانیں فدا ہوں۔ جس غم اور خوف کی شدت سے مل رہے ہو اسے آسان بنالو اسلئے کہ جدائی کی مدت دراز نہیں ہوگی اور ملاقات کی رکابیں سست نہ ہوں گی۔

آفریدگار و قادر کی بہتر مدد کے ساتھ

پھر اس نے کہا کہ میں تمہیں اسکی امانت میں دیتا ہوں جو بہتر سرپرست ہے اور اپنا دامن سمیٹا اور پیٹھ پھیر دیا۔ اور غلام آہ اور بکاء میں رہا یہاں تک کہ وہ حد نگاہ طے کرتا رہا ۔ اور جب افاقہ ہوا اور اسکا برستا ہوا آنسو تھما تو اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں رویا اور کس چیز پر بھروسہ کیا ۔ میں نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ اپنے آقا کی جدائی پر، اسی نے تمہیں رولا دیا ہے۔ اس نے کہا کہ تم ایک وادی میں ہو اور میں دوسری

وادی میں ۔اور ارادہ کرنے والے اور ارادہ کئے ہوئے میں کتنی دوری ہے ۔پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔

واللہ میں کسی دوست کے دور ہونے پر نہیں رویا اور کسی نعمت و راحت کے کھونے پر لیکن میری پلکوں کا آنسو ایک بیوقوف پر بہا جب اس نے بلند نظر سے اسے دیکھا ،اس نے اسے بھنور میں ڈال دیا یہاں تک کہ تھک گیا اور رسوا ہو گیا اور اس نے سفید خالص درہم برباد کر دیئے

تم پر افسوس ہے کہ اسکی خوشکن بات نے تمہیں اشارہ نہیں دیا کہ میں آزاد ہوں اور میرا بیچنا جائز نہیں۔جب کہ یوسف میں اسکا معنی ظاہر تھا ۔

اس نے کہا میں نے اس کی بات کو مذاق کے آئینے اور کھلاڑی کے نمائش گاہ میں سمجھا اور وہ کڑا ہو گیا راست باز کے کڑے ہونے کے مانند اور غلامی کے خمیر سے اپنے کو بری کر دیا، اور ہم لڑ پڑے اور ہاتھا پائی کی نوبت آئی ۔ معاملہ عدالت تک پہنچا اور جب ہم نے قاضی کو صورت حال بتائی اور اس کے سامنے واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا سنو جس نے ڈرایا وہ معذور ہو گیا اور جس نے ہوشیار کیا اس کے مانند ہے جس نے بشارت دی ۔اور جس نے بصیرت سے کام لیا اس نے کوتاہی نہیں کی ۔اور تم دونوں نے جو بیان کیا اس میں یہ دلیل ہے کہ اس غلام نے تمہیں ہوشیار کیا تو تم باز نہیں آئے ۔اور تمہیں نصیحت کی تو تم نے دھیان نہیں دیا اس لئے اپنی بیوقوفی کی بیماری کو چھپاؤ اور اس پر پردہ ڈالو ۔اور خود کو ملامت کرو اسکو ملامت نہ کرو ۔اور اسے غلام بنانے کی ہوس میں اسے روکنے سے ڈرو۔ کیونکہ یہ ٹھیٹھ آزاد ہے قیمت کے لئے پیش کئے جانے کے قابل نہیں اور اسکے باپ نے کل اسے حاضر کیا اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے اور اقرار کیا کہ یہ اسکی اولاد ہے جسے اللہ نے پیدا کیا اور اسکی سوا کوئی اسکا وارث نہیں ہے ۔

تو میں نے قاضی سے کہا۔ کیا تم اس کے باپ کو جانتے ہو۔اللہ اسے رسوا کرے ۔ اس نے کہا ہاں، کیا تم ابوزید سے ناواقف ہو جس کا زخم ہدر ہے اور ہر قاضی کے پاس اسکی خبر اور خبر

رسائی ہے۔ اسوقت میں غصہ ہو گیا اور لاحول پڑھا اور ہوش میں آیا لیکن جب وقت نکل گیا اور میں نے یقین کر لیا اسکا نقاب اسکے کہر کا جال تھا اور اسکے قصیدے کا شعر۔ اور میری نظر کو جسکا میں نے سامنا کیا جھکا دیا اور میں نے حلف لیا کہ جب تک زندہ رہونگا کسی نقاب پوش سے معاملہ نہیں کروں گا ۔ اور میں اپنے سودے کے زیان اور اپنے ساتھیوں کے درمیان اپنی رسوائی پر برابر شرمندہ رہوں گا

اور قاضی نے مجھ سے کہا ۔ جب میرے غصے کو دیکھا اور میری جلن کی تپش ظاہر ہوئی۔ اے شخص! تمہارا جو مال برباد ہوا اس نے تمہیں نصیحت دیا اور جس نے تمہیں ہوشیار کیا ہو میں اسے ملزم نہیں بناؤں گا تم اپنی مصیبت سے نصیحت لو۔ اور تمہیں جو کچھ ہوا اسے اپنے ساتھیوں سے چھپاؤ اور جو حادثہ تمہارے ساتھ ہوا اسے یاد رکھو ۔ تاکہ نصیحت تمہارے درہموں کو بچائے اور اس کی عادت اپناؤ جو آزمائش میں پڑے تو صبر کرے اور اسکے لئے عبرتیں ظاہر ہوں تو عبرت حاصل کرے۔

حارث بن ہمام نے کہا۔ تو میں نے شرم و غم کا کپڑا پہن کر اسے رخصت کیا اور اپنے دامن کو نقصاں اور حماقت پر لٹکا کر اور فرقت میں ابو زید کو ڈھونڈنے اور ہمیشہ کے لئے ان سے جدا رہنے کا ارادہ کیا اور اسکے مکان سے دور رہنے لگا اور اسے دیکھنے سے پرہیز کرنے لگا ۔ یہاں تک کہ وہ مجھ سے ایک تنگ راہ میں مل گیا اور مجھ سے پیار بھرا سلام کیا تو میں نے اتنا ہی کیا کہ منہ بسور لیا اور اس سے بات نہیں کی اس نے کہا۔ تمہاری حالت کیا ہے تم نے اپنے دوست پر اپنی ناک چڑھا لیا ؟ میں نے کہا۔ کیا تم بھول گئے کہ تم نے مکر کیا اور دھوکا دیا ۔ اور جو کچھ کیا کیا۔ تو اس نے میرا مذاق اڑایا اور یہ شعر مکافات کے طور پر پڑھا ۔

اے شخص! جس سے وحشتناک امراض اور منہ بسورنا ظاہر ہوا

اور ملامت کے تیر سیدھا کرنے لگا جس سے تیریں کوتاہ ہیں

اور کہتے ہو کہ کیا آزاد بیچا جاتا ہے جیسے گھوڑا بیچا جاتا ہے

رکو۔ جس میں میں ہوں وہ نئی چیز نہیں جیسا کہ تم سوچتے ہو

مجھ سے پہلے اولاد یعقوب نے یوسف کو بیچا جو مجھ سے بڑے تھے

اسے یاد رکھو۔ اور میں اس کے مکان کی قسم کھاتا ہوں جس کے پاس ملزم لایا جاتا ہے

اور اسکا طواف کرنے والے کے پیشانیوں کے بال الجھے ہوئے اور ہونٹ سوکھے رہتے ہیں

۔ میں اس رسواکن کام کے لئے ایسی حاجت میں آمادہ نہیں ہوا کہ میرے پاس ایک درہم رہا

ہو تو اپنے بھائی کو معذور سمجھ اور اس شخص جیسی ملامت اس سے روک دے جسے وہ سمجھتا نہ

ہو۔

پھر اس نے کہا۔ میری معذرت ظاہر اور تمہارے دراہم برباد ہیں اور اگر تمہارا خوف مجھ

سے تمہارا اعراض اور احد درجہ خوف تمہارے بقیہ نفقہ پر ہے تو میں اس میں نہیں جو دوبارہ

ڈستا ہو۔ اور دوانگاروں کو روندتا ہو۔ اور اگر تم نے اپنا پہلو تہی کر لیا اور اپنی کنجوسی کے

فرمانبردار ہو گئے تاکہ جو میری رسیوں میں میں لگ گیا اسے نکالو۔ تو رونے والیاں تمہاری

عقل پر روئیں گی۔

حارث بن ہمام نے کہا تو نے اپنے پر فریب لفظ اور زبردست جادو سے مجھے مجبور کر دیا ۔ اور

میں دوبارہ اس کا دوست اور اس پر مہربان ہو گیا اور اس کے کام کو پس پشت ڈال دیا اگرچہ کہ

وہ بڑی چیز تھا۔

حل لغات

الحریری ابو محمد قاسم بن علی بصری ۴۴۶' ۵۱۶ھ بصرہ میں پیدا ہوا۔ اور ادب کے فنون

میں کمال حاصل کیا۔ ایک زبردست عالم اور بڑا ذہین تھا اور انشاء پردازی کے نئے اسلوب کا

موجد۔ اس کے انشاء میں تکلف اور صنعت کی بھرمار ہے اور قافیہ آوائی اسکا بڑا فن ہے اور

بڑے ادبی سرمائے کا مالک ہے اسکے اسلوب میں مفردات عربیہ اور نوادر لغویہ کا استعمال

بکثرت ہے اور مثال عربیہ کو بخوبی اور کثرت سے اپنایا ہے ۔ **البعید** بیابان واحد بیداء

مجالب کھینچنے اور لانے کے اسباب، مرام مقصد، التاطت چپک گیا، پیوست ہو گیا،

البید مہلک تباہ کن، عوز کبھی ٹیڑھاپن۔ سج ماضی برسایا النخاسین غلام فروش، الصفر والبیض ج اصفر وابیض سونااور چاندی۔ لثام پردہ نقاب ج لثم۔ نطف واحد حاضر فعل ماضی متعلق کرنا ۔بث مصدر پھیلانا، راز فاش کرنا۔ الصمیم پائیدار اخبد اٹھایا اخبد بلند زمین۔ ۔ترئی باب تفعیل سے ماضی مجہول دور کردیا گیا ۔استبیٰ قید کرنا باب استفعال سے۔ شدِھت واحد متکلم فعل مجہول۔ میں حیرت زدہ ہوگیا ۔الطلع مقدر حملت، بہایا۔ الغمام بارش، بادل، کربۃ۔ لڑائی دا بہ چھلکا چھین الطرف عمدہ گھوڑا فلاذ ٹکڑے، پارے واحد فلذۃ العش پرندے کا آشیانہ ج عشش، مکان۔ المنقاۃ باب افتعال سے اسم مفعول۔۔ خفض پست ہوگیا، رک گیا زفیر آہ بھرنا، عویل رونا چیخنا سجع بہاروں ہوا الملح دلکش بات الرق غلامی ارعویٰ پلٹا واپس ہوا باز رہا۔ الادیم جلد کھال حرالادیم خالص آزاد ج ادم افول غروب ہونا ،ڈوبنا جبار معاف جس کا دنڈنہ ہو۔ امتعاضٌ غصہ مصارمۃ کاٹنا الگ کرنا۔ ذریٰ منزل، مکان الالفَ انسیت

یریش کمان پر تیر رکھتا ہے الادھم گھوڑا۔ الاسباط۔ یعقوب علیہ السلام کی اولاد المتہم ملزم۔ شعث پراگندہ بال واحد اشعث ازوراہ کترانا۔ پہلو تہی کرنا۔ خفیا شفیق ہمدرد۔ فریاد بڑی بات، بڑاالزام۔

غصہ اور تنبیہ (قاضی فاضل)

قاضی فاضل یہ خبر ہوئی کہ اسکے بھائی عبدالکریم نے امیر علم الدین بن نحاس کو تکلیف اور اذیت پہنچائی ہے۔ اور اس نے تنبیہ کے لئے اسے خط لکھا، اس خط کے بھائی کے طرف روانہ کرنے کا سبب (اللہ اسکو درست رکھے) اسے اس حالت کو بتانا ہے جو میرے نزدیک درست ہے جسے اس نے چھپایا ہے اور اللہ اسکا ظاہر کرنے والا ہے امیر علم الدین کے بارے میں ۔ خدا تم نے جو چوٹ پہنچائی اسکی دوا نہیں کی اور جو کیا اسے درست نہیں کیا اور جو شب کیا اسے مٹایا نہیں۔ اور اس برائی کے خلاف جو لکھی اور روبرو کی از سرنو کام نہیں کیا اور اس چیز کے سلسلے میں جو اس سے بائیکاٹ اور لڑائی کیا عذر جمیل نہیں کیا تو میری

بات بے غیر لکھے ہو گی اور میں اس سبب کو زائل کرونگا جس سے تم نے ساتھیوں کو نقصان پہونچانے پر قادر ہو گئے اور میں کس قدر جانتا ہوں کہ طبیعتیں نہیں بدلتیں اور یہ کہ اس خط کے بعد تم مجھے ایسی چیز کا ضرور تمند نہ بناؤ جسے ٹالا نہیں جا سکتا۔

الحاصل اپنے قتل کا بدل ادا کرو۔ میرے لئے اپنی حلف اور میری طرف اپنے کو بری کرنے کے ذریعہ نہیں نیزے میں خون عجیب شاہد ہے۔

اس کے لئے ہلاکت ہو زمانے سے جن کا مال غنیمت دلوں کو دشمنی پر باندھنا اور زبانوں کو برائی کے ساتھ آزاد کر دینا ہے ۔اگر میں ہر اس چیز میں جس کے تم لوگوں کی طرف سے اہل ہو تمہار اشریک نہ ہوتا تو تمہاری رسی تمہارے شانوں پر رکھ دیتا اور تمہیں اور جو تم نے اپنے لئے پسند کیا ہے چھوڑ دیتا ۔اور لیکن اسکے ساتھ کیا ہو جو تیر مارتا ہو اور تیر انداز نہ ہو۔

لیکن لوگوں کا تمہاری برائی سے ناخوش رہنا میری بہت سی اچھائی کے بدلے میں ہے تو جب تم میری ہی جیب سے لقمہ کرتے ہو تو اپنے اوپر ڈرو اگر کل کو دیکھتے ہو ۔اور اپنے مکان پر۔ اگر دیکھتے ہو تو گذشتہ کل دیکھو اور میرے نزدیک اپنے رتبے کو تم آج ہی دیکھتے ہو۔ اور مجھے ایک ایسے شخص کی زبان سے جواب دو جو تمہار اشکر گذار ہے اس لئے کہ واللہ جس چیز نے تمہاری مذمت کیا ہے میں نے اسکی طرف اسکی وجہ سے تمہاری مذمت کیا ہے۔

اور میں نہیں سمجھتا کہ تم یاد کرو گے کہ میں نے تمہیں ایک خط لکھا ہے اور میں اسے اولیت نہ دیتا۔ اور اگر غصے کا داعیہ نہ ہوتا تو تمہیں لکھتا۔ اور اگر مجھے علم ہوتا کہ بہت کچھ جو تم میں اس شخص کے متعلق بتایا گیا ہے کم ہے تو اسے نظر انداز کرتا جیسے اس کے سوا کو نظر انداز کر دیا ۔اور تم جس چیز سے نادان بن رہے ہو زمانہ تمہیں اس سے آشنا کر دیگا۔ اور اللہ تمہاری پیشانی پکڑ کر اپنی طرف لائے اور تمہارے حیلے کی تلوار کو تمہارے قتل سے نیام میں کر دے ،

والسلام۔

حل لغات

ابو علی عبدالرحیم بیسانی العسقلانی (۵۲۹۔۵۹۶ھ) نے مصر میں دوا دین لکھنے کی تربیت حاصل کی اور سکندریہ کے قاضی کے دیوان میں داخل ہوا اور اپنی مہارت کیوجہ سے ممتاز رہا اور قاہرہ میں ظافر کے دیوان میں کام کرتا رہا اور سلطنت ایوبی میں صلاح الدین کا رازدار اور مشیر کار رہا پھر اسکے بیٹے اور بھائی کے دور میں بھی اپنے اسی منصب پر فائز رہا۔ اسکے نشاء میں تکلفات اور قافیہ آرائی کازور رہا اغراق وجناس اور توریہ میں اس نے اضافہ کیا اسکی کتابت کے زور و تاثیر کو ادباء عصر نے تسلیم کیا۔ لیکن ابن خلدون کے بعد اسنے اپنا رتبہ کھو دیا اور عربی ادب میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

یونبہ !ڈانٹتا ہے۔ پھٹکارتا ہے باب تفعیل سے۔ الاستدلاك، فات کی تلافی کرنا۔ باب استفعال سے شافہت روبرو بات کرنا الشفه بمعنیٰ ہونٹ سے ماخوذ ہے۔ المذام مذمة الغارب شانہ، کندھا۔

وصف مجالس ابن الجوزی

ابن جوزی کی مجلسوں کا بیان (ابن جبیر اندلسی)

پھر اس کے بعد ہفتہ کے دن سویرے ہم نے شیخ فقیہ امام یکتا جمال الدین ابو الفضائل ابن علی جوزی کی مجلس کا جوان کے مکان کے سامنے ساحل پر مشرقی سمت میں ہے مشاہدہ کیا۔ اور اسکے اخیر میں محلوں سے نکا ہو بصلیہ کے دروازے کے پاس پوربی اخیر دروازہ ہے وہ ہر ہفتہ کے دن وہاں بیٹھتے ہیں تو ہم نے ایک ایسے شخص کی مجلس کو دیکھا جو عمرو کی مجلس ہے اور نہ زید کی۔ اور ہر شکار نیل گائے کے شکم میں ہے۔ زمانے کے نشان، ایمان کی آنکھ کی ٹھنڈک حنابلہ کے سردار اور علوم میں بلند رتبوں کے ساتھ ممتاز جماعت کے امام، اور اس فن کے تیزرو

گھوڑوں کے شہ سوار۔ اور ملاغت و مہارت میں شریفانہ سبقت کے ساتھ نامور نثر و نظم میں کلام کی لگاموں کے مالک۔ اور عمدہ موتیوں پر اپنی فکر کے سمندر میں غوطہ زن۔ اور رہی ان کی نظم تو طبیعتوں کو پسندیدہ اور معیاری ساحت کی تھی۔ اور ان کی نثر بیان کے جادو سے پھٹ رہی تھی قس اور سحبان کی مثال کو بیکار کر رہی تھی اور ان کی سب سے بڑی نشانی اور سب سے بڑا اعجاز یہ تھا کہ وہ منبر پر چڑھتے اور قرائت قرآن کا آغاز کرتے تھے اور دنیا کی تعداد بیس سے زیادہ قراء کی ہوتی تھی۔ اور ان میں سے دو یا تین نکلتے تھے۔ اور قرآن کی ایک آیت ایک طربیہ انداز اور شوق خیزی کے ساتھ پڑھتے تھے اور جب تین پڑھ لیتے تو انھیں کی تعداد میں دوسری جماعت دوسری آیت پڑھتی تھی اور وہ برابر باری باری مختلف سورتوں کی آیتیں لیتے تھے یہاں تک کہ ایک قرآت پوری کرتے تھے اور وہ ایسی مشتبہ آیتیں لاتے تھے جسے روشن ضمیر شمار نہیں کر سکتا تھا اور نہ ترتیب وار انکا نام لے سکتا تھا اور وہ جب فراغت حاصل کر لیتے تو یہ اچھوتی شان کا امام اپنا خطبہ فی الفور جلدی سے دینے لگتا اور اسکے الفاظ کانوں کے سیپ میں موتیاں انڈیلنے لگتے اور آغاز میں پڑھی آیتوں کو اپنے خطبہ کے دوران پرونے لگتے اور اسے پڑھتے اور قرآت کی ترتیب پر لاتے نہ پہلے نہ بعد میں پھر خطبہ اس کی اخر آیت کے قافیہ پر پورا کرتے۔ اگر ان کی مجلس کا ایک مثالی مخمس ایک آیت جو قراء نے پڑھی اس کا نام بتانے کا تکلف کرتا تو لاچار ہو جاتا تو وہ مخمس کیسا ہو گا جو انھیں برجستہ ترتیب دیتا اور ان پر بہترین خطبہ دیتا ہو تو کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟ بیشک یہ کھلا ہوا فضل ہے، تو سمندر کے بارے میں بات کرو کوئی بات نہیں۔ اور اسکے بارے میں خبر آزمائش کے برابر نہیں، پھر اپنے خطبہ سے فراغت کے بعد وعظ وذکر کے رقت آمیز آیات پیش کرتے جس کے شوق میں دل پرواز کر جاتے اور جانیں سوز سے پگھل جاتیں یہاں تک کہ چیخیں بند ہو جاتیں اور ہچکیوں کے ساتھ آوازیں دہرائی جاتیں اور تائب چلا کر توبہ کرتے،

اور ان پر ایسے گرتے جسے پروانے روشنی پر گرتے ہیں۔ اور اپنی پیشانی ان کے ہاتھ میں

ڈال دیتا تو اسے کترتے اور اسکے لئے دعاء کرتے ہوئے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے اور ان میں کچھ ان کے اوپر بے ہوش ہو جاتے تو ہاتھوں میں اٹھا کر ان کے پاس لائے جاتے تو ایسا ہول دیکھا جو انابت وندامت سے نفوس کو بھر رہا تھا اور اسے قیامت کے ہول کی یاد دہانی کر رہا تھا۔ تو ہم اگر سمندر کے وسط میں اور چٹیل بیابانوں میں سوار نہ ہوتے صرف اس جیسے شخص کی مجلس کے لئے بے نشان سفر کرتے تو سودا فائدہ بخش ہوتا اور مقصد میں کامیاب ہوتے۔ اور اس بات پر اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ایسے شخص سے ملنے کا ممنون بنایا جس کے فضل کے شاہد جمادات ہیں اور جس کی مثال سے وجود تنگ ہے۔

اور ان کی اس مجلس میں لوگ تیزی سے مسائل پیش کرتے اور ان کی طرف رقعے پرواز کرتے اور وہ پلک جھپکنے سے زیادہ عجلت سے اسکا جواب دیتے اور اکثر ان کی مجلس ان کے مسائل کے نتیجوں سے خوشگوار ہوتی۔ اور فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے دیتا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔

پھر ہم گیارہ صفر یوم پنجشنبہ کو سویرے باب بدر میں خلیفہ کے محلوں اور اسکے مناظر کے صحن میں جس سے ان کو دیکھا جا سکے حاضر ہوئے اور یہ مذکورہ مقام خلیفہ کے حرم میں تھا اور انھیں خصوصیت سے وہاں پہنچنے اور اس میں بات کرنے کا موقعہ اس لئے دیا گیا تاکہ ان منظروں کو خلیفہ اور ان کی والدہ اور حرم کے حاضرین سن سکیں اور چٹائیاں لگادی گئیں۔ اور اس جگہ ان کی نشست ہر جمعرات کو ہوتی ہے عمدا اس مذکور مجلس کو دیکھنے کے لئے ہم سویرے سے پہنچے اور بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ سخن نواز عالم پہنچے۔ پھر منبر پر چڑھے اور اپنی چادر جگہ کے احترام کے لئے خاکساری کے طور پر اپنے سر سے لٹکادی۔ اور قراء ان کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر صف میں بیٹھ گئے اور انھوں نے ترتیب وار قرائت کی اور جس نے جتنا چاہا شوق وطرب پیدا کیا۔ اور آنکھیں آنسو برسانے لگیں جب سب قرآت سے فراغت حاصل کر لئے اور ہم نے مختلف سورتوں کی نوآیات شمار کیں تو اپنے پرزور روشن خطبے کا آغاز کیا اور آیتوں کے اوائل کو ان کے دوران ترتیب وار پیش کیا اور خطبہ ترتیب میں

اخیر آیت کے فقرے تک پہنچا یہاں تک کہ اسے پورا کر دیا۔ اور وہ آیت یہ تھی اللہ الّذی جَعَلَ لکم العیل لتسکنوا فیہ و النہا ر میصرا ان اللہ لذو مصل علی الناس تو اس سیعن پر مد کیا اور اسے بحد خوبصورت بنا دیا اور ان کا یہ دن اس دن سے گذشتہ دن سے زیادہ تعجب خیز تھا پھر خلیفہ کی تعریف اور اس کے اور اسکی والدہ کے لئے دعاء کرنے لگے۔ مشریفانہ پردے اور شفیقانہ پیرائے سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ پھر وعظ میں اپنی روش پر چل پڑے اور یہ سب برجستہ ہوا تامل کر کے نہیں اور ان کا کلام اس سلسلے میں ترتیب وار آیتوں پر قرآت کی ہوئی آیتوں سے بار بار پیوست ہوتا رہا۔ تو انکھوں نے اپنی بارش برسا دی اور نفوس نے اپنے شوق کے چھپے راز ظاہر کر دیئے اور لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے اور توبہ کا اعلان کرتے ان پر پھینکے جانے لگے اور عقل وذہن پرواز کر گئے اور شوق اور بخودی بڑھنے لگی۔ اور نفوس میں کچھ حاصل کرنے کے ملک ہونے اور کسی معقول کی تمیز کرنے اور صبر کا راستہ پانے سے رہ گئے۔

پھر اپنی مجلس کے دوران نشیب کے شوق افزاء اور رقت خیزی کے انوکھے اشعار پڑھنے لگے جو دلوں کو وجد سے بھڑکا دیں اور اسکے نسبی زہد کے مقام کو لوٹا دے اور سب سے اخیر میں جو شعر پڑھا حالانکہ مجلس نے اپنے احترام کے ماخذ کو پکڑ لیا اور تیر مار ڈالنے کی جگہ لگ گیا یہ شعر ہے۔

کہاں ہے میرا دل جسے شوق نے پگھلا دیا۔ اور میرا دل کہاں اور اسکے بعد وہ ہوش میں نہیں آیا۔

اے سعد! ان کے ذکر سے میری قضا بڑھا دو واللہ اے مجھ سے کہو کہ تم فدا ہو گئے۔

اور برابر اسے دہراتے رہے اور تاثر ان میں اثر انداز ہو گیا اور آنسو قریب ہو گئے کہ ان کے منہ سے بات نکلنے کو روک دیں یہاں تک کہ خاموش ہو جانے سے ڈرے۔ اور فوراً اٹھ پڑے اور منبر سے جلد بازی میں مدہوش ہو کر اتر پڑے۔ حالانکہ دلوں کو خوف سے اڑا دیا اور لوگوں کو انگار سے زیادہ گرم پر چھوڑ دیا۔ وروہ خونیں آنسوؤں سے انکا ساتھ دے رہے تھے تو بہت سے زوردار ہچکیاں لے رہے تھے اور بہت سے خاک میں لوٹ رہے تھے

تو ہائے منظر اسکا دیکھنا کتنا ہولناک تھا اور کیا ہی خوش نصیب تھا جس نے اسے دیکھا۔ اللہ ہمیں اپنی برکت سے فائدہ پہنچائے اور ہمیں ان میں کردے جو اسکی رحمت کے حصے سے اسکے فضل وکرم سے سرفراز ہوگئے۔

اور اپنی مجلس کے آغاز میں ایک چیدہ روشن اور عراقی النفس قصیدہ خلیفہ کی شان میں پڑھا جس کا اول یہ ہے

فی شغل من الغرام شاغل هاجه البرق بسفح عاقل اور خلیفہ کے ذکر کے وقت اس میں کہہ رہے تھے۔

یا کلمات الله کونی عوذة من العیون للامام الکامل اے اللہ کے کلمات نگاہبد سے امام کے لئے تعویذ بن جاؤ۔

وہ شعر پڑھنا پورا کئے اس حالت میں کہ مجلس طرب سے جھوم اٹھی۔ پھر اپنی شان کو لیا اور اسکے بیان کے جادو کو لانے میں بڑھتے چلے گئے اور ہم نہیں سوچتے تھے کہ دنیا کا کوئی سخنور دلوں کو قابو میں کرنے اور ان سے کھیلنے کا وہ ملکہ دیا گیا ہے جو اس شخص کو دیا گیا ہے۔ تو اللہ پاک ہے۔ وہ کلام کی خصیت اپنے جس بندے کو چاہے دیتا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور ان کے بعد ہم نے ان کے سوا بغداد کے واعظین کی مجلسوں کو دیکھا جس کی شان ان عرب سخن وروں کی بہ نسبت جسے ہم نے دیکھا عجیب سمجھی جاتی تھی۔ اور ہم مکہ ومدینہ کے (سرفہما اللہ) ان کی مجالس کو دیکھا تھا جس کا ذکر ہم نے اس ضمن میں کیا ہے تو وہ اس یکتا شخص کی مجلس کی بہ نسبت ہمارے نفوس میں قدر کے لحاظ سے حقیر رہیں اور ہم نے اسکا ذکر پسندیدہ نہیں سمجھا۔ اور اس سے جس کا میں ارادہ کر رہا ہوں دونوں کہاں ہیں دونوں یزید میں بہت دوری ہے۔ اور افسوس نوجوان بہت ہیں اور مالک بن نویرہ کے مثل کچھ ہی ہیں۔

اور اسکے بعد ہم ایک مجلس میں اترے جس کا سننا خوش کن ہوتا ہے اور جس سے باخبر ہونا خوشگوار ہوتا ہے۔ اور ہم ان کی ایک تیسری مجلس میں ہفتہ کے دن تیرہ صفر کو مذکور جگہ میں مذکور کے سامنے پوربی ساحل پر حاضر ہوئے تو ان کے بیانی معجزات اپنی جگہ بنانے لگے تو

ہم نے ان کا عجیب معاملہ دیکھا ان کے وعظ سے حاضرین کے نفوس میں بادل بن کر چڑ گئے اور ان کے آنسو موسلادھار بارش برسانے لگے وہ پھر اپنی مجلس کے اخیر میں نسیب کے اشعار زاہدانہ شوق و طرب سے پڑھنے لگے یہاں تک کہ ان پر رقت کا غلبہ ہو گیا اور اپنے منبر کے اوپر سے والہانہ آزردہ ہو کر کود پڑے۔ اور ہر ایک کو اپنے اوپر شرمندہ اور افسوس سے روتے ہوئے چھوڑ دیا۔ وہ پکار رہے تھے ہائے افسوس ہائے ہلاکت ! اور اہل مجلس اپنی رونے کی آواز کے ساتھ چکی کے مانند پھر رہے تھے۔ اور ان میں سے اپنے نشہ کی وجہ سے ہوش سے دور ہو گیا۔

حل لغات

ابن جبیر اندلسی کا نام محمد بن احمد بن جبیر ہے ۵۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد سے اور ابو عبداللہ اصیلی اور ابوالحسن بن ابوالعیش سے سنا اور ابوالحسن ہی سے قرائت کا علم حاصل کیا اور ادب میں کمال حاصل کیا شعر و کتابت کے فن میں نام پیدا کیا۔ ابو عبداللہ محمد بن عیسیٰ تمیمی سبتی سے قاضی عیاض سے کتاب الشفاء بیان کیا بغداد اور شام اور مصر میں بہت سے لوگوں نے ان سے روایا لیں جن میں حافظ ابو محمد منذری اور حافظ ابوالحسن یحیٰ بن علی قرشی شامل ہیں ان کا سفرنامہ مشہور ہے ۶۱۴ھ میں انتقال ہوا۔

کل صید فی جوف الفرا، یہ ایک ضرب المثل ہے یعنے جس نے گھوڑا پر اس کا شکار کر لیا اسے کسی اور شکار کی ضرورت نہیں الحلبۃ دوڑ کے لئے گھوڑوں کی جماعت مہاری ابوالحسن مہیار سے منسوب ہے جو ایک بڑا شاعر گذرا ہے۔ تیج درمیان اعتساف ان جانے راستے پر سفر کرنا طیلسان سبز چادر جو علماء اور زاہدوں کا لباس ہوتی تھی۔ الولہ حیران ہونا۔ النسیب قصیدے کے آغاز کا شعر جن میں شاعر زمانے کا شکوہ وغیرہ بیان کرتا ہے۔ مقتل کنپٹی اور وہ عضو جس پر تیر لگنے سے عموماً موت ہو جاتی ہے الانتحاب بلند آواز سے رونا یزیدین سے دو ریزید، یزید بن سلیم اور اغر بن حارث کی طرف اشارہ ہے وا بلا سکبا، برابر موسلادھار بارش ۔

محبت و جنت کا مہر

(علامہ ابن القیم الجوزیؒ)

پھر اس کے بعد ان سے لڑنا فرض کر دیا جو لڑتے ہوں ان سے نہیں جو لڑتے نہ ہوں اور فرمایا۔ وقاتلوھم فی سبیل الذین یقا تلونکم۔ اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہوں۔ پھر ان پر تمام مشرکین سے لڑنا فرض کر دیا حالانکہ ناجائز تھا۔ پھر اسے جائز کر دیا پھر اسکا حکم اسکے لئے دیا گیا جو لڑائی کے ابتداء کرتا ہو۔ پھر تمام مشرکوں کیلئے اس کا حکم دیا گیا۔ یا تو ایک قول پر وہ فرض عین ہے یا مشہور قول پر فرض کفایہ ہے اور تحقیق یہ ہے کہ جس میں جہاد فرض عین ہے یا تو دل سے یا زبان سے یا مال سے یا ہاتھ سے لہذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ان میں سے کسی صورت پر جہاد کرے، رہا جان کے ساتھ جہاد تو یہ فرض کفایہ ہے اور رہا مال سے جہاد تو اس کے وجوب میں دو قول ہیں۔ اور درست یہ ہے کہ واجب ہے کیونکہ قرآن میں اسکے ساتھ اور نفس کے ساتھ جہاد برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الفروا خفا فا و لقا لا وجا ھد و اما موالکم و الفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیرلکم ان کنتم تعلمون ہلکے اور وزن دار بن کر نکلو اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ تو جہنم سے نجات اور گناہوں سے مغفرت اور جنت میں داخل ہونے کو اسکے ساتھ وابستہ کر دیا اور فرمایا۔ اے مومنو! میں تمہیں ایسا کاربار نہ بتادوں جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارا دے۔ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان رکھو اور اللہ کی راہ میں دولت و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ وہ تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل کریگا جس کے نیچے نہریں رواں رہتی ہیں اور ہمیشہ کے باغات میں عمدہ رہائش گاہیں ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور خبر دیا کہ اگر انھوں نے یہ کام کیا تو وہ جو چاہتے ہیں یعنے مدد اور جلد کامیابی دیگا۔ اس نے فرمایا واخری تحبونہا نصرمن اللہ و فتح قریب اور تمہارے لئے دوسری چیز جو تم پسند کرتے ہو

اور وہ اللہ کی مدد اور نزدیک کی کامیابی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے خبر دیا کہ اس نے مومنوں سے جنت کے بدلے ان کے جانوں اور مالوں کو خرید لیا ہے۔ اور اس سودے اور وعدے کو اپنی آسمان سے نازل کردہ افضل کتابوں میں لکھا ہے جو تورات وانجیل اور قرآن ہے۔ پھر انھیں یہ بتا کر اس پر زور دیا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی اپنے وعدے کا وفادار نہیں۔ پھر اس پر ایسے زور دیا کہ انھیں حکم دیا کہ اپنے اس سودے پر خوش ہو جائیں جس پر اس سے سودا کئے ہیں۔ پھر انھیں بتایا کہ یہی بڑی کامیابی ہے تو عاقد کو چاہئے کہ اپنے رب کے ساتھ جو سودا کیا ہے اس پر غور کرے کہ یہ کتنا اہم اور بڑا ہے۔ کیونکہ اللہ ہی خریدار ہے اور قیمت نعمتوں کے باغات اور اسکی رضاء سے کامیابی اور وہاں اسکے دیدار سے لطف اندوزی۔ اور جس کے ہاتھوں یہ سودا ہوا ہے وہ اسکے رسول میں اشرف اور اسکے سامنے فرشتوں اور انسانوں میں سب سے معزز کے ہاتھ پر ہوا ہے اور یہ سامان جس کی یہ شان ہے ایک بڑے کام اور اہم موقعہ کے لئے تیار کیا گیا ہے تمھیں ایک کام کے لئے تیار کئے ہیں کاش تم اسے سمجھتے۔ محبت وجنت کی مہر جان ومال کو اسکے مالک کے لئے صرف کرنا ہے جس نے اسے مومنوں سے خرید لیا ہے تو کم ہمت مفلس جو اعراض کر رہا ہے اسے کیا ہوا ہے اور اس سودے کے بھاؤ کو واللہ وہ اتنا کمزور نہیں کہ مفلس اسکا بھاؤ کریں اور مندا ہے کہ تنگدست اسے ادھار خرید لیں۔ اسے اس شخص کے بازار میں پیش کرنے کے لئے تیار کیا گیا جو بھاؤ بڑھاتا ہے اور اسکا مالک اسکے لئے جانوں کے صرف کرنے سے کم قیمت پر راضی نہیں اس لئے بیکار لوگ پیچھے ہٹ گئے اور چاہنے والے کھڑے انتظار کرنے لگے کہ کس کی جان قیمت ہو سکتی ہے۔ تو سامان ان کے درمیان پھرا اور مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت لوگوں کے ہاتھ میں پڑ گیا اور جب محبت کے بہت سے دعویدار ہو گئے تو ان سے دعوے کی صحت پر ثبوت طلب کیا گیا اسلئے کہ اگر لوگوں کے دعویٰ پر دیا جائے تو بے غم غمزدہ کی سوزش کا دعویٰ کر بیٹھے گا تو بہت سے دعویدار سامنے آئے اور کہا گیا کہ یہ دعویٰ ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله کی دلیل ہی سے ثابت ہوتا ہے یعنے اگر تم اللہ

سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کریگا۔ تو سب لوگ پیچھے ہٹ گئے اور رسول کے افعال و اقوال اور سیرت و عادات میں پیرو ثابت رہ گئے پھر ان سے ثبوت کی عدالت کو طلب کیا گیا اور کہا گیا کہ عدالت یجاهدون فی سبیل الله لا یخافون لومة لا ئم یعنے اللہ کی راہ میں جہاد کرینگے اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈرینگے کے تزکیے کے بغیر قبول نہیں ہوگی تو اکثر محبت کے دعویدار پیچھے ہٹ گئے اور مجاہدین ثابت رہ گئے۔ پھر ان سے کہا گیا کہ محبت کرنے والوں کی جانیں اور مال ان کے نہیں ہیں تو انھوں نے جس پر سودا ہوا تسلیم کر لیا کیونکہ اللہ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کو اللہ سے محبت کے بدلے خرید لیا۔ اور سودے کا پکا ہونا دونوں طرف سے ماننے کو ثابت کرتا ہے اور جب تاجروں نے خریداری کی عظمت اور قیمت کی مقدار اور اسکی شان جلالت کو دیکھا جس کے ہاتھوں پر سودا ہوا اور اس کتاب کو دیکھا جس میں یہ سودا کیا گیا تو سمجھ گئے کہ اس سودے کی جو قدر اور شان ہے وہ دوسرے سودوں کی نہیں تو انھوں نے اسے کھلا گھاٹا اور زبردست نقصان سمجھا کہ اسے چند کھوٹے سکوں پر فروخت کر دیں جس کی لذتیں اور شہوتیں برباد ہو جائیں اور گناہ اور حسرت برقرار رہ جائے کیونکہ جو شخص ایسا کرے وہ نادانوں میں شمار ہے اور انھوں نے خریدار کے ساتھ ثبوت خیار کے بغیر خیار رضاء بیعت رضوان کر لیا اور کہا۔ واللہ ہم سودا توڑینگے نہیں اور نہ توڑنے کی درخواست کرینگے اور جب سودا پورا ہو گیا اور انھوں نے سامان حوالے کر دیا تو ان سے کہا گیا کہ تمہاری جان اور مال ہمارا ہو گیا۔ اور اب ہم نے تم کو تمہارے مال سے زیادہ اور اسکے ساتھ دگنا واپس کر دیا۔ جو اللہ کے راہ میں مارے گئے انھیں میت نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جا رہے ہیں۔

ہم نے تمہاری جانوں اور مالوں کے بدلے کوئی فائدہ نہیں چاہا ہے بلکہ تاکہ عیب دار کو قبول کرنے اور اس پر اہم ترین قیمت ادا کرنے میں ہماری سخاوت اور کرم کا اثر ظاہر ہو پھر ہم نے تمہیں قیمت اور سامان دونوں دیدیا۔ یہاں جابر رضی اللہ عنہ کے قصے پر غور کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اونٹ خریدا اور پھر انھیں پوری قیمت ادا کی اور اس پر زیادہ کر کے دیا اور انھیں اونٹ بھی واپس کر دیا۔ اور ان کے والد شہید کر دئے گئے تھے اور وہ معرکہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو آپ نے اپنے اس کردار سے اللہ کے ساتھ ان کے والد کی حالت یاد دلائی اور انھیں بتایا کہ اللہ نے انھیں زندہ کیا اور ان سے روبرو بات کی اور فرمایا۔ اے میرے بندے مجھ سے تمنا کر۔ تو پاک ہے جس کی جود وسخا کی عظمت مخلوقات کے احاطہ علم سے باہر ہے پھر اس نے سامان بھی دیا اور قیمت بھی دی اور سودا پورا کرنے کی توفیق دی اور باوجود عیب کے سامان کو قبول کیا اور اسکے بدلے بھاری قیمت ادا کی ۔اور بندے سے اسکے مال سمیت اسکی جان کو خرید لیا اور قیمت اور سامان دونوں اسے واپس کر دیا ۔اور اس سودے کی وجہ سے اس کی تعریف وستائش کی اور اسکی توفیق اسے اللہ ہی نے دی اور اس چیز کو اس سے چاہا۔

تو اگر باہمت ہو تو آؤ اسلئے کہ شوق کے حدی خواں نے تمہیں ہانک دیا ہے اور منزلیں طے کرو اور ان کی عظمت اور رضاء کے منادی سے کہو جب تمہیں بلائے کہ پورے ہزار بار لبیک اور ان کے سامنے کے کھنڈرات نہ دیکھو اس لئے کہ کھنڈرات دیکھو گے تو ہولناک بن جائیں گے اور سفر کے لئے بیٹھے ہوئے ساتھی کا انتظار نہ کرو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ شوق تمہیں للکارنے کو کافی ہے اور ان سے ان کی طرف سامان سفر لو اور ہدایت اور محبت کے راستے پر چل پڑو تم منزل کو پہنچو گے اور ان کے یاد میں اپنی اداسی کو زندہ کرو جب تمہاری رکاب کے نزدیک ہو اس لئے یاداشت تمہیں پھر سے کام پر کارکن بنادے گی اور اگر تھکان سے ڈرو تو اس سے کہو کہ تمہارے سامنے وصال کا گھاٹ ہے گھاٹوں کو ڈھونڈو اور ان سے روشنی کا ٹکڑا لو اور اسکی مدد سے سفر کرو اس لئے کہ ان کی روشنی تمہاری رہنمائی کے لئے شمعیں ہیں اور وادی اراک پر آؤ، اس سے کہو ممکن ہے تم انھیں وہاں دیکھ لو اگر تم مانتے ہو ورنہ وادی نعمان میں میرے پاس حسینوں کا ایک آشنا ہے تو ان سے طلب کرو اگر تم سائل ہو ورنہ مزدلفہ میں اس کی رات میں اور اگر فوت ہو جائے تو پھر کب ؟ اسکا برا ہو جو غافل رہ

جائے اور ہمیشہ کے باغات پر آؤ کیونکہ وہ تمہارے اترنے کی بہترین منزلیں ہے اور لیکن تمہیں دشمنوں نے قید کرلیا اس لئے تم کھنڈرات پر رک کر منزلوں کو رورہے ہو اور یوم مزید کو ہمیشہ کی جنت میں آؤاور نفس کو سخاوت کردو اگر سخاوت کرسکتے ہو اور پرانے کھنڈرات کو چھوڑ دو کیونکہ وہ آرام کی جگہ نہیں اسے پار کر جاؤوہ منزل نہیں نشانات مٹ گئے جس میں لوگ باری باری آتے رہے تواس میں کتنے قتل کئے ہوئے اوراس مخلوق کے کتنے قاتل ہیں اوران سے دائیں راہ لو اس راستے پر محبوب کے وفدرات میں گئے ہیں اور کہو کہ اے نفس تھوڑی دیر صبر سے مدد کراس لئے کہ ملنے کے وقت تھکان دور ہوجائیگی یہ ایک لمحہ ہے پھر گذر جائیگااور غمزدہ خوش شاداں ہو جائیگا۔

اللہ اوراسلام کے داعی نے خوددار اور بلند ہمت نفوس کو ہلادیااور ایمان کے منادی نے اسے سنادیا جس کے یادداشت کا کان ہے اور اللہ نے اسے سناد یا جو زندہ ہے۔اور سنوائی نے اسے نیکوئی کی منزل کی طرف ہانک دیا اور اسکے سفر کے راہ میں حدی پڑھ دیا تو اسکے کجاوے دارالقرار ہی میں اتارا اور فرمایا۔ اللہ نے اسے قبول کرلیا جواسکی راہ میں نکلااسے مجھ پر ایمان اور میرے رسول کی تصدیق ہی نے نکالا کہ میں اسے اجر وغنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گایااسے جنت میں داخل کرونگا۔اور اگر میں اپنی امت پر بار نہ ڈالتا تو کسی لشکر کے پیچھے بیٹھا نہیں رہتا اور میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور آپ نے فرمایا راہ خدا کے مجاہد کی مثال اس روزے دار شب زندہ دار کی مثال ہے جو اللہ کی آیتوں کے ساتھ قنوت کرتا ہے اور روزے نماز میں سستی نہیں کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کی راہ کا مجاہد واپس آجائے۔اور اللہ نے اپنی راہ کے مجاہد کے لئے ذمہ لیا ہے کہ اسے موت دیگا تو جنت میں داخل کرے گایا اجر وغنیمت کے ساتھ سلامت واپس کریگا۔اور فرمایاکہ راہ خدا میں ایک سویرے یاشام کے لئے جانا دنیااور اسکی چیزوں سے بہتر ہے اورآپ نے اس میں فرمایا جواپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ میرا جو بندہ میری رضاء کے لئے میری راہ میں مجاہد بن کر نکلے گا تو میں ذمہ دار ہوں کہ اسے جو

اجر و غنیمت پایا ہے اسکے ساتھ واپس کرونگا۔ اور اگر اسے موت دے دیا تو اسکو بخش دوں گا اور اس پر رحم کرونگا اور اسے جنت میں داخل کرونگا۔

حل لغات

ابو عبداللہ محمد شمس الدین ابن قیم جوزی علوم و فنوں اور زہد و تقویٰ میں یگانہ روزگار تھے اور ان کے بلند پایہ شاگرد علامہ ابن تیمیہ ہیں آپ تمام علوم دینیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے اور آپ کی اہم تصانیف زاد المعاد اور اعلام الموقعین و مدارج السالکین شرح منازل الصالحین ہے ان کی کتابت میں روحانیت اور شیرینی و سلاست ہے ۲۳ رجب ۷۵۱ھ میں وفات ہوئی۔
لا نقیلك۔ الاقالۃ سے متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے سودے کو رد کرنا، توڑنا کفاحا۔ مصدر باب مفاعلت روبرو۔ اطلال کھنڈرات واحد طلل الکلال تھکان اور کمزوری۔ عفت مٹ گئے عفا یعفو سے الانتیاب باری باری آنا مصدر باب افتعال۔ انتدب، قبول کیا۔

تعلیم کے بارے میں رائیں

(ابن خلدون)

علوم میں تالیف کی کثرت علم حاصل کرنے سے رکاوٹ ہے۔
جاننا چاہئے کہ جس چیز نے علم حاصل کرنے اور اسکے مقاصد سے واقف ہونے سے لوگوں کو نقصان پہنچا ہے تالیف کی کثرت اور تعلیم کی اصطلاحات کا اختلاف اور ان کے طرق کا تعدد ہے اور پھر متعلم اور شاگرد سے اسکے ذہن نشین کرنے کا مطالبہ ہے اور اسی وقت اس کے لئے علم حاصل کر لینے کا منصب تسلیم کیا جاتا ہے اور متعلم کو اسکے کل یا اکثر کے یاد کرنے اور اسکے طرق کی رعایت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اسکی عمر ایک فن کی کتاب سے وفا نہیں کر سکتی اگر وہ صرف اسی میں لگ جائے تو نقص رہ جائیگا اور بالضرور وہ اسے حاصل کرنے کے رتبے سے پیچھے رہ جائے گا۔

اور اسکی مثال فقہ مالکی کے سلسلے میں کتاب المدونہ اور جو اس پر فقہی شرحیں لکھی گئی ہیں جیسے ابن یونس اور لخمی اور ابن بشیر کی کتاب اور تبیہات و مقدمات اور عتبیہ کے حاصل کرنے سے دی جاسکتی ہے اور ایسے ہی ابن حاجب کی کتاب اور جو کچھ اس پر لکھا گیا ہے۔
پھر اسے قیروانیہ طریقہ کو قرطبیہ وبغدادیہ اور مصریہ اور ان کے متاخریں کی طرق میں تمیز کی اور ان سب کے احاطہ کی ضرورت ہوگی اور اس وقت اسکے لئے فتویٰ کا منصب تسلیم کیا جائیگا حالانکہ یہ سب مکرر ہیں اور معنی ایک ہے اور متعلم سے سب کو ذہن نشین کرنے اور ان کے مابین تمیز کرنے کی طلب ہے اور ان میں سے ایک ہی میں عمر گذر جائیگی۔
اور اگر اساتذہ طلباء کے ساتھ صرف مذہبی مسائل پر اکتفاء کرتے تو بھی اس کے بغیر بہت ہوتا اور تعلیم آسان اور اسکا ماخذ قریب ہوتا لیکن یہ ایسی بیماری ہے جو عادتوں کے اس پر ثابت ہوجانے کی وجہ سے دور نہیں ہوسکتی جیسے طبیعت کو بدلنا اور پھیر دنیا ناممکن ہوتا ہے۔

اور علم عربی میں سیبویہ کی کتاب اور ان سے جو اس پر لکھا گیا اور بصریوں اور کوفیوں اور بغدادیوں اور انکے بعد اندلیسیوں اور متقدمین و متاخرین کے طرق جیسے ابن حاجب کا اور ابن مالک کا اور سب جو اس سلسلے میں لکھا گیا ہے اس سے بھی مثال دی جاسکتی ہے تو وہ کیسے طالب علم سے اسکا مطالبہ کیا جاسکتا ہے حالانکہ اس سے پہلے ہی اس کی عمر پوری ہوجائے گی اور کوئی تھوڑے سے نادر کے سوا اسکی انتہا تک پہنچنے کی امید نہیں رکھے گا جیسے اس زمانے میں ہمیں مغرب سے ایک شخص کی تالیف کی جو عربی اہل فن میں سے مصر کا باشندہ ہے خبر ملی ہے جو ابن ہشام سے معروف ہے اسکے اندر اسکے کلام سے ظاہر ہوا کہ وہ فن کی استعداد کی انتہاء پر غالب ہوگیا ہے جو صرف سیبویہ اور ابن جنی کو اور ان کے اہل طبقہ ہی کو اسکی بڑی استعداد کیوجہ سے حاصل ہوا اور اس سے جو اس نے اس فن کے وصول و تفریعات کا احاطہ کیا ہے اور اسکے اندر اسکے حسن تصرف سے۔ اور یہ دلیل ہے کہ فضل متقدمین میں محدود نہیں خصوصیت سے تعدد مذاہب وطرق اور تالیف کی وجہ سے شور وشغب کی

کثرت کے ساتھ جو ہم نے پیش کیا ہے لیکن اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے اور نادر الوجود باتوں میں سے ایک نادر چیز ہے ورنہ ظاہر ہے کہ اگر طالبعلم اگر اپنی پوری عمر ان سب میں کاٹ دے تو وہ مثال کے طور پر عربیت کا علم پورا نہیں حاصل کر سکتا جو آلات میں سے ایک آلہ اور وسیلہ ہے تو پھر مقصود میں کیا کیفیت ہو گی جو پھل ہے لیکن اللہ جسے چاہے ہدائت دیدے۔

۲:۔علوم میں تالیفات کے اختصاروں کی کثرت تعلیم میں خلل انداز ہے

بہت سے متاخرین علوم کے طرق اور انحاء کا اختصار کرنے کی طرف گئے ہیں اور اس پر فریفتہ ہیں اور ان میں سے ہر علم میں ایک مختصر پروگرام لکھتے ہیں جو ان کے مسائل اور دلیلوں کے حصر پر الفاظ کے اختصار اور ان کے تھوڑے حصو کے اس فن کثیر معانی پر شامل ہوتا ہے، بلاغت میں خلل انداز اور سمجھنے میں دشوار ہو گیا ہے۔اور اکثر انھوں تفسیر وبیان کی طویل امہات الکتب کا قصد کیا ہے اور اسے حفظ سے قریب کرنے کے لئے مختصر کر دیا ہے جیسے نقہ اور وصول فقہ میں ابن حاجب اور عربیت میں ابن مالک سے اور منطق میں خونجی اور انکے جیسے لوگوں نے کہا ہے۔اور یہ تعلیم کا فساد اور اسے حاصل کرنے میں خلل پیدا کرنا ہے اور یہ اس لئے کہ اس میں مبتدی پر علم کی غایت کو اسکی طرف پیش کرنے کے ذریعہ خلطہ پیدا کرنا ہے اور وہ ابھی اسے قبول کرنے کو تیار نہیں ہے اور یہ تعلیم کی برائی ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا۔

پھر اس میں اس کے ساتھ طالبعلم پر مختصر دشوار الفاظ سمجھنے کے لئے جستجو کا جن پر بہت سے معانی کی بھیڑ ہوتی ہے اور پھر ان کے درمیان سے مسائل نکالنے کی صعوبت کا ایک بڑا شغل ہوتا ہے ۔کیونکہ مختصرات کے الفاظ کو تم دشوار اور مشکل پاؤ گے جن کے سمجھنے میں ایک اچھا وقت کا حصہ کٹ جاتا ہے ۔پھر مختصرات کی تعلیم سے جو استعداد حاصل ہوتی ہے اگر ٹھیک طور پر پورا ہو جائے اور اسکے پیچھے کوئی آفت نہ آئے تو بھی یہ استعداد ان

استعدادات قاصر ہوتی ہے جو پھیلے ہوئے طویل موضوعات سے حاصل ہوتی ہے اس وجہ سے کہ ان میں بکثرت تکرار اور حوالہ دینا ہوتا ہے جو دونوں پوری استعداد حاصل ہونے کے لئے مفید ہیں اور اگر تکرار پر اقتصار کیا جائے تو اسکی قلت کی وجہ سے استعداد قاصر ہو جائے گی جیسا کہ ان مختصر موضوعات کی شان ہے تو انھوں نے طلباء پر حفظ آسان بنانے کا ارادہ کیا اور انھیں ایسی دشواری پر سوار کر دیا جو انھیں مفید ملکہ حاصل کرنے اور ان کی پائداری سے کاٹ دیا۔ اور جسے اللہ ہدایت دے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے گمراہ کر دے اسکا کوئی رہنما نہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے۔

۳ :۔ علوم کی تعلیم اور اسکے افادے کے طریقوں کی درست صورت

تم کو جاننا چاہیئے کہ طلبہ کے لئے علوم کی تلقین اس وقت مفید ہوتی ہے جب دھیرے دھیرے اور تھوڑی تھوڑی ہو۔ سب سے پہلے فن کے ہر باب کے مسائل جو اس باب کے وصول ہوں طالب علم کے سامنے پیش کئے جائیں اور باجمال وضاحت کے ساتھ ان کے قریب کیا جائے اور اس میں ان کے عقل کی قوت اور جو کچھ اسکے سامنے آرہا ہے اسے قبول کرنے کی استعداد کا لحاظ کیا جائے یہاں تک کہ وہ فن کی انتہا تک پہونچے اور اس وقت اسے اس علم میں ملکہ حاصل ہو جائے گا لیکن وہ جزدی اور کمزور ہوگا اور اسکا مقصد یہ ہوگا کہ تم نے اسے فن کے سمجھنے اور اسکے مسائل کو حاصل کرنے کے لئے تیار کر دیا ہے۔

پھر اسے فن کی طرف دوبارہ لوٹائے اور تلقین میں اس رتبے سے علیٰ رتبے کی طرح بلند کرے اور پوری وضاحت اور بیان سے کام لے اور اجمال سے نکلے اور یہاں جو بھی اختلافات اور اس کی وجہ ہو اسکا ذکر کرے یہاں تک کہ فن کی انتہاء تک پہنچے اور اسکی استعداد عمدہ ہو جائے پھر اسے دہرائے اس حالت میں کہ وہ پائدار ہو گیا ہو اور کوئی پیچیدہ اور کوئی اہم اور کوئی مغلق وضاحت کئے بغیر نہ چھوڑے اور اسکے قفل کو کھولے پھر وہ فن سے چھٹکارا

پا جائیگا اور اسکی استعداد پر ہموار ہو جائیگا یہی تعلیم کا مفید طریقہ ہے جیسا کی تم نے دیکھا کہ وہ تین تکرار میں حاصل ہوتا ہے اور کبھی کسی کو اس سے کم میں اسکے مطابق جو اسکے لئے پیدا کیا اور آسان کر دیا جاتا ہے حاصل کر لیتا ہے۔

اور ہم نے اس زمانے میں بہت سے اساتذہ کو دیکھا ہے جو تعلیم اور اسکا فائدہ پہنچانے کے طریقوں سے جاہل ہوتے ہیں اور اپنی تعلیم کے آغاز ہی سے مشکل مسائل کو پیش کرتے ہیں اور اس کے حل کے لئے ذہن کو حاضر کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اسے تعلیم کی مشق اور اسکے بارے میں درست سمجھتے ہیں اور اسے اسکو یاد کرنے اور حاصل کرنے کا مکلّف بناتے ہیں اور فنون کے مبادی میں اسکی غایات کو اور اس میں سمجھنے کی استعداد پیدا ہونے سے پہلے پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ علم کا قبول اور اسے سمجھنے کی استعدادات دھیرے دھیرے پیدا ہوتی ہیں اور طالب علم ابتداء میں سب کچھ سمجھنے سے بے بس ہوتا ہے مگر تھوڑا ہی تقریب و اجمال کے طور پر اور حسی مثالوں سے، پھر اسکی استعداد اس فن کے مسائل کی مخالفت و تکرار سے تھوڑی تھوڑی برابر بڑھتی ہے اور اس میں تقریب سے استیعاب کی طرف جو اس سے بڑھ کر ہے انتقال ہوتا ہے یہاں تک کہ استعداد کا ملکہ تام ہو جاتا ہے۔ اور پھر تحصیل کا، اور وہ فن کے مسائل کا احاطہ کر لیتا ہے اور اگر اس کے سامنے آغاز ہی میں انتہاؤں کو پیش کر دیا جائے جب کہ وہ سمجھنے اور یاد رکھنے سے بے بس اور اسکی استعداد سے دور ہوتا ہے تو اسکا ذہن اس سے تھک جاتا ہے اور وہ اپنے نفس میں علم کو دشوار سمجھتا ہے اور اس سے کاہل ہو جاتا ہے اور اسکے قبول کرنے سے پھر جاتا ہے اور اسے چھوڑنے میں اصرار کرتا ہے اور یہ بری تعلیم کی وجہ سے ہوتا ہے۔

استاذ کے لئے زیبا نہیں کہ اپنے طالب علم کی طاقت اور اسکے قبول کرنے کی نسبت سے زیادہ اس کتاب کو سمجھنے اور سیکھنے پر زور دے جسے وہ پڑھ رہا ہو وہ مبتدی ہو یا منتہی۔ اور کتاب کے مسائل کو دوسرے سے مخلوط نہ کرے یا کہ اس کو اول سے آخیر تک یا کرے اور

اسکی اغراض کو حاصل کرنے اور اس سے اسکے ایسے ملکہ پر فائز ہو جائے جسے اسکے غیر میں نافذ کر سکے کیونکہ جب متکلم کو کسی بھی علم میں کوئی ملکہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بقیہ کے قبول کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور زائد کی طلب اور اوپر کی طرف اٹھنے کا اسمیں نشاط حاصل ہو جاتا ہے تاکہ علم کے غاتیوں پر غالب آجائے اروجب اس پر معاملہ مخلوط ہو جائے تو سمجھنے سے بے بس ہو جائے گا اور اس میں تھکان پیدا ہو جائیگی اور اسکی فکر مٹ جائے گی اور تحصیل سے مایوس ہو جائے گا اور علم و تعلیم کو چھوڑ دے گا اور اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

اور ایسے ہی تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ مجالس کی تفریق اور ربط کو کاٹ کر ایک ہی فن میں طالب علم پر طوالت پیدا کرو کیونکہ یہ نسیان اور فن کے بعض مسائل کے بعض سے کٹ جانے کا ذریعہ ہے اور ان کی تفریق سے استعداد کا حاصل ہو جانا دشوار ہو جاتا ہے اور جب علم کے اوائل و اواخر فکر کے سامنے نسیان سے الگ ہو کر حاضر رہیں تو استعداد کا حاصل ہونا زیادہ آسان اور ارتباط زیادہ پائدار اور رنگ میں قریب تر ہوتا ہے کیونکہ استعدادات فعل کے تسلسل سے اور تکرار سے حاصل ہوتی ہیں اور جب فعل فراموش کر دیئے جائیں تو ان سے پیدا شدہ ملکہ بھی فراموش کر دیا جاتا ہے اور اللہ نے جو تم نہیں جانتے تمہیں سکھا دیا۔

اور تعلیم میں بہتر مذہب اور واجب طریقہ یہ ہے کہ طالب علم ایک ساتھ دو کو آمیز نہ کرے اس لئے کہ اسوقت دو میں سے ایک میں بھی کم ہی کامیاب ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں طبیعت ہٹ جاتی ہے اور ایک کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف پھرنا ہوتا ہے اور دونوں ہی ایک ساتھ مغلق اور دشوار ہو جاتے ہیں اور دونوں سے ناکام لوٹنا پڑتا ہے۔ اور فکر اس کی تعلیم کے لئے خالی ہوتی ہے جس کی راہ میں ہوتا ہے اور اسی پر محدود ہوتی ہے تو یہ اسکے حاصل کرنے میں زیادہ مناسب ہوتی ہے۔ اور اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی درست کی توفیق دینے والا ہے

حل لغات

قیروانیہ اور قرطبیہ قیروان اور قرطبہ کے طرف منسوب ہے

العوائد: عادتیں واحد عادۃ ۔ شاغبۃ شور وہنگامہ اولع بہ فریفتہ اور شیفتہ ہوگیا العویصہ جس کا سمجھنا دشوار ہو تجود عمدہ ہو جائے التمرین مشق ۔ الکلال تھکان، کمزوری الطمس مٹ گیا۔

تأثير البيئة و الصناعة في الادب

ماحول اور پیشے کی تاثیر ادب میں (محمود بن محمد جونپوری)

خیالات کا لگاؤ اسباب خارجیہ اتفاقیہ یعنے پیشے اور عرف عام سے ہوتا ہے اور امتوں میں مختلف ہوتا ہے، اور عقلی و وہمی لگاؤ کے مانند کسی قاعدے کا پابند نہیں ہوتا بلکہ اکثر ایک خاص صنعت کے ارباب یا اہل عرف کے خیال میں ایک صورت ایک صورت کے مقارن ہوتی ہے ۔ کیونکہ ان کی صناعت یا ان کا عرف دونوں کے درمیان جامع ہے اور وہ دونوں دوسری صناعت یا اہل عرف کے خیال میں مقارن نہیں ہوتیں جیسے کپڑا انگریز کے خیال میں اتھرا اور مازو سے قریب ہوتا ہے درزی کے خیال میں نہیں اور کھجور اور ٹڈی اہل عرب کے خیال میں مقارن ہوتی ہے ہندوستانیوں کے نہیں۔ تو جب بھی جامع خیال کے وجود کی وجہ سے متکلم یا مخاطب کی صناعت یا اسکے عرف کے موافق لگاؤ ہوتا ہے تو جو جانتا ہے اسے قبول کر لیتا ہے اور جاہل انکار کے موقف پر رک جاتا ہے لہذا اللہ کے اس قول (افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت الآية) کا انکار وہی کر سکتا ہے جو اس سے جاہل ہے کہ خطاب عربوں کے ساتھ ہے جن کے خیال میں صرف اونٹ وہ زمین ہے جسے وہ چرتے ہیں اور آسمان جو انھیں اور ان کو سیراب کرتا ہے اور پہاڑ جو یلغار وقت ان کے لئے قلعے ہیں کیونکہ عرب یعنے ان میں خانہ بدوش چونکہ متمدن نہیں تھے کہ انھیں وہ تجارتیں

میسر ہوں جو شہروں میں عام اور چالو رہتی ہیں اور نہ وہ صنعتیں جسے ان میں سیکھا اور ان سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور نہ ان کی زمین میں اچھی کاشت اور پیداوار ہے اور زیادہ حوض اور کنوئیں نہ بہت سے چشمے اور نہریں تاکہ وہ زراعت و کاشتکاری پر قدرت رکھیں۔ ناچار ان کی معیشت چوپایوں سے وابستہ ہے اور چونکہ اونٹ منفعت کے لحاظ سے بہت بڑے اور کم بار تھے اس لئے وہ سب سے پہلے ان کے ضمیروں میں پیوست اور ان کے خیالات میں موجود تھے۔ اور چونکہ ان کی بقاء اور ان سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا تھا مگر اس سے کہ چریں اور پانی پئیں (اسلئے) ان کے مقصد کا نشانہ بارش کا ہونا تھا اور ان کی نظر میں اہم جولانگاہ آسمان تھا پھر ان کے یلغاروں کے لئے قلعہ بندی کی طرف اضطرار اور ان میں لڑائیوں کے عام ہونے کی وجہ سے اسلئے کہ وہ جاہلیت میں کسی شریعت کے پابند نہیں تھے جو انھیں فساد سے باز رکھے اور نہ وہ کسی سیاست کے تابعدار تھے جو انھیں فتنے سے روکے ان کے دل کی گردنیں ان پہاڑوں کی طرف دراز تھیں جو ان کی پناہ گاہ ہیں اور قلعے تھے اور چونکہ ان کا اپنے جانوروں کے ساتھ کسی منزل میں لمبے زمانے تک ٹھہرنا مشکل تھا (اسلئے) اس زمین سے جس کے پانی اور چارے سے فائدہ اٹھالیا ہو اسکے سوا دوسری ہریالی زمین کی طرف چلے جانا ان کے نزدیک عزم کا کام تھا اسلئے اثر سے موثر پر استدلال کرنے کے لئے مقام میں انھیں ترتیب وار ان قریب تر صورتوں کے دیکھنے کا حکم دیا گیا جو ان کے پاس حاضر تھیں پھر جو قریب تر تھیں۔ اور تم کہہ سکتے ہو کہ ان کے نزدیک سب سے قریب صورت اونٹ تھا پھر چونکہ آسمان و پہاڑ اور زمین ان کے سامنے اسکے بعد موجود تھے تو ترتیب وار اعلیٰ سے اسفل کی طرف جایا گیا۔ اور جب تم نے جان لیا کہ خیالات میں پابندی نہیں ہوتی اور انکا اختلاف عادات کے اختلاف سے ہوتا ہے ساتھ ہی اسکی معرفت پر فن کے پیچیدہ مباحث یعنے وصل کی خوبی اور برائی مبنی ہے تو اس میں مہارت کے لئے ارباب معانی کے کوشش کرنے کی ضرورت کو بھی جان لیا گیا اور فن بلاغت میں اسکے دوسرے اہم فائدے

بھی نہیں کیونکہ تسلیمات واستعارات وغیر کلام کے شعبوں میں بھی کمال خیالی صورتوں اور جان کے نمایااور پوشیدہ ہونےاور تناسب اور تجانب پر موقونت ہے اوراس میں کوئی بات ہم تمہارے سامنے کچھ عمدہ اخبار واشعار پیش کردیں جس سے تمہاری بصیرت میں اضافہ ہو۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ کے ایک اسلحہ برادراور ایک سونار اور گائے کا ایک مالک اور بچوں کو ایک استاد کوراستے کی لڑی نے پرودیااور وہ کوشش کی سواری پر سوار ہوئے اور دن کے سفر کو اندھری رات کے سفر سے پیوست کر دیا۔ تواس اثناء میں کہ تاریکی کی وحشت وگمراہی ولغزش کی خوف کے شکل میں تھے چاند نے انھیں اپنے شریف چہرے سے مانوس کر دیا اورانکے لئے اپنی روشنی سے ہر سیاہ اندھرے کو روشن کر دیا تو ہر ایک اسکی تعریف اور جو اسکے برتن میں سب سے میٹھا ہو پکانے میں فیاضی کی تو ہمیار بردار نے اسے زریں ڈھال سے تشبیہ دیا جو بادشاہ کے پاس اٹھایا جاتا ہے اور سونار نے ڈھلے ہوئے سونے سے جو اپنا چہرا ڈھالنے کے برتن سے ظاہر کرتا ہے۔ اور گوالے نے سفید پنیر سے جو اسکے قالب سے تروتازہ برآمد ہوتی ہے اور استاد نے سرخ روٹی سے جو اس تک کسی ہمدرد کے مکان سے پہنچتی ہے اور حکایت کی جاتی ہے کہ ایک کاتب اپنی حالت بیان کرتا ہے۔ دوات سے زیادہ تنگ ہے۔ اور میرا بدن مسطر سے زیادہ باریک تیرا آئین اور میرا رتبہ شیشے سے زیادہ نازک اور میرا نصیب قلم کی شگاف سے زیادہ پوشیدہ، اور میرا بدن نرکٹ سے زیادہ کمزور، اور میرا کھانا مازو سے زیادہ کڑوا۔ اور میرا پانی سیاہی سے زیادہ سیاہ۔ اور بدحالی میرے ساتھ گوند سے زیادہ سٹی ہوئی ہے ایک لوہار کے لئے روایت ہے۔

میرے دل میں شوق کے ہتھوڑوں کا اثر ہے جو دل کی نہائی کو کوٹ رہے ہیں جس کے اندر فکر بھرنی ہے اور عشق کے دھونکنی کی آگ دل میں بھڑک رہی ہے اور شوق کی رسی نہ رحم کرتی ہے نہ چھوڑتی ہے۔

اور ایک طبب کا شعر ہے۔

میں نے دل میں تمہارے لئے ایک گھونٹ پی لیا تاکہ اس سے میری آگ بجھ جائے اور میرے وسوسے ھم جائیں جدائی کا عناب تسلی کے نسوڑے اور جدائی کے آلو نجارا اور انسیت کے تربد کے ساتھ اور میں نے اسے صاف کیا یہاں تک کہ جب دوا نے اثر کیا تو میں نے پانچ مجلسوں کے درمیان تمہاری محبت کو ڈال دیا (پھنک دیا)

اور کسی نے کہا اسکے بعد جب قوس قزح کے تعریف میں امیر سیف الدولہ کے لئے شعر پڑھا اور خوبصورت ساقی کو سویرے کی شراب کے لئے میں نے بلایا تو اٹھا اسی حالت میں کہ اس کی پلکوں میں نیند کی اونگھ ہے وہ شراب کے پیالوں کے ستاروں کے مانند پھر رہا ہے تو کچھ ٹوٹ اور کچھ چھلک رہے ہیں اور جنوبی ہوا کے ہاتھوں نے فضاء میں سیاہ چادر پھیلادی ہے اور اسکے حاشیے زمین پر ہیں بادل کی کمان اس میں سرخ سے زرد پر ہرے میں سفید کے نیچے بیل بوٹے بنارہی ہے اس حسینہ کے دامن کے مانند جو رنگین استروں میں آئی ہو اور کچھ کچھ سے زیادہ کوتاہ ہو۔

یہ شاہانہ تشبیہات ہیں جو بازاریوں کے ذہن میں نہیں آسکتیں الحاصل لوگوں کا انداز کلام میں اختلاف عموماً ان صورتوں کے اختلاف پر مبنی ہوتا ہے جو ان کے خیالات کے ذخیرے میں غائب وحاضر اور پوشیدہ و ظاہر اور وابستہ اور الگ الگ ہوتے ہیں کیونکہ ان کے مذاہب میں تباین اور ان کے مسلکوں میں اختلاف ہوتا ہے اور یہیں سے تم خالص عرب شعراء کو دیکھو گے کہ وہ اونٹنیوں اور اونٹوں وادیوں پہاڑوں کنکریوں اور ریتوں اور کھنڈرات و آبار سے بہت کم ہی آگے بڑھتے ہیں۔ اور ان کے اشعار میں سوکھے بکھری گوہ اور بجو کو للکارنے اور بیابانوں اور وادیوں کو وطن بنانے اور پیاسے جانوروں سے انسیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں لیکن اللہ نے ان کے لئے لوہا نرم کردیا اور مشکل آسان کردی لہذا تم ان کے کلام میں پانی سے زیادہ سہولت دیکھو گے باوجودیکہ وہ سخت چٹان سے زیادہ پائدار ہوں گے اور ان کے اسلوب کی دشواری اور ان کے شعوب کی دہشت کے باوجود اسے عاشق کے آنسو سے زیادہ رقیق اور اس شراب سے زیادہ شفاف خیال کروگے جو اولوں کے پانی سے ٹپکی ہو اور رہے

مولدین تو چونکہ تمدن میں پیدا ہوئے اور امیروں کے ہم مجلس بنے اور عیش کی شیرینی اور اسکی فراوانی کو چکھا اور دنیا کی شادابی و آرائش کو دیکھا اس لئے انھوں نے اپنی عبارتوں کو ہیروں اور موتیوں سے سجایا اور اپنے استعارات کو مسک و عنبر سے آمیز کیا۔ اور ان کے اشعار کے چمنستان میں کلیوں اور پھولوں نے سیر کی اور ان کی گفتگو کے چمن میں سوتے اور نہریں رواں ہوئیں اور انکے قصائد کے اشعار ریشم اور نقش ونگار سے خوبصورت بن گئے اور ان کے مقاصد کی دوشیزائیں ریشمی کپڑوں اور زیورات سے آراستہ ہوگئیں اس لئے بعد کے راویوں اور ادیبوں کے ہاں ان کا سامان چل پڑا۔ اور انھوں نے اسے بلند رتبے میں رکھ دیا اور اہل ذوق حکام اور امیروں کے نزدیک سود مند ہوگئے اس لئے انھوں نے اسے بڑی قیمت پر خرید لیا لیکن ہوشیار ماہر باکمال ناقدان کے ہیروں پر فریفتہ نہیں ہوئے نہ ان کے باطل سے فریب کھاتے ہیں اور اللہ نے متنبّی کو سچائی کے ساتھ گویا کردیا۔ چنانچہ اس نے کہا شہر کا حسن تکلف سے بنایا ہوتا ہے اور دیہات کا حسن بناوٹی نہیں ہوتا۔

حل لغات

محمود بن محمد عمری جونپوری ہندوستان کے ایک یگانہ روزگار ادیب ہیں۔ ان کے زمانے میں حکمت وادب میں کوئی انکے برابر نہیں تھا جونپور میں ۹۹۳ھ میں پیدا ہوئے اپنے دادا شاہ محمد سے درسی کتابیں پڑھیں پھر استاذ محمد افضل بن حمزہ عثمانی جونپوری سے استفادہ کیا اور منطق و حکمت میں مہارت حاصل کی، بڑے ذہین اور ذی استعداد تھے ان کی کتاب شمس بازغہ اور القرائد شرح الفوائد مشہور ہے ۹ ربیع الاول ۱۰۶۲ھ میں جونپور میں انتقال ہوا۔

الدن بڑا کونڑا جو زمین کھود کر رکھا جاسکے فارسی میں اسے مازو بولتے ہیں ج دنان۔

العفص دوا کا نام ہے یقاون باب مفاعلت سے باہم ملتا ہے معاقل پناہ گاہ واحد معقل غزیرۃ بروزن فعیلۃ بہت زیادہ تحجم روکتی ہو معضلات پیچیدگیاں دشواریاں طریا تازہ ترمحبرۃ زوات مسطر اسکیل المبرد رینی العقار شراب مطارف چادریں جودھاری دار

ریشم سے بنی ہوں۔ الدکن سیاہی مائل رنگ۔ خود نوجون عورت السوقه عوام، بازاری لوگ شجون شاخیں ڈالیاں واحد شجن ۔المستهام حیران و پریشان الطلال کھنڈرات ج طلل الحواومصدر باب مفاعلت بات چیت ۔

المدينة الغربيه

مغربی تہذیب

(مصطفیٰ لطفی منفلوطی)

اسوقت میں خیال اور شعر کو اس شخص کے مانند رخصت کردوں گا جیسے وہ شخص جو جانتا ہے کہ اس معاملے کی بڑی شان ہے، اور اس سے بڑھ کر اہم ہے کہ اس جیسی نادر بات سے جو سنجیدہ کی بہ نسبت مذاق سے زیادہ مشابہ ہے، کوئی شخص اس میں کھلواڑ کرے اور جس سے کاتب اپنی فرست اور کھیل کی جگھوں میں کھیلتا ہے نہ اپنی کوشش اور عمل کی جگھوں میں۔

بیشک اس امت کے افراد ہم کاتبوں کے ہاتھوں میں ایک امانت ہے جس کی دیکھ بھال اور حفاظت کرنا اور اس پر توجہ دینا ہم پر واجب ہے یہاںتک کہ ہم اسے اپنے بعد اپنے جانشینوں کو ادا کردیں جیسے ہمارے اسلاف نے ہمیں سالم غیر بوسیدہ اور بغیر کھائی ہوئی ہمیں ادا کیا ہے تو اگر ہم نے یہ کردیا تو ٹھیک ورنہ ۔صدق ووفا پر اللہ کی رحمت ہو اور امانتدار کاتبوں پر سلام ہو ۔

مصری امت ایک مسلمان پوربی امت ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسکا دین اور اسکی پوربیت بر قرار رہے جب تک اسکی سرزمین میں نیل رواں ہے اور اسکے اہرام اسکے آسمانوں میں ہیں یہاں تک کہ زمین دوسری زمین اور آسمانوں سے بدل جائے بیشک ایک قدم جو مصری مغرب کی طرف بڑھاتا ہے اسکی موت کو اسکے قریب کردیتا ہے اور اسے گہرے غار

کے نزدیک کر دیتا ہے جس میں وہ ایسے دفن ہو جائیگا کہ جس کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے دن تک زندہ نہیں ہو گا۔

مصری اس حال میں کہ کمزور پیروکار ہے۔ اگر مغربی تہذیب سے قریب ہو تو ایک روٹی کا آٹا چھاننے کی چھلنی کے مانند ہو سکتا ہے جو بھوسی کو روک لیتی ہے اور اسکے مغز کو چھوڑ دیتی ہے یا شراب کے اس چھننے کے مانند جو اسکی دوائی کو بچا لیتا اور اسکے رس کو حقیر سمجھتا ہے لہذا بہتر ہے کہ اپنی طاقت بھر اس سے دور رہے اور خارشدار سے تندرست سے فرار ہونے کے مانند اس سے فرار ہو۔

مصری اور مغرب کی اسکی پھرتی اور خفت میں تقلید کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ اپنی سویرے شام کی آمد رفت اور اپنی نشست اور قیام میں ہی پھرتی کرتا ہے پھر جب کوشش کرتا ہے اور اسکا نفس ارادہ کرتا ہے کہ کاموں میں سے کوئی ایسا کام کرے جس میں تھوڑے سے صبر اور ہمت کی ضرورت ہے تو اسکے نفس کی طرف آزردگی ایسے رینگ جاتی ہے جیسے اعضاء میں شراب اور پلکوں کے برونیوں کی درمیان اونگھ۔

اور رفاہیت اور نعمت میں اسکی تقلید کرنا چاہتا ہے تو ان دونوں سے یہی سمجھتا ہے کہ اول چال چلن میں نسوانیت ہے اور دوسری بدکاریوں کی جگہوں اور برائیوں کے اڈوں کی طرف آنا جانا ہے

اور جب وطنیت میں تقلید کرنا چاہتا ہے تو اسکی کائیں کائیں اور اسکا شور اور سیٹی لے لیتا ہے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تو مقدمات ہیں نتیجے کہاں ہیں تو اپنا دونوں پاؤں چاروں ہواؤں کے حوالے کر دیتا ہے اور اپنے فرار میں پھرتیلے گھوڑے کے بچے کے مانند فرار ہو جاتا ہے اور جب سیٹی بجانے کی آواز سنتا ہے ڈر کے مارے اسکی موت ہو جاتی ہے اور جب دوسری چیز دیکھتا ہے تو اسے کوئی انسان سمجھ جاتا ہے۔

اور سیاحت میں اسکی تقلید کرنا چاہتا ہے تو برابر گرمی کے موسم کا انتظار کرتا ہے جیسے سوکھی زمین موسم بہار کا، یہاں تک کہ جب اسکا وقت آتا ہے تو یورپ کے شہروں کی طرف نامہ بر

کبوتر کے مانند پرواز کرتا ہے اور اپنے آس پاس کچھ نہیں دیکھتا۔ اور نہ اپنے پیچھے کی کسی چیز کو پھر کر دیکھتا ہے یہاں تک کہ کھیل کی مجالس اور بدکاریوں کے چھپے اڈوں اور جوئے خانوں پر گرتا ہے اور یہاں اپنی عقل اور مال صرف کرتا ہے جس سے سر اور جیب کا فقیر ہو جاتا ہے اور اول سے اتنے کا بھی مالک نہیں رہ جاتا ہے جو اس کشتی کے راستے تک لیجائے جو واپسی میں اسے سوار کریگی اور نہ دوسرے سے کرائے سے زائد کا جس سے اخبار کے مالک کو کرایہ دے تاکہ وہ سکے لئے اپنے رسالے کے حوادث کے درمیان اسکی واپسی کے حادثے کو شان و احترام کے جملوں سے آراستہ کرے اور اعزاز و بڑائی کے ہاروں سے زینت دے کر لکھ سکے۔

اور علم میں اسکی تقلید کرنا چاہتا ہے تو اسکے کچھ کلمات ہی کو اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان دہراتا رہتا ہے اور اس میں علم کے کسی باذوق رکن کی طرف پناہ نہیں لیتا اور نہ معیوب نادانی سے بچتا ہے۔

وہ ہمدردی اور حسن سلوک میں اس کی تقلید کرنا چاہتا ہے تو اپنے پڑوسیوں اور پڑوسنوں کو اس حالت میں چھوڑ دیتا ہے کہ وہ پسلیوں کو ان آنتوں پر جھکائے رہتے ہیں جن میں بھوک کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ جب نام لکھوانے کی دعوت کسی آفت میں جو قطب شمال میں پیش آئی ہو یا کسی حادثے میں جو یاجوج و ماجوج کے پاس ہوا ہو سنتا ہے تو اپنا نام کتاب کے آغاز میں نوٹ کراتا ہے اور اپنا عطیہ حساب کے دفتر کی ابتداء میں رکھ دیتا ہے۔

اور تعلیم نسواں میں اسکی تقلید کرنا چاہتا ہے تو اسکی تعلیم سے ایک مقالے پر قناعت کر لیتا ہے جسے کسی کے اخبار میں لکھ دیتا ہے یا ایک خطبہ پر جو کسی مجلس میں دیدیتا ہے اور اسکی تربیت میں لباسوں میں تفنن اور نفوس کو مائل کرنے اور عقلوں کو چھین لینے کی مقدرت پر۔

مغربی فضائل میں یہی اس کی شان ہے اسے بری صورت اور معکوس قضیہ بنالیتا ہے اور اسکے مغز سے ناآشنا ہوتا ہے اور اس سے کسی مقصد کی طرف نہیں مائل ہوتا اور نہ اسکے بارے میں اسکا کوئی مذہب ہوتا ہے اسکی مثال ان جاہل دینداروں کی ہوتی ہے جو کپڑوں کی صفائی میں سلف صالحین کی تقلید کرتے ہیں اور ان کے دل گندگیوں اور میل

سے بھرے ہوتے ہیں اور عبادتوں کی صورتیں ادا کرنے میں ان کی برابری کرتے ہیں اگر چہ بیحیائیوں اور برائیوں سے باز نہیں رہتے یا ان کی مانند جو کپڑوں کو پیوند لگانے میں عمر رضی اللہ عنہ کی مشابہت کرتے ہیں اگر یہودی سوناروں سے زیادہ دنیا کے حریص ہوتے ہیں۔

اور رہی انکی حالت اسکے رذائل میں تو یہ اسے اخذ کرنے میں سب سے زیادہ قدرت رکھتا ہیں اور خودکشی کرلیتا ہے جیسے مغربی خودکشی کرتا ہے اور ملحد ہوتا ہے جیسے وہ ملحد ہوتا ہے اور بحیائیوں میں اسی کے مانند کھل کر رہتا ہے اور بدکاریوں میں اپنے نشانات بناتا ہے۔

بیشک مصریوں میں ان کے اطوار وطبیت اور انکے مذاہب وعادات میں بہت سے عیوب ہیں جس کے سدھار کے لئے دعوت دینا ہمارے لئے ضروری ہے تو چاہیئے کہ ہم اسکی دعوت مشرقی تہذیب کے نام سے دیں نہ کہ مغربی تہذیب کے نام سے۔

اگر ہم انھیں تہذیب وتمدن کی دعوت دیں تو ہمیں چاہیئے کہ ان کے لئے بغداد و قرطبہ اور شیبہ اور فیبق کی مثال دیں نہ کہ پیرس اور روم وسویزرلینڈ اور نیویارک کی۔ اور اگر ہم انھیں شرافت کی دعوت دیں تو چاہیئے کہ ان کے سامنے کتابوں کی نازل شدہ آیات اور مشرقی ابنیاء اور حکماء کے اقوال تلاوت کریں روسو اور بیکن اور نیوٹن اور سپنسر کے نہیں۔ اور اگر ہم انھیں کسی لڑائی کی طرف دعوت دیں تو خالد بن ولید اور سعد بن ابو وقاص اور موسیٰ بن نصیر وصلاح الدین کی تاریخ میں دیں جو ہمیں نیپولین اور لنگٹن واشنگٹن اور نلسن اور بلوچر کی تاریخ سے بے نیاز کردیگی اور قادسیہ وعموریہ اور افریقہ وصلیب کے معرکوں کے واقعات میں ایسی باتیں ہیں جو واٹرلو اور ٹرافلگر اور اسٹرلیٹز اور سیون ورس کے واقعات سے ہمیں بے نیاز کردینگے۔

مصری تاریخ پر عار کی بات یہ ہے کہ مصر کا مشرقی مسلمان ابوناپارٹ کی تاریخ کو اس قدر جانے جتنی عمر بن عاص کی تاریخ نہ جانے اور فرانسیسی جمہوریت کی تاریخ اتنی یاد رکھے جتنی رسالت محمدیہ کی تاریخ یاد نہ رکھے اور ڈیکارٹ کے اصول اور ڈاروِن نجوں کو اس قدر یاد رکھے جتنی غزالی کی حکمتوں اور ابن رشد کی نجوں کو نہ یاد رکھے اور سکسپیر اور ہوجو کے شعر

کو روایت کرے جتنا متنبی اور معری کے شعر کو نہ روایت کرتا ہو

اس میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ ہمارے لئے عرب مترجم مغرب کے علماء کی مفید و فائدہ بخش تالیفات اور ان کے انشاء پردازوں اور شاعروں کے عمدہ لطیف ادب کا ترجمہ کریں اس شرط پر ہم اس میں ناقد اسکالر کے مانند غور کریں نہ کہ کمزور و تابعدار کے مانند۔ لہذا ہر علمی قضیہ ایک مسلمہ کے طور پر نہ لیں اور نہ ہر ادبی معنی کے لئے بے ساختہ جھوم پڑیں اور ایسی کوئی بندش نہیں کہ ہماری طرف ناقلین مغربیوں کی کچھ عادات اور انکی تہذیبی اصطلاحات کو نقل کریں اس شرط پر کہ ہم انھیں اس شخص کی نگاہ سے دیکھیں جو علم میں کشائش اور تجربہ و آزمائش میں وسعت پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ نہ اس شرط پر کہ ہم اسکی تقلید کریں اور اپنائیں اور انھیں اپنی حالت کی اچھائی کو سمجھنے اور اپنے عادات کی برائی کو برا سمجھنے کا اصول بنائیں۔

اور اسکے بعد اس امت کے ادیبوں اور قائدین کو جاننا چاہئے کہ مغرب کی عادات اور ان کے شخصی خصوصی اخلاق میں ایسی چیزیں نہیں ہیں جن پر ہم بہت زیادہ حسد کریں اسلئے اپنی امت کو اپنے آپ سے فریب نہ دیں اور نہ ان پر ان کے دین اور شرقیت کو فاسد نہ کریں اور اس تہذیب کو اتنا آراستہ نہ کریں جو اسے اسکی نفسیاتی آزادی میں عیب لگائے اسکے بعد جبکہ اسے شخصی آزادی کی مصیبت میں ڈال دیا ہے۔

حل لغات

الحدب علی الشیء، کسی چیز پر توجہ دینا۔ ماروضة جسے مٹی نے کھالیا ہو المتا کلۃ۔ کھائی ہوئی بوسیدہ۔ مہوی۔ غار۔ ہلاکت کی جگہ الغربال چھلنی ج غرابیل خشارة بھونسی چھلکا الاجرب خارش زدہ الحلد ہمت الصہباء شراب مخابی چھپنے کی جگہ نعیق ونعیب کوے کی کائیں کائیں ضجیج شور شغب م ھر گھوڑے کا بچہ ج امھار ہمھار مھارة الجعالة اجرت کرایہ۔ وشائح ہار جس میں ہیرے ٹکے جاتے ہیں واحد وشح اس کی جمع وشح اور اوسحہ بھی آتی ہے یشبہ

نہیس مصر کا پرانا شہر۔ روسو ایک فرانسیی فلسفی کا نام بلوخر ایک روسی سپہ سالار دیکارت فلسفہ تشکیک کا موجد ڈارون نظریہ ارتقاء کا موجد شکسپیر انگریزی ڈرامہ نگار اور شاعر۔ ھوجو ایک فرانسیس شاعر۔

وحی الھجرہ

ہجرت کا پیغام (مصطفیٰ صادق رافعی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نشو نما پائی اور اپنی عمر کے چالیسویں سال کے اخیر میں نبی بنائے گئے اور تیرہ سال تک ہجرت مدینہ سے پہلے لوگوں کو اللہ کی طرف سے دعوت دیتے رہے۔ تو اسلام میں اسکے آغاز کی ابتداء میں صرف ایک شخص اور ایک عورت اور ایک لڑکا اسلام لایا۔ ایک شخص تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور عورت آپ کی بیوی خدیجہ اور لڑکا آپ کے چچازاد بھائی علی بن ابو طالب تھے پھر اسلام میں اول اضافہ ایک آزاد اور ایک غلام کا ہوا رہے آزاد تو وہ ابو بکر تھے اور غلام بلال تھے پھر برابر تھوڑی تھوڑی بڑھوتری اسکی رفتار میں ہموم کی سستی اور آزاد کے اپنی ہمت میں صبر کے ساتھ ہوتی رہی۔ گویا تاریخ ساکن تھی مٹ نہیں رہی تھی تنگی کشادہ نہیں ہورہی تھی جامد تھی نمو پزیر نہیں تھی۔ اور گویا ما نبیصلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کے بھائی تھے دونوں روزانہ اکیلے نمودار ہورہے تھے۔ یہاں تک کہ جب اسکے بعد ہجرت ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے چلے گئے تو دنیا ہلنے لگی گویا آپ اپنے قدم سے اسکے سنٹر پر گذرے اور اسے جنبش دیدی۔ اور آپ کی ہجرت میں آپ کے پیر زمین میں لکیر بنا رہے تھے اور اسکے معانی تاریخ میں لکھ رہے تھے اور مکہ اور مدینہ کے درمیان کی مسافت کا معنی مشرق و مغرب کے درمیان تھا۔

آپ مکہ میں عربوں پر اسلام ایسے پیش کرتے تھے جیسے وحشت کے ماروں پر سونا پیش کیا جاتا ہے وہ اسکی چمک اور آب و تاب کو تو دیکھتے ہیں پھر اس کی کوئی قیمت نہیں سمجھتے۔ ان کو اسکی

ضرورت نہیں تھی وہ تو وحشت زدوں کو چھوڑ کر انسانوں کی ضرورت ہے اور آپ سے احمقانہ ٹکراؤ اور مخالفت میں تھے اور آپ کی دعوت کو اوہام اور افسانے کی حد تک سمجھتے تھے جیسے سینے کی بیمار کی حالت اس شخص کے ساتھ ہوتی ہے جو ٹھنڈی رات میں اسے ستاروں کیں شعاعوں کے ذریعہ اسکے بدن کی دوا کرنے کی طرف دعوت دیتا ہو۔۔اور یہ مکہ جغرافیائی چٹان تھا چور چور ہو جاتا تھا نرم نہیں ہوتا تھا گویا شیطان نے خود کو اس چٹان میں زمانے کی رگوں میں رکھ دیا تھا تاکہ اپنے ذریعہ تاریخ اسلامی کو دنیا اور اہل دنیا سے روک دے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایذاء پہنچائے اور تکذیب کئے گئے اور رسوا کئے گئے اور آپ کی وجہ سے وادی جس میں آپ چل رہے تھے ایسے زلزلوں پر لرز گئی جو انقلاب پذیر تھے اور آپ کی قوم نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کے بارے میں ایک دوسرے کو لڑائی پر ابھارا ایک نے دوسرے کو آپ کے خلاف للکارا اور آپ سے عام لوگ پلٹ گئے اور آپ کو چھوڑ دیا مگر جس کی اللہ نے ان سے حفاظت کیا اور آپ اپنی قوم کی طرف سے یتیمی کی بڑی مصیبت پہنچائے گئے جیسے اپنے والدین سے یتیمی کی چھوٹی مصیبت پہنچائے گئے اور کسی آنے والے کو جو عربوں میں سے آتا جس کا کوئی نام اور شرف آپ سنتے آپ اسکا سامنا کرتے اور اسے اللہ کی طرف دعوت دیتے اور خود کو اسکے سامنے پیش کرتے اور اسکے ساتھ دعوت روشن ہوتی اور چھپتی رہی جیسے آسمان پر بادل کو بجلی پھاڑ دیتی ہے وہ دکھائی دیتی ہے پھر اسکے بعد دکھائی دینے کے لئے کچھ نہیں ہوتی۔

یہ اپنے تمام تر معنی میں ہجرت سے پہلے کی تاریخ ہے مگر یہ کہ میں نے اسے تاریخ کے طور پر نہیں پڑھا ہے بلکہ اس میں حکمت الہیہ کا ایک دلکش فیصلہ پڑھا ہے جسے اللہ نے تاریخ اسلام کے مقدمہ کے طور پر زمین میں رکھ دیا، حوادث ولیام کا مقدمہ جو روایت الہیہ کے انداز پر اسکے رازو اسرار پر لپٹا ہوا زندہ ہوتا اور گذرتا رہا اور اس میں اللہ کی رحمت قوت سے کام کرتی اور اللہ کی حکمت چھپے طور پر ظاہر ہوتی رہی۔ تو اگر حقیقت کی نظر سے دیکھو تو تم دیکھو گے کہ اس زمانے میں اسلام کی تاریخ اس حیثیت سے معبود بن جاتی ہے کہ

مومن کا نفس اسے پست ہو کر ہی پڑھتا ہے جیسے نماز پڑھ رہا ہو اور جھک کر ہی اس پر تدبر کرتا ہے جیسے عبادت کر رہا ہو اسلام کی ابتداء ایک شخص اور ایک عورت اور ایک لڑکے سے ہوئی پھر ایک آزاد اور ایک غلام کو بڑھایا تو کیا پانچوں بشرت کے وجود کے تمامتر حالات نہیں ہیں جو انسانیت وطبیعت میں پیدا کئے گئے اور سیاست اجتاعیت میں بنائے گئے ہیں تو یہیں قصیدہ کا مطلع ہے اور تاریخ کے شعر میں پہلا اشارہ ہے ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک رہے آپ کی قوم آپ کے لئے برائی ہی چاہتی رہی ۔اسکے باوجود آپ برابر کوشش کرتے رہے طلب کرتے پھر نہیں پاتے اور پیش کرتے پھر آپ سے قبول نہیں کیا جاتا ۔ناکام رہتے پھر بھی مایوس نہیں ہوتے اور آزردگی آپ کو پست نہیں کرتی اور برابر بڑھتے رہے ہٹتے نہیں تھے۔اور پر عزم رہے بدلتے نہیں تھے۔کیا یہ انسانی تربیت کے دلندتر معانی نہیں ہیں جن سب کو اللہ نے اپنے نبی میں ظاہر کیا اور آپ نے ان پر عمل کیا اور ان پر ثابت رہے ؟

تو پھر کیا نازک فلسفیانہ فضل نہیں ہے جو مسلمان کو تعلیم دیتا ہے کہ کیسے مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس حالت میں پرورش پائے کہ اس کے دل میں اسکی بے نیازی اور اسکے ایمان میں قوت ہو اور حیات میں اسکی جگہ فائدہ اٹھانے سے پہلے فائدہ پہنچانے اور مفلد سے پہلے مصلح کی ہو اور اسکے نفس میں ایسی قوت حیات ہو جس سے اس کے نفس میں زمین اور آسمان کی زیادہ تر خواہشوں اور امیدوں کی موت ہو جائے ؟ کیا یہ اخلاقی عوامل وہی نہیں ہیں جو اسلامی تاریخ کے سرچشمے میں ڈال دئے گئے تاکہ ان سے اسکے تھپڑا بلند اور امتوں کے درمیان اسے اپنی رو پر ڈھکیل رے اور اس دنیا میں اسلام کی اہم خصوصیات بنائے۔آئندہ قدم پر ثبات اگرچہ قدم نہ بڑھایا ہو اور سچائی پر اگر ثابت نہ ہوئی ہو اور خود کو اولیت دینے سے بری رہنا اگرچہ اس پر نفس کنجوس ہو اور کمزوری کو حقیر سمجھنا اگرچہ حاکم اور بر سر اقتدار ہو اور باطل کا مقابلہ اگرچہ سردار اور غالب ہو اور لوگوں کو خیر محض پر ابھارنا اگرچہ برائی سے جواب دیں اور عمل کے لئے عمل کرنا اگرچہ کہ کچھ حاصل نہ ہو اور واجب کے لئے واجب

کو کرنا اگر چہ اس میں کوئی بڑا فائدہ نہ ہو اور شخص کا شخص رہنا اگر چہ کہ اسکا ماحول اسے توڑ دے۔

پھر یہی وہ دلیلیں ہیں جو زمانے کے لئے ساحل کے منارے کے مانند محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت و بر قرار ہیں فلسفہ کی دلیل اور علوم نفس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ روحانیت ہے اور اسکا مقصد قدر ہے بدن نہیں اور اسکے غالب وسائل فطری ہیں اور اگر ایک ایسا شخص ہوتا جسے اسکے نفس نے ابھارا ہو تو اپنی سیاست کے لئے حیلے ڈھونڈتا اور ہر طرح کی امید پیدا کرتا اور حوادث ساتھ رکتا اور چلتا۔ اور اس پوری لمبی مدت میں برابر ایک روپر نہیں رہتا اور وہ ایک فرد ہے لیکن ساری انسانیت کی ٹھیک سمت گویا وہی ہے۔

اور بادشاہت یا سیاست کے شخص ہوتے تو سیدھے اور ٹیڑھے ہو جاتے اور تھوڑے برسون میں اپنا مقصد حاصل کر لیتے اور حوادث کا سامنا نہ کرتے اور جو کچھ آپ کا موجود تھا اور آپ سے متعلق تھا نہیں کھوتا۔ اور خود کو اپنے عمل سے اپنے قوم سے نہ نکالتے اور ان میں ہار کا درمیانی ہیرا رہتے۔ اور نہ زمانے کے عوامل سے اپنے کو دور کرتے نہ چھوڑتے جب کہ وہ آپ کو قریب کر رہے تھے۔

لوگوں نے کہا کہ آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کے پاس اسوقت جب قریش ان سے بات کی، پیغام بھیجا کہ اے بھتیجے! تمھاری قوم میرے پاس آئی اور ایسے ایسے کہا تو مجھ پر اور اپنے اوپر رحم کر اور مجھ پر ایسا بوجھ نہ لادو جسے برداشت نہ کر سکوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوچا کہ آپ کے بارے میں آپ کے چچا کا خیال بدل گیا اور وہ آپ کی مدد چھوڑ دنگے اور یہ کہ وہ آپ کی مدد کرنے اور آپ کا ساتھ دینے سے کمزور ہو گئے اور آپ نے فرمایا اے چچا! اگر آفتاب میرے دائیں ہاتھ میں اور ماہتاب میرے بائیں میں رکھ دیں کہ اس چیز کو چھوڑ دوں یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کر دے یا میں اس میں ہلاک ہو جاؤں تو بھی اسے نہیں چھوڑونگا۔ پھر اشکبار ہو گئے اور رو پڑے۔ مکان کی تنگی میں زبانوں میں اسے وسعت پزیر تھے جسے کوئی دیکھتا اور جانتا نہیں تھا۔ گویا دن کا آفتاب اس میں ہائے نبوت کے آنسو! تو نے

ثابت کر دیا کہ بلند نفس اسے چھوڑ کر اسکے سوا کسی اور چیز سے تسلی نہیں حاصل کرتا جو بھی ہو نہ زمین کے سونے اور چاندی سے نہ آسمان کے سونے او ر چاندی سے جب کہ آفتاب ایک ہاتھ میں اور ماہتاب دوسرے میں رکھ دیا جائے۔

اور ہجرت سے پہلے اس طویل مدت کے حوادث اس زمانے کی دلیل ہیں کہ یہ ایک نبی کا زمانہ ہے نہ بادشاہ یا سیاسی لیڈر کا۔ اور اس پر دراصل دلیل ہے کہ یہ ثابت وپائدار یقین اپنی قوت کے لحاظ سے الٰہی انسان کا یقین ہے اور اس بات پر حکمت کا ثبوت ہے کہ یہ دین ان مناوئی عقائد میں سے نہیں ہے جسے نفس کی چھوت نفس کو لگاتی ہے تو یہ تیرہ سال میں آپ اہل اس سے زیادہ نہیں ہوئے جتنا ایک خاندان کو جو اس زمانے میں پیدا کرتا اور اس بات پر انسانیت کی دلیل ہے کہ اپنے عالمی اخوت اور انسانی وحدت کو وجود میں لانے کی وجہ سے اللہ کا پیغام ہے تیرہ سال۔ تیرہ ایسی دلیل تھے جو ثابت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بادشاہت کے انسان تھے نہ سیاست اور لیڈری کے اور اگر ان میں سے ایک ہوتے تو بہت تھوڑے میں حاصل کر لیتے اور آپ اپنی طرف سے کوئی نئی شریعت نہیں بنا رہے تھے۔ ورنہ آپ اپنی قوم میں ایسے نہیں رہ جاتے کہ گویا آپ نے انھیں نہیں پایا حالانکہ وہ آپ کے آس پاس تھے اور نہ ایسی فکر کے مالک جو نفس کے انتشار میں اسکے اسلوب بناتی ہے اور اگر ایسے ہوتے تو انھیں اسکے خالص اور ملے جلے ابھارتے اور اجتمائی ٹکراو کے متعلق شخص بھی نہیں تھے اور اگر آپ ایسے ہوتے تو ایک دن کے ایمان کو ایک دن کا کفر بناتے۔ نہ کسی قبیلے کے مصلح تھے ورنہ سیاست اور فریب سے اتنا ہی سدھار کرتے جو آپ سے قبول کیا جائے ۔نہ وطن پرست جس کا مقصد یہ ہوتا ہے اپنی سرزمین میں پہاڑ کے مانند بلند ہو جائے بغیر اسکے کہ اس کا یہ ارادہ ہو کہ دنیا پر جھانکنے کی حد کا ارادہ کرے جیسے آسمان زمین پر جھانکتا ہے اور نہ اپنے حاضر کے انسان تھے کیونکہ اعتماد رکھتے رہے کہ کل اور اسکا آئندہ آپ کے ساتھ ہے اگرچہ کہ آپ سے کل اور گذشتہ پیچھے ہو گیا اور نہ آپ بشری طبیعت کے شخص تھے کہ اسکے لئے اس چیز کو ڈھونڈیں جو بھوکا اپنے شکم کے لئے ڈھونڈتا ہے اور نہ ایسے

شخص جس کی شخصیت مدہوش اور فریضہ ہو جایا جائے ۔اور نہ ایسے شخص جس کی شدت اسے غالب اور بااقتدار بنارہی ہو اور نہ زمین میں زمین کے انسان بلکہ زمین میں آسمان کے ایک انسان تھے ۔

یہ اپنے نبی کے لئے اللہ کی تدبیر میں ہجرت سے پہلے اس کی حکمت تھی! زمانے کے اطراف آپ سے سمیٹ دیئے اور اس تیرہ سال کو ایک سال میں محصور کردیا ہے آپ سے امور کا صدور اپنے مصادر میں نہیں ہوتا تھا تاکہ ثابت ہو کہ آپ سے صادد نہیں ہوا اور آپ کی وجہ سے حقیقت ثابت ہورہی تھی اس بنا پر کہ وہ آپ کی قوت و عمل سے نہیں تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حالت پر تھے اور آپ نفس کی صود اور اپنے نفس کی حدود مکان کی تنگی میں زبانوں میں اسے وسعت پزیر تھے جیسے کوئی دیکھتا اور جانتا نہیں تھا۔ گویا دن کا آفتاب اس میں کامیاب ہورہا تھا تیرہ سال دنیا پر چمکنے سے پہلے آپ کے دل میں تابند تھا ۔

اور سال کے فاصلے کو لوگ آگے پیچھے نہیں کرتے کیونکہ وہ پوری کائنات کی روح ہے اور بادل کی بجلی کو لوگ چراغوں سے روشن نہیں کرتے اور نبی کے ساتھ اسی کے مثل آپ کی رسالت اللہ کی دلیل تھی یہاں تک کہ اللہ نے اپنے اس قول کو نازل فرمایا (وقاتلوهم حق لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله) تو فاصلہ ہو گیا اور کڑک چلی اور ہجرت ہوئی ۔

یہی تاریخ کا الٰہی مقدمہ تھا اور یہ فطری تھا کہ تاریخ اسکے بعد آگے بڑھے یہاں تک کہ رشید نے بادل سے کہا جو اس کے پاس سے گذرا کہ جہاں چاہو برسو تمہارا اخراج میرے پاس ہی آئیگا ۔

حل لغات

سید مصطفیٰ صادق رافعی ایک پختہ اور ماہر ادیب ہیں جن کے الفاظ سونے کے ٹکڑے ہوتے ہیں جب پرانے واقعات بیان کرتے ہیں تو تاریخ کو پلٹ دیتے ہیں لیکن زبان کچھ فلسفیانہ اور پیچیدہ ہے ۷ ۱۹۳ء میں انتقال ہوا۔ ان کی تصنیف اعجاز القرآن، وحی القلم انکے مقالات کا

مجموعہ ہے انکے کئی ادبی رسائل بھی ہیں۔
غیم باب نصر سے ٹھرے رہے لا یقلع حزح باب تفعل سے ہٹتے نہیں ہیں۔ المحادۃ مصدر باب مفاعلت مخالفت یتحطم باب تفعل سے ٹوٹتا ہے الصفق باب انفعال سے پلٹ گیا ،پھر گیا۔ استعبر اشکبار ہوگئے محفن خالص ممزوج آمیزش کیا ہوا ۔الشموخ بلند ہونا ۔ اطلال جھانکنا مصدر باب افعال تشرق چمک رہا ہے ۔

تحیۃ الاندلس

اندلس کو سلام

میں نے اس سے پیار کیا حالانکہ زمانے نے مجھے اس کے جمال کے دیکھنے سے لطف کی سعادت نہیں دی اور میں نے اس کے خبروں کو جاننا چاہا تو راویوں نے اسکے متعلق ایسے عجائب روایت کئے ۔جس میں سے بہت کم ہی نفوس کو اپنی طرف مائل کر لیتے اور دلوں کو موہ لیتے ہیں۔ وہ اپنے دور کی بیٹیوں میں حسن واحسان کی خوبیوں میں یگانہ تھی۔ اس لئے اس سے شادی کے بہت سے امیدوار اور طالب ہوئے ۔جس شخص نے اس کی چراگاہ کا قصد کیا وہ برابر اس کے لئے لطف وظرافت ظاہر کرتی رہی۔ اور نزدیک و دور کے لوگوں کو مسکراتے ہونٹوں سے مخاطب کرتی اور تیکھی نظروں سے دیکھتی رہی۔ جو ایسے اشاروں سے خالی نہ تھی جس سے وہ حوادثِ زمانہ کا مذاق اڑاتی تھی اور انسان کی کمزوری کو حقیر سمجھ رہی تھی ۔

میں نے بچپن کے زمانے سے اس سے پیار کیا اور بچپن کا پیار سخت ہوتا ہے جب آنکھ نے اسکی عادتوں کی تعریف پڑھی اور اس نے اسے بصیرت پہنچایا۔ تو میں نے اس کے بارے میں سوچا اور اسکے پوشیدہ ظاہر میں تدبر کیا اور میری شیفتگی اس کے ساتھ بڑھی۔ اور اس سے پہلے میں نے کسی کو نہیں سنا کہ وہ اس مصیبت میں پڑے ہوں جس میں میں پڑا۔ اور اسکی چراگاہ میں ایک ہی پل کے لئے اترنے کو عمر کی سعادت اور زمانے کی نیکی سمجھا ہو۔ پیار کئی

طرح کا ہوتا ہے اور میرا پیار سرزمین اندلس سے تھا اس پر ہر عربی کی طرف سے ہمیشہ لاکھوں سلام ہو۔

میں نے اس سے پیاران آثارگی کی تلاوت کی کثرت کیوجہ سے کیا جو اسکی سرزمین چلے اسکے بیٹے ہوں یا اسکے بیٹیوں کے علاوہ ہو ں۔اور قوت خیال اس کے ایسے مظاہر کا تصور کر رہی تھی جو ملنے کے دن کچھ درست ثابت ہوئے اور دوسرے طبیعت میں خیال کے مانند رہ گئے

اندلس میں تقریباً نصف تمدن پورا ہوا۔ اور انھوں نے اسکے اطراف میں تقریباً آٹھ صدیاں گذاریں اپنے اجمال و تفصیل کے ساتھ سعادت و رشک کا زمانہ اور نابغین روزگار اور موجدین اور ارباب طبیعت کا دور تھا۔ اور بہت سی جدید متمدن امتیں ہیں جس سے بکثرت اقتباس وایجاد کیا (لیکن) کسی کو اندلس کے رتبے کو پہنچنا میسر نہ ہوا۔ تو سرزمین معرب کے کنارے سے اور سرزمین عرب کا بحر میط اور متوسطے درمیان کا یہ آخر چپہ عربوں کے علوم اور فنکاری میں انتہائی استعداد کلازوالی ثبوت اور انتہا پسند شعوبیوں کے اس امت کی تمدنی فضلیت کے انکار کا ماتم کر رہی ہے۔

اہل یورپ نے بہت سی عمارتیں کلیسے گرجے، میوزیم لائبریریاں، مدارس، ویل اور باندھ۔ راستے اور گذرگاہیں اسٹیچو اور نشانات اور تالاب بنائے لیکن تفنن کی کثرت کے باوجود یونان وروم کے دور سے اس انداز کی عمارت نہیں بنا سکے جو تم سے ہم کلام ہو اور اسکے زبان ہو جو بات کر رہی ہو اور تمہاری طرف دیکھ رہی ہو اور تمہارے دل کے پردوں میں اثرانداز ہو رہی ہو اس کے لئے آنکھ نہ ہو جو پھر بھی دیکھ رہی ہو۔ اور اپنے نغمات کے تسلسل سے بغیر جھانجھ اور ستار وہر مونیم کے تمہیں خوش کر رہی ہو۔

بہت سی عمارتیں ہیں جو طلیطلہ، قرطبہ، اشبیلیہ اور غرناطہ میں رہ گئیں فتنوں اور کبھی جہالت نے جن کی نصف رونق لوٹ لیا اور کبھی اسے سالم چھوڑ دیا اور ان پر رحم کیا یا اسکو درست کردیا جو حوادث زمانہ نے انھیں نقصان پہنچایا اگرچہ ان کی پہلی رونق واپس نہیں آئی ۔

اس پاکیزہ سرزمین کو سلام جسے اللہ نے خوبصورت عطیوں کی خصوصیت دی۔ چنانچہ اس کی زمین کی پاکیزگی۔ اسکی بلند اور پست زمین میں نہ اسکے ٹیلوں پر سے اس کی وادیوں میں اچھلتے میٹھے پانی میں کوئی کمی ہوئی اور نہ گنجان درختوں اور اسکی نرم و سخت زمین کے سبز کھیتوں میں اور نہ موسم کے اعتدال اور ملک کے جمال میں۔ وہ بدن کے لئے صحت بخش ہیں جسے آسمانی صنعت کار نے اپنی ایجاد سے آراستہ کیا ہے۔ اور فطری اور مصنوعی حسن کتنا خوبصورت ہوتا ہے جب دونوں ایک بہترین چپے میں ایک ساتھ مل جائیں۔

انسیت کی راتیں اندلس کے جزیرے میں اور اسکے روشن ایام گذشتہ دور میں۔ تجھ میں آداب کے بازار چالو ہوئے۔ جس سے صدیاں گذرنے کے باوجود عربوں کے سر بلند ہیں اور تمہاری منزلوں میں عربی ذوق کمال کو پہنچا ہے گویا کچھ لوگوں نے سمجھا کہ ہم نے ادب کے سوا ہر چیز کو فراموش کر دیا اور یہ ازوال آثار تمہارے علم و فنکاری اور تمہاری زراعتوں کا ثمرہ ہی تو ہیں۔

تمہارے علماء اور فلسفیوں اور ماہرین اور ادیبوں اور امیروں کی روحوں پر سلام ہو۔ وہ کتنے دانشمند تھے جس دن انھوں نے عربوں کے لئے دونوں سعادت حاصل کرنے کا راستہ بنایا اور ان کے لئے بہترین تمدن کا آئین بنایا۔ انھوں نے ابھارا تو مشرق سے مغرب تک دین و دنیا کی تعلیمات کو خوبصورت بنا دیا۔ عقلوں کا نکھار ان کے زمانے تک تھا اور انھوں نے اپنے ہم عصروں کو مدہوش کر دیا اور قوموں کے جانشین ہوگئے اور ان کے لئے بےمثال نازک کپڑے تیار کئے اور اس میں ان کے لئے ایسے دفتر لکھے جس کے حاشئے نازک ہوں اور انسان کے لئے انسان کے حکم کے بارے میں ایک پائدار نظام جو اپنے قاری میں جب اپنے اندر تدبر کرے تو ذوق طبیعت کے حسن کی طبیعت پیدا کرے اور کمال و جمال اسکے خیال کی نازک مثال پر نشوونما کرے۔ وہ عرب کے تمدن کی ایک زندہ مثال ہے عموماً بر اعظم یورپ میں اور خصوصیت سے جزیرہ نمائے اسپین میں۔ جن پر اہل عرب اپنے مختلف علاقوں کے باوجود فخر کرتے ہیں اور ان کا فخر کرنا درست ہے کیونکہ عربی اسلامی اندلس ہمیشہ مغربی

عیسائی مدرسہ رہا اسکے طلبہ اپنے تاریک ادوار میں عرب علماء کے مہمان ہوئے تو انھوں نے ان کے لئے اپنے بلند اخلاق کشادہ کردئے اور انھیں تعلیم دینے کے ساتھ ان کی مہمان نوازی کی اور کسی طالبعلم اور انکے چراگاہ کے پناہ گزین پر عرب مہمان نوازی کتنی فیاضانہ رہی۔ اور جب زوال کا دور آیا اور اس کارواں کے اس سرزمین سے روانہ ہونے کا وقت نزدیک ہوا تو پورا مغرب انھیں اس میں سب سے بھاری مداخلت کار سمجھ رہا تھا: انھوں نے ان کے لئے عمارتوں کو اپنا فضل بیان کرتے اور اپنے ایسے معانی کی خبر دیتے چھوڑا جو ان کی نفیس چیزوں کی لغت میں نہیں ہے اور گذشتہ زمانے پر اسکی تکذیب کرتے ہوئے جو محسوس کا انکار کرتا۔ اور سچائی کا اسکے ساتھی کے لئے اقرار نہ کرتا ہو اور خود غرضی اسے برگشتہ کر رہی ہو اور سچائی کے خوبصورت چہرے کو بدصورت بنایا ہو ۔اب تک یورپ میں ایسے لوگ ہیں جن پر عربوں کی فضلیت کا اعتراف طبیعت کی وفائت کیوجہ سے دشوار ہو رہا ہے اور وہ اسے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ یہاں تک کہ اس امت کے متعلق جو کچھ ان کی کتابوں میں ہے اسے بھی نہیں مانتے ۔اس عربی تمدن کے بارے میں کتابوں کو چھوڑ دو۔ اور اندلس کے آثار کا یہ کمزور مبہم اثر اسکی نمایاں دلیل ہی تو ہے کہ یہاں عام انصاف، کامل عقل اور تیز نظر اور فنکارانہ ہاتھ تھا جو اس جیسی تمام عمارت پر برتری رکھتے ہیں جو قبیہ علاقوں اور چھوں میں بنائے گئے ہیں۔

حل لغات

محمد کرد علی بن عبدالرزاق ایوبی کردوں میں ہیں ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوئے اپنے دور کے اساتذہ فن سے تعلیم حاصل کی مصر میں اخبار ورسائل کے ایڈیٹر رہے اور دمشق سے یومیہ اخبار المقبس نکالا ۱۹۰۹ء میں پیرس کا سفر کیا فرانسیسی زبان جانتے تھے دوبار وزیر منتخب کئے گئے ۱۹۵۳ء میں انتقال ہوا اور معاویہ بن ابوسفیان کی قبر کے پاس باب صغیر کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

صاحب طرز ادیب اور انشاء پرواز تھے ان کے یہاں جدید مغربی اور قدیم عربی ثقافت کی آمیزش ہے انداز بیان نہائت سادہ آسان اور بے تکلف ہے ۔ان کی سب سے بڑی کتاب خطط الشام چھ جلدوں میں ہے اور الاسلام والحضارۃ العربیہ ان کی دو حصوں میں نہایت عمدہ کتاب ہے دیگر کتب امراء البیان اور کنوز الاجداد ہیں۔

امتاع فائدہ اٹھانا ترشق باب نصر سے گھور کر دیکھتی ہے سخافتہ کمزوری ادیم روئے زمین ج ادم النوابغ واحد نابغہ یگانہ روزگار شخص۔ القرائح طبیعت ملکہ واحد قریحۃ ۔الصقع جانب گوشے ج اصقاع الشعوبیۃ۔ قومی تعصب بیع یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے۔واحد بیعۃ۔ نصب نشان صناجۃ جھانجھ وعر سخت زمین ج وعور ،وعرۃ اور اعواد الربع مکان ج ربوع رباع۔ الرعیل کارواں ج رعال عادیات پرانے آثار واحد عادیۃ رمت واحد مونث غائب زیادہ ہوا۔

اختلاف انظار المسلمین فی الاسلام و القرآن

اسلام اور قرآن کے بارے میں مسلمانوں کا نظریاتی اختلاف

(ڈاکٹر احمد امین)

ہمارے دور میں دوسرا اہم مسئلہ جسے ہم لکھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اس زمانے میں اسلام کے بارے میں بہت سے مسلمانوں کا تصور دور اول کے مسلمانوں کے اسلام کے تصور سے مختلف ہے اس لئے عربوں کی سادہ آسان زندگی پیچیدہ ہوگئی اور مختلف مذاہب سرایت کر گئے اور وہ اہل علم جو بت پرست یا مانوی تھے اسلام میں داخل ہوگئے۔اور ان کے سر ان پرانے مذاہب سے جن سے وابستہ تھے صاف نہیں ہوئے اور انھوں نے مخلوط پیچیدہ تہذیبوں میں زندگی گذارا اس لئے اسلام کو اپنی آنکھوں۔ سے دیکھا اولین عربوں کی آنکھوں سے نہیں اور یہ مقولہ درست ہے کہ امتیں اگرچہ دین میں ایک ہوں پھر بھی ہر جماعت کا نظریہ اپنے

دین کی تفاصیل سے دوسری امتوں سے مختلف ہوتا ہے اور وہ دین کو اپنی تاریخ اور اپنے معاشراتی نظام اور اپنے متواتر ادیان اور اپنی لغات ور سومات اور اپنی ثقافت و تربیت وغیرہ کے دراز سے دیکھی ہے ۔ ہر مسلمان لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے لیکن وسیع الثقافتہ عالم کا نظریہ اسلام کے بارے میں جاہل عوام کے نظریئے سے الگ ہوتا ہے اور دونوں ہی کا نظریہ صوفی کے نظریئے سے الگ ہوتا ہے اور ایسے ہی۔ بلکہ بالعموم مصری مسلمانوں کا اسلام کے بارے میں نظریہ اپنی تفاصیل میں ہندوستانی اور ترکی مسلمانوں کے نظریئے سے مختلف ہوتا ہے ۔ کیونکہ ہرامت پر ایسے عوامل یکے بعد دیگرے آتے ہیں جو دوسرے کے خلاف ہوتے ہیں اور یہ۔بے شک ان کے نظریات اور عقلیات کے درمیان مخالفت پیدا کر دتے ہیں ۔ اور لوگ اسلام کو مختلف زمانے میں مختلف نظر سے دیکھتے ہیں ۔ اس سلسلے میں وہ روایت مجھے پسندیدہ لگتی ہے جسے بخاری و ترمذی نے انس بن مالک المتوفی ۹۰ھ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں کسی چیز کو اس حالت پر نہیں پہچانتا جس پر وہ دورِ رسالت میں تھی ۔ کہا گیا کہ نماز ؟ تو فرمایا کہ کیا تم نے اس میں وہ نہیں کیا ہے جو کیا ہے۔ تو انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور اور امویوں کا دور دیکھا اور دونوں دور کے قریب ہونے کے باوجود نظریات واعمال کے اختلاف کو دیکھا تو اگر عباسیوں اور انکے بعد کو دیکھ لیتے تو کیا حالت ہوتی ؟ اسلام ایک سہل اور آسان دین تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو بھی دین کو سخت بنائے گا وہ اس پر غالب ہو جائے گا ۔ اور آپ فرماتے ہیں ۔ اپنے اوپر تشدد نہ کرو اس لئے کہ اللہ تم پر تشدد کر دیگا۔ کیونکہ ایک قوم نے اپنے اوپر تشدد کیا تو ان پر تشدد کیا گیا ۔ اور یہ کلیساؤں اور گرجاؤں میں انھیں کے بقیہ لوگ ہے رہبانیت کو انھوں نے خود بنایا حالانکہ ہم نے ان کے اوپر اسے نہیں لکھا اور قاسم بن محمد ریشم پہنتے تھے اور سالم بن عبداللہ صوف پہنتے تھے دونوں مدینے کی مسجد میں بیٹھتے تھے تو نہ وہ ان پر انکار کرتے اور نہ یہ ان پر ۔ اور یہاں کچھ صحابہ میں دین کے اندر غلو کرنے کا جذبہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی

مخالفت کی۔ جیسے اپ کے اور عبداللہ بن عمرو کے درمیان ہوا۔ کیونکہ آپ کو خبر ملی کہ وہ سوتے نہیں اور نہ افطار کرتے اور عبادت میں مشغول رہ کر اپنے اہل کے واجبات ادا نہیں کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے عبداللہ! بیشک تمہارے لئے رسول اللہ میں ایک اچھا نمونہ ہے ۔ اور رسول اللہ روزہ رکھتے اور افطار کرتے اور گوشت کھاتے اور اپنے اہل کے واجبات ادا کرتے ہیں اے عبداللہ! یقیناً اللہ کے لئے تم پر کچھ فرض ہے اور تمہارے بدن کا تم پر کچھ فرض ہے اور تمہارے اہل کا تم پر کچھ فرض ہے ۔

اور اسکے بعد ہم نے دین میں تشدد اور رسومات کی ایجاد اور مختلف اطراف میں غلو کو دیکھا۔ کچھ اون پہنتے اور اسکا التزام کرتے ہیں اور کچھ اسکے پہننے والے پر انکار میں غلو کرتے ہیں حماد بن سلمہ بصیرہ گئے تو ان کے پاس فرقد سنجی آیا اور اس پر اونی کپڑے تھے۔ تو اس سے حماد نے کہا۔ اپنے سے اپنی نصرنیت کو دور کرو۔ اور سماک نے اصحاب صوف سے کہا واللہ اگر تمہارا البا س تمہارے باطن کے موافق ہے تو تم نے یہ چاہا ہے کہ لوگ اس سے واقف ہوں اور اگر مخالف ہے تو تم ہلاک ہو گئے ۔ اور کچھ موالی وضوء اور طہارت میں تشدد کرتے تھے اور اس میں ایسا غلو کرتے تھے جسے عرب نہیں جانتے تھے اور عرب ان سے اسے ناپسند کرتے تھے ۔اسکی بہت سی مثالیں ہیں۔

اور یہاں اس سے بھی اہم چیز ہے اور وہ یہ کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے دور میں قرآن پڑھتے یا سنتے تھے تو اس کی روح کو سمجھنے پر توجہ دیتے تھے اور اگر علماء اسکے سوا کسی چیز پر توجہ دیتے تھے تو اس چیز پر جو آیت کی وضاحت کرے۔ یعنے سبب نزول پر یا اشعار عرب کے ابیات سے استشہاد پر جو کسی غرب لفظ کی تفسیر کرتا ہو یا کسی غامض اسلوب کی۔ اور تفسیر طبری وغیرہ میں صحابہ سے تفسیر قرآن کے سلسلے میں زیادہ تر روایت اسی انداز کی ہیں۔ اور عصر اول میں ہم نے دینی مذاہب اور عمل و نحل کی طرف صحابہ کرام کے میلان کو نہیں پہچانا۔ اور جب اموی دور کا اخیر زمانہ ہوا تو ہم نے تقدیر کے بارے میں کلام دیکھا۔ اور ہم نے متکلمین دیکھا کہ اس دور میں قرآن کو اپنے عقیدے کی روشنی میں

دیکھ رہے ہیں۔ توجو جبر کا قائل ہے اس نے اختیار کی تمام آیتوں کی تاویل کردیا۔ اور جو اختیار کا قائل ہوا اس نے جبر کی تمام آیتوں کی تاویل کر دی۔ اسکے بعد عباسی دور میں اس سیلاب کے بعد ایک سیلاب آیا اور ہر جماعت اور مذہب کے لوگ سب کو اپنے مذاہب کی روشنی میں دیکھنے لگے۔ اگرچہ اس نظریئے نے مسلمانوں اور غیروں کے درمیان جدال اور اسلام کی دعوت کا فائدہ دیا۔ جیساکہ ہم نے معتزلہ کا موقف بیان کیا ہے پھر بھی اس سے دینی روح کو کمزور کرنے کی برائی پیدا ہوئی جو زندہ ہوتی تو دل زندہ رہتے۔ علماء کرام اور اہل مذاہب قرآن کو یونانی فلسفے کی روشنی میں دیکھنے لگے اور اس میں اگرچہ کچھ عقل کی مشق اور فکر کے بعض اطراف کی وسعت تھی پھر بھی اس میں روح کی قوت اور دل کی ہمت کی کمزوری تھی ۔ اس سلسلے میں خواہ معتزلہ ہوں یا اشاعرہ یا ماتریدیہ سب نے دینی عقائد میں یونانی دلیلوں سے کام لیا ۔ اور یہ اس طریقہ کے خلاف ہے ۔ دعوت دین کے سلسلے میں قرآن کا جو مقصد ہے وہ اپنے اس عمل سے عقل اور دل کا رشتہ کاٹ رہے تھے اگرچہ چاہو تو یہ آیت اللہ کی قدرت کے اثبات کے بارے میں پڑھو اللہ کا ارشاد ہے۔ اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ہے کہ پہاڑوں میں مکان بنائے اور درخت میں اور اس چھپر میں جسے لوگ بناتے ہیں پھر ہر پھل سے کھاؤ اور اپنے رب کی راہ میں فرمانبردار ہو کر چلو ۔ اسکے شکم سے پینے کی چیز برآمد ہوتی ہے جس کا رنگ مختلف ہوتا ہے ۔ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے بیشک اس میں اس قوم کے لئے نشانی ہے جو تفکر کرتی ہے ۔ اور پھر علم کلام کی کتابوں میں اشعریہ اور ماتریدیہ کی بحث پڑھو کہ قدرت صفت ازلیہ ہے جو ارادے کے موافق ہوتی ہے اور معنی میں کہ اثر کا صدور درست ہو اور ترک پر قابو ہو جیساکہ ماتریدیہ کہتے ہیں یا وہ ایسی صفت ہے ۔ جو مقدورات سے تعلق کے وقت ان پر اثر انداز ہوتی ہے جیساکہ اشاعرہ کہتے ہیں تو دونوں راہوں اور دونوں روحوں میں کتنا فرق ہے قرآن کریم کا اہم مقصد یہ ہے کہ انسان کے اللہ اور عالم کے ساتھ قوی تعلق کے بیان سے شعور زندہ ہو۔ اور روحانی حیات کے تغذیہ کے لئے اس پر عمل کیا جائے لیکن تسکین نے منطق راہ

سے یہاں تک پہنچنا چاہا اور دونوں راہوں میں بڑی دوری ہے۔ کیونکہ منطق کی حیات دل کو حوصلے سے نہیں بھرتی اور نفس میں ایمان کی حرارت نہیں ابھارتی۔ یہ روحانی حیات ہی کرتی ہے۔

اس دور میں بھیانک کثرت کے ساتھ مذاہب ومسالک بڑھ گئے یہاں تک کہ مامون لوگوں سے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے۔ اور ایک جماعت ہے جس کے ہر شخص نے اپنی ایک مجلس بنالیا جسے اپنی ریاست سمجھ لیا تاکہ وہ کسی جماعت کو کسی مدعت کی دعوت دے۔ پھر ان میں سے شاید ہر شخص اس شخص کی دشمنی کرتا ہے اس معاملے میں جن کے ساتھ بدعت کی ریاست بنائی ہے اور اسکا خون بہاتا ہے۔ حالانکہ اسی نے دین کے معاملے میں اس چیز سے بڑھ کر اسکی مخالفت کی ہے لیکن اسکے معاملے میں اسکی کوئی ریاست نہیں ہے اس لئے اس پر اس سے سمجھوتہ کر لیا۔

ہم فرقوں اور مذاہب کے نام کا سامنا شہرستانی کی کتاب الملل والنحل میں کرتے ہیں اور ان کی کثرت اور اختلاف سے مدہوش ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سبھی قرآن کریم کو اپنے مذہبی نقطہ نظر سے دیکھتے تھے اور اسکے موافق اسکی تفسیر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ معتزلی اختیار وصفات اور حسن وقبح کو عقلی قرار دینے میں قرآن کی تطبیق اپنے مذہب پر کرتا تھا اور جو اسکے مذہب کے موافق نہ ہو اس کی تاویل کرتا تھا اور ایسے ہی شیعی کرتا تھا اور یہ دور اول کے مسلمانوں کے قرآن میں نقطہ نظر کے پورے طور پر مخالف تھا۔

قرآن دو طریقے سے ایمان کی دعوت دیتا تھا خود عالم پر غور وفکر کی راہ سے اور تاریخ کی راہ سے۔ اور وہ سمجھتا تھا کہ دنیا پر انسان کی نظر اسکے ایمان کو پائدار کرے گی اور اسکے یقین کو تقویت دیگی تو ہوائیں اور زمین وآسمان کے درمیان تابعدار بادل میں اور اونٹ کیسے پیدا کیا گیا اور پہاڑ کیسے برپا کئے گئے۔ اور زمین کیسے ہموار ہوئی۔ اللہ کے وجود کی نشانیاں ہیں جیسا کہ انبیاء اور ان کی امتوں کے تاریخی واقعات ایمان کی دعوت دیتے ہیں اور یہ نظر انسانی اختلاف کے باوجود ان کے موافق ہے۔ چنانچہ اس طریقے سے عالم وجاہل ایمان حاصل کر سکتے

ہیں اور روحانی حیات کی دعوت محض وہی دعوت ہے جو سارے انسانوں کے لئے ہو سکے۔
اور جب عباسی دور میں علماء یونانی فلسفے پر فریفتہ ہوئے تو انھوں نے خود قرآن کی سمت کو عقلی ثقافت اور منطقی براہین کی ایک صورت کی طرف پھیر دیا اور قرآن کو ایسے پڑھا جیسے حساب وہندسہ اور ہیئت پڑھتے ہیں جس میں دل کے ناحیے سے نقصان پیدا ہوا۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کا آسان عقیدہ پیچیدہ ہو گیا یہاں تک کہ تیکلین یعنے معتزلہ واشاعرہ کی تعلیمات ،اس کی نمائندگی کرنے لگیں اور اخیر میں عقائد نسفیہ اور متن السنوسیہ اسکی نمائندگی کرنے لگا یہاں تک کہ مخلص صوفیہ کی ایک قوم نے اس نقص کا شعور کیا اور اسلام کی دعوت اسکے اولین انداز پر دی۔ لیکن جلد ہی ان میں سے بھی کچھ فلسفہ کی طرف پھر گئے اور اس سے مدد لینے لگے جیسا کہ انشاء اللہ ہم بیان کرینگے۔
اور جیسے جیسے مسلمان علوم و فلسفہ کی گہرائی میں پہنچے قرآن کو اسی کے درمیان سے دیکھا اور جب رعد وبرق کی کوئی آیت آئی تو انھوں نے اس کی شراحت فضائی ظواہر کے بارے میں ہر اس چیز سے کر دی جس تک اسکا علم پہنچا اور جب آسمان اور ستاروں کے بارے میں آیت آئی تو انھوں نے ہیئت کے بارے میں اپنے علم کی تطبیق دیدی۔ اور جب اسی آیت میں جبر اور اختیار کی طرف اشارہ آیا تو اسکے بارے میں متکلمین کے مذاہب کو شمار کر دیا اور جب کوئی نحوی مسئلہ آیا تو بصریوں اور کوفیوں کے نحوی اختلافات کا سیلاب لا دیا۔ الحاصل انھوں نے قرآنی آیات کے آس پاس ان تمام علوم کو ترتیب دیدیا جس کا علم رکھا۔ اور زمانے کے تسلسل کے ساتھ یہ بڑھتا گیا جیسا کہ تم آئندہ اسکے بعد فخر رازی کی تفسیر میں دیکھو گے۔ چنانچہ اس میں ایک چیز کے سوا جو روح قرآن کی شرح ہے بہت کچھ پاؤ گے جس تک مسلمان پہنچے اور رسائی حاصل کی۔
اور لیکن دینی ناحیے سے فلسفہ وعلوم کی کمزوری کے اس نقطے کا دینی حیثیت سے ایک بڑا فضل بھی ہے۔ یہ ایسے کہ لوگوں نے عباسی دور میں بڑی مشکل کا سامنا کیا انھوں نے مختلف امتوں کی بھاری تہذیبوں کو دیکھا۔ جس کی وارث اسلامی مملکت بنی۔ اور حیات کے تمام اطراف

میں متعدد امتوں کی مختلف عادات کو دیکھا اور انھوں نے تجارتی معاملات اور شخصی حالات کے نظاموں کو دیکھا جو مختلف امتوں کے دینوں سے اثر پذیر ہوئے اور ایسے ہی تمام معاشرتی ناحیوں میں خواہ وہ اقتصادی ہو یا سیاسی یا قانونی اور انھوں نے دوسرے ناحیے سے دیکھا کہ اسلام کچھ اصول لایا ہے جس کی حفاظت ضروری ہے اور ایسے ہی ان کے بارے میں جزئیاتی نصوص پیش کی ہیں جن کی رعایت ضروری ہے لیکن ہر زمانے میں ایسے قضیے اور نئی باتیں پیدا ہوئیں جو اس سے پہلے نہیں پیدا ہوئیں جس کے بارے میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی لہذا علماء کے سامنے یہ چیز تھی کہ ایک آنکھ سے اسلام کے قواعد اور تعلیمات کو دیکھیں اور دوسری آنکھ سے اسلامی تمدن اور اس میں جو نئے مظاہر او. مختلف حوادث پیدا ہوئے۔ اور یہ ضروری تھا کہ اسلام کے قواعد کو ان حوادث پر تطبیق دیں۔ یہ آسان معاملہ نہیں تھا ہاں یہ شکل اسلام کی تاریخ میں عباسیوں سے پہلے پیش آئی۔ ان کا سامنا عمر بن خطاب نے فتوحات اور شہروں کو بسانے اور مختلف عقائد و نظام اور مختلف زبان کی امتوں کے اسلام کی حکومت کے تحت آنے کے بعد کیا اور انھوں نے اور ان کے آس پاس کے علماء نے بے اندازہ کوشش کی اور اسکے لئے جو ان کے بعد آئے گا ایک بہترین مثال بنائی اسلئے قانون سازوں نے بہت سی چیزوں فتوحات وجہاد اور ٹیکس وغیرہ کے نظام میں ان کی رائے پر عمل کیا اور انھیں اپنا قابل تقلید نمونہ بنایا اور امویوں نے اس مشکل کا سامنا کیا اور دفاتر اور سکوں وغیرہ کے نظام کو بدل دیا اور انھوں نے اس پر دوسرا قدم رکھا۔ لیکن عباسیوں کے سامنے مشکل زیادہ پیچیدہ تھی کیونکہ فتوحات کی دہشت کا ازالہ ہو چکا تھا۔ اور جو امتیں اسلام میں داخل ہوئیں وہ ثابت رہیں اور ایک نئی نسل پیدا ہوئی جو اپنے باپوں اور مسلمانوں کی وارث ہوئی۔ اور عباسیوں نے جیسا کہ ہم نے پہلے دیکھا سادے طور پر نہیں رہنا چاہا جیسے ان سے پہلے اموی رہتے تھے اور دوسرے عناصر جیسے ملے جلے تمدن کے مالک ایرانیوں کا غلبہ ہو گیا تو ان سب کا اثر یہ ہوا کہ انھوں نے ایک کامل اور عام نظام بنانے اور ارادہ کیا اور یہ کہ ان مشکلات کا سامنا اور اسکا حل قوانین واصول سے کیا جائے کسی جزوی چیز اور فروعی رائے سے نہیں

اور اس زمانے میں علوم نے ان کی ان سب چیزوں پر مدد کی ۔ اور اگر علوم نہ ہوتے تو وہ یہ سب نہ کر سکتے ۔ تو ہم نے دیکھا کہ ابو یوسف اپنی کتاب الخراج میں ہارون رشید کی حکو ت کے لئے مالی نظام بنا رہے ہیں۔ اور زمین اور اسکی پیمائش اور جو کچھ اس سے لیا جائے اسکا نظام تیار کرتے ہیں ۔ اور یہ کیسے ہونا چاہیئے اور زمین کے سوا جو سمندر وغیرہ سے برآمد ہو اسکے ٹیکس کا قانون تیار کرتے ہیں اور کنوں اور نہروں سے سینچائی کا قانون بنائے ہیں اور ہم ائمہ اربعہ وغیرہ کو مالیاتی اور تعزیراتی قانون بنانے کی کوشش کرتے ہوئے پاتے ہیں جس کا نام احوال شخصیہ رکھا جاتا ہے اور فقہاء کے سوا انتظامی قانون ہیں جیسے پولیس سپاہی اور لشکر کا نظام اور فقہاء کا نظام کبھی اہل حکومت کے نظام کے معارض ہوتا ہے تو دونوں میں تطبیق دینے پر غور کیا جاتا ہے ۔ اور ڈاک اور کارخانوں اور تجارت وغیرہ کا نظام بنایا جاتا ہے اور یہ سبھی حرکات عباسی حکومت میں تیز اور پائدار تھیں اور اپنے اصول میں اسلامی قواعد کے ماتحت تھیں اور اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانے میں اسلام کو آئین بنایا گیا اور عصری معنی میں وہ متمدن حکومت کا نظام بن گیا ہاں یہاں کچھ تصرفات میں اسلام سے نکلنا اور عدلیہ کے نظام کچھ نقص تھا اور یہاں ف فقہی احکام کو قانونی اقتدار دینے میں کچھ کمی تھی۔ لیکن یہ اسے توڑتا نہیں جس کا ذکر ہم نے کیا بلکہ قانون سازی اور نظام بنانے میں عام روح اصول اسلام کی پابند تھی اور یہ کہ اگر مسلمانوں کا علم کی مختلف فروعیات میں مشغول ہونا نہ ہوتا تو یہ ممکن نہ ہوتا۔ اور اس اسلام نے اپنی تعلیمات اور نظام حکومت کی بدولت تمام امت اسلامیہ کو ان کی مختلف نوعوں یعنے آریوں اور سامیوں و حامیوں کے ہوتے ہوئے اپنی سلطنت کا تابعدار بنالیا ۔ اور وہ اپنے نظام اور قضاء اور اپنے معاملات میں اسکے بنائے ہوئے احکام پر چلنے لگے اور اسکی وجہ سے امتوں کے درمیان فرق سکڑنے لگے اور اسکی جگہ اسلامی وحدت نے لے لیا۔ اور اسی لئے یہ وحدت عباسی دور میں اموی دور سے زیادہ نمایاں تھی اور اسلام حیات عام اور سیاست و محکمات میں داخل ہو گیا اور قانون سازی لوگوں کی عادات سے اور لوگوں کی عادات قانون سازی سے اثر پذیر

ہوئیں۔ اسلام میں ایک دین تھا اور مدینہ میں دین اور حکومت بن گیا اور عباسی دور میں بغداد اور تمام اسلامی مملکت میں دین و حکومت اور تمدن بن گیا اور شائد یہی وجہ ہے کہ جس نے زیادہ تر لوگوں کو اس زمانے میں اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ اور لوگ جہاں ہوں اسلام کی سانس لے رہے تھے مکان میں ہوں سڑک پر ہوں، عدالت میں ہوں، معاملات و تجارت میں ہوں مکسوں میں ہوں تعلیم میں ہوں، کسی بھی زندگی کی مصلحتوں میں ہوں۔

حل لغات وثنیین بت پرست۔ مانیین مانی کے پیرو تداول۔ باب تفاعل سے مصدر یکے بعد دیگرے ہونا ۔ غامض پوشیدہ نازک انحیاز مصدر انفعال میلان اور جھکاؤ۔ اشعریۃ ابوالحسن اشعری کے پیرو۔ ماتریدیہ۔ ابو منصور ماتریدی کے پیرو ۔یدعم طاقت دیتا اور مدد کرتا ہے ولع۔ فریفتہ ہوا مقننون ج مقنن قانون ساز ضرائب ٹیکس واحد ضریبتہ تتقلص سکڑتا ہے سمٹتا ہے مرافق مفادات۔

الصدیق

استاد عباس محمود عقاد

صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام پر توجہ دی حالانکہ جس چیز پر وہ توجہ کر رہے تھے اسے جانتے تھے اسے کسی نے قبول نہیں کیا اور نہ انھوں نے خود سے کہا کہ معاملہ اس سے زیادہ آسان ہے جس کی تم امید رکھتے ہو اور یہ کہ جس عقیدہ کی طرف تم پھر رہے ہو اسکی مشقت اس سے ہلکی ہے جو تمنے پائی تو انھوں نے کوئی تکلیف نہیں پائی اور وہ راحت کی امید کر رہے ہوں اور کوئی نقصان نہیں پایا اور وہ منفعت کی امید کر رہے ہوں اور اپنی قوم سے عداوت نہیں پائی اور وہ محبت کی امید کرتے رہے ہوں ۔اور کوئی خطرہ نہیں پایا اور امن کی امید کرتے ہوں وہ ایسی چیز میں داخل ہوئے جس میں اسی چیز کی امید کر رہے تھے جس سے اس میں ملے ۔اور

صبر و خودداری اور برداشت کو اسکے فرض سے کم سمجھ رہے تھے کیونکہ وہ دین ہے اس لئے کہ وہ فناپزیر حیات اور پائندہ حیات سے کیونکہ وہ حقیقت ہے اور اسکے سوا باطل ہے اور ہدائت ہے اور اسکے سوا گمراہی ہے۔

کسی انسان نے کبھی اس توجہ سے زیادہ صادق توجہ نہیں دی اور کسی انسان نے کبھی اپنے ضمیر اور اپنے رب کی راہ میں کسی آزمائش کے لئے اس تیاری سے بڑھ کر تیاری نہیں کی اور کسی انسان کے نزدیک کبھی سچائی اس نفاست سے زیادہ پیش قیمت نہیں رہی۔ تو یہ جان کی حفاظت اور باپ بیٹوں کی حفاظت اور مال وسامان کی حفاظت اور پوری دنیا کی حفاظت ہے جسے ایک شخص نے ایک سچے کلمے سے وابستہ کر دیا۔ اور کچھ لوگ بعد تصدیق کرتے ہیں اور صدق کی راہ میں ایک دن کی روزی خطرے میں ہیں ڈالتے اور نہ ایک لمحہ کی راحت کو، بیشک وہ صدیق ہیں۔ وہ کسی ایک ایسے کلمہ سے موصوف نہیں کئے گئے جو ان کی سیرت کو کلمہ توحید سے زیادہ حاوی ہو۔

اور ہم نے کچھ ناقدین کو دیکھا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک عربی پر بڑی چیز سمجھتے ہیں کہ وہ دینی ہدایت کی یہ قیمت سمجھے جس سے بڑھ کر کوئی قیمت نہ ہو لیکن وہ غلط کار ہیں کیونکہ جاہلیت کے عربی نے سچائی کو پہچانا اور زست کو سچائی کی راہ میں فروخت کرنے کو پہچانا جیسے کہ پڑوس کے واجب یا عزت کے واجب یا شرف اور ذمہ داری کے فرض کو سمجھتا ہے۔

اور ابوبکر خصوصیت سے ان میں تھے جو واجبات کا لحاظ کرتے اور اسکے اہل کے لئے اسکی کفالت کرتے تھے اور ان میں تھے جو زیادتی کو ناپسند کرتے اور اسے اسکے اہل پر عیب سمجھتے تھے تو اگر اکبر نے سچائی کو پہچان لیا تو حیرت کی بات نہیں کہ اس کی ایسی رعایت کریں اور اسکی ایسی کفالت کریں۔ حالانکہ طبیعت کی شرافت او رسرشت کی پاکیزگی اور فطرت کی راستی اور دل کی صفائی کی وجہ سے وہ اسے پہچاننے کیلئے تیار تھے۔

۔بوبکر اس زمانے میں تھے جس کے عقلمند پر زمین میں آسمانی ہدایت کا انتظار کر رہے تھے اور ہمارا خیال ہے کہ آسمانی ھدایت کا انتظار کسی زمانے میں باطل نہیں ہو خصوصیت سے

اس زمانے میں جس میں فساد عام ہوا اور انسانی تدبیر اس سے بے بس ہو جائے اور ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ اسلام کے بعد ہم کچھ لوگوں کو مہدی کا انتظار کرتے دیکھ رہے ہیں جو ظلم عام ہو تو انصاف کو عام کریں گے اور معروف کا حکم دیں گے جب منکر پھیلے اور جب گمراہی پائدار ہو تو سیدھا راستہ دکھائیں گے۔

اور بعثت محمدیہ سے پہلے کچھ لوگ داؤد کے نسل سے ہدائت کا انتظار کر رہے تھے اسماعیل بن ابراہیم علیہ الصلواۃ والسلام کی نسل سے انتظار کر رہے تھے

ابو بکر نے اپنے یمن کے سفر اور شام کے سفر میں اور ورقہ بن نوفل کے ساتھ اپنی بات اور جاہلیت کی تاریکی کے منکرین اور ہر نئی روشنی کے امیدواروں کے ساتھ اپنی بات میں جو کچھ سنا سنا۔

اور یہ محمد بن عبداللہ انھیں ابرہیم کی دعوت اور سارے عرب کے سب سے بڑے باپ کی دعوت دے رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر اللہ کی دعوت جو سارے انسانوں کے لئے ہے۔

تو آپ سے بڑھ کر دعوت دینے کا اہل کون ہے اور ان سے بڑھ کر تصدیق کا اہل کون ہے

انھوں نے اپنی راست سیرت سے مشورہ لیا اور اس نے انھیں ہدایت دی اور صرف عقل کا مشورہ انھیں یہ ہدایت دے رہا ہے کیونکہ انھوں نے موازنہ اور مقابلہ کیا اور اس زمانے کے ان تمام حالات میں بہترین موازنہ اور مقابلہ کیا جو اس میں ترتیب دئے گئے۔

ابو بکر اپنی اسلام کی طرف ہدایت پائی میں وہی ابو بکر تھے جو اپنی پرورش و پرداخت اور اپنے سلیقے اور اپنے حالات اور اپنی قوم اور زمانے کے پورے حالات میں تھے۔

اور ابو بکر اپنے اسلام میں وہی ابو بکر تھے جس میں اس سے موصوف ہوئے اور جس سے وہ بلند رتبہ ہوئے یعنے ایسے شخص کے ایمان سے جو اپنے دین کی تصدیق کرتا ہو اور ایسی دلیری سے جو اپنی دلیری کی وجہ سے خوش ہو

ان کا اسلام شریف فیاض محبت کرنے والے شخص کا اسلام تھا اور صدق اور تصدیق کو اپنانے میں اور اس بہادری سے جس نے انھیں ہدایت دی خوش رہنے میں ایسے مخلص تھے

جس میں کوئی شبہ نہیں اس لئے وہ ہر حالت میں میں نرم رہتے ہیں اور کسی ایک حالت میں سخت ہو جاتے ہیں جس میں وہ سب سے بڑھ کر سخت ہیں جس کا لوٹنا اس چیز کی طرف ہے جو ان کے نزدیک تصدیق کی قوت اور اعجاب کی قوت سے وابستہ ہے۔

اور اپنی خلافت کی بیعت کے بعد انھوں نے فرمایا پیرد ہوں موجد نہیں ہوں۔ تو ان کلمات میں انھوں نے اپنے اسلام کی سب سے کامل اور سب سے بہتر صفت کو فراہم کر دیا۔

اور کبھی ان کے سامنے ایسے معاملے آتے جس میں پیروی کے راستے ظاہر نہیں ہوتے تو لوگوں کی طرف نکلتے اور ان سے سوال کرتے ۔ پھر فرماتے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم میں ایسے شخص کو بنایا جو ہم پر ہمارے نبی کی سنت کو یاد رکھتا ہو۔ لہذا پیروی کے تمام وسائل کی پوری تفتیش کرنے کے بعد ہی وہ کوئی نئی بات پیدا کرتے ہیں۔

اور اس میں وہ بڑے سخت اور نرمی وسہولت سے بہت دور ہیں کیونکہ وہ ایسے شخص ہیں جو اپنی پوری زیست میں نرمی اور سہولت سے موسوم ہیں۔

تو مومن کی تصدیق اور اپنی زبردست ہمت پر خلوش رہنا یہ دونوں ہی اس شدت کی تفسیر ہیں جسے بردبار پیار کرنے والے صدیق سخت بنا رہے ہیں۔

وہ جنبش نے اسامہ کو روانہ کرنے میں سخت ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حاکم بنایا اور اسے روانہ کرنے کا حکم دیا۔ اور ان کے لئے ممکن نہ تھا کہ اس شخص کو ہٹادیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامل بنایا ہو اگر چہ بھیڑیئے انھیں اچک لیں اور آبادیوں میں ان کے سوا کوئی اور نہ رہ جائے۔

وہ ارتداد کی لڑائی میں سخت ہیں کیونکہ وہ ایک رسی نہیں چھوڑینگے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل ارتداد سے لیتے رہے۔

اور جب ہم انھیں بعض لوگوں کے محاسبے میں سہولت اور شدت کے درمیان تردد کرتے دیکھتے ہیں تو یہ وہ شدت ہے جس کا مال رسول کے راستے کا التزام اور ہر اس چیز میں آپ کی پیشوائی کی اقتداء ہے جو ان کے عمل کو سمجھنے کے لئے دونوں تفسیروں سے نزدیک تر ہے اور

یہ ان کی طبیعت پر نرمی اور سہولت سے زیادہ غالب ہے باوجود اس کے کہ اسکے ماسوا ہر چیز میں وہ ان دونوں کے ساتھ مشہور ہیں۔

اور ہمارے لئے ان کے نزدیک شدت اور نرمی کا دارومدار ایک جنایت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ جس میں ایک عورت پر سزا کو حقیر سمجھا اور ایک دوسری عورت پر اسی سزا کو بڑی سمجھا۔ اور یہ اس وقت جب مہاجر بن ابو امیہ مخزومی نے انھیں یہ کہتے ہوئے لکھا کہ دو مغنیہ نے گایا ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی میں اور دوسری نے مسلمانوں کی برائی میں اور اس نے دونوں کے ہاتھ کاٹ دیئے اور دونوں کے سامنے کے دانت نکلوا دیئے تاکہ گانے سے رک جائیں تو ابو بکر نے انھیں غلط قرار دیا کیونکہ پہلی قتل کی اہل تھی اور دوسری درگذر کی اور انھیں وصیت کیا کہ دیت قبول کریں اور مثلہ سے بچیں اس لئے کہ یہ قصاص میں گناہ و نفرت کا باعث ہے۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں ہر شدت تھوڑی ہے اور دوسرے کے معاملے میں درگذر جائز بلکہ مستحب اور محمود ہے اور یہ ایسی محبت نہیں جو غور و فکر سے روک دے حالانکہ اس نے دو سزاؤں میں یہ تفریق کر دیا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو دین کے باب اور نظام کی بنیاد میں طعنہ زنی ہے اور مسلمانوں کی ہجو ایک گناہ جو مسلمان اپنے اور کسی قوم کے درمیان اختلاف میں کبھی کر دیتا ہے اور لیکن اسکے باوجود یہ ایک ایسا حادثہ ہے جس نے دونوں حالت نرمی و سہولت اور اس تعظیم میں جس میں نرمی و سہولت نہ ہو اور سب سے بڑھ کر شدت ہو میں ابو بکر کی طبیعت کو ہمارے سامنے کر دیا۔

اور اکثر ایسے معاملے میں جس میں بیشک فائدہ تھا ڈرتے رہے جب وہ یا اس جیسا کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نہ کیا ہو۔ اس ڈر کی وجہ سے کہ وہ کام کر جائیں جسے آپ نے چھوڑ دیا ہے یا وہ کام چھوڑ دیں جسے آپ نے کیا ہے جیسے قرآن کو یکجا کرنے سے ڈرتے ہیں جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسکا اشارہ دیا۔ اور فرمایا کہ میں وہ چیز کیسے کروں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا پھر اسکے یکجا کر دینے کو اس میں اچھائی کی وجہ سے درست سمجھا۔

تو ابو بکر کی سماحت ان کی طبیعت تھی کیونکہ وہ نرمی اور سنجیدہ اور احوط کو لینے اور محبت کو برقرار رکھنے کے لئے پیدا کئے گئے۔

اور ابو بکر کی شدت ان کی طبیعت تھی کیونکہ اس کی تصدیق پر پیدا کئے گئے تھے جو ان کی تصدیق کا اہل ہو اور اس سے خوش ہونے کے لئے جو ان کے خوش کرنے کا اہل ہو۔ اور تم کسی انسان میں کوئی شدت اس شخص کی شدت کے مانند نہیں دیکھوگے جو اپنے دوست اور محبوب اور اپنے خوش ہونے کے محل کو عیوب سے بری قرار دینے میں فیاض ہو۔ اور نہ کسی انسان میں ان کے اپنے اس دوست و محبوب اور پسندیدہ پیشوا پر حرص مانند حرص اور اسکے پیچھے رہ جائے اور اسکے راستے سے ہٹ جانے سے پرہیز۔

اور اس شدت کے سوا ابو بکر سراپا برباد اور سراپا رحمت تھے اور ان کے سامنے درگذر اور گرفت دو راستے آئے تو انھوں نے پہلے ہی کو لیا اور دوسرے سے اعراض کیا۔

ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشورہ لیا تو کہا کہ اے اللہ کے نبی! یہ چچازاد اور قبیلے کے بھائیوں کے بیٹے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں تو جو کچھ ہم ان سے لیں گے قوت کا سبب ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ اللہ انھیں ہدایت دیدے تو ہمارے مددگار ہوں گے۔

اور ان سے اسوقت مشورہ لیا جب قریش آپ کو اور مسلمانوں کو بیت اللہ سے روکنے کے لئے یکجا ہوئے اور آپ نے لوگوں کو پکارا، اے لوگوں! مجھے مشورہ دو کیا تم رائے دیتے ہو کہ میں ان کے اہل وعیال اور اولاد کی طرف جھک پڑوں تو اگر وہ ہم سے فوت ہو گئے تو اللہ نے ہم سے مشرکین کے کو کاٹ دیا ورنہ ہم انھیں لٹا ہوا چھوڑ دینگے۔

تو ابو بکر نے کہا۔ اللہ کے رسول! آپ اس بیت اللہ کے ارادے سے نکلے ہیں کسی سے قتال اور لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے۔ تو آپ اسکی سمت چلئے اور جو ہمیں رد کرے گا ہم اس سے لڑینگے وہ اس سے لڑینگے جو انھیں بیت اللہ سے روکے اس سے نہیں لڑینگے جو بیت اللہ سے نہ روکے۔

اور جیش اسامہ کو رخصت کرنے نکلے تو انھیں کمزوروں کے بارے میں وصیت کرنا

نہیں بھولے حالانکہ وہ لڑنے کے لئے جارہے تھے ۔

خیانت نہ کرنا اور غلو نہ کرنا اور بیوفائی نہ کرنا اور مثلہ نہ کرنا اور چھوٹے بچے اور بڑے بوڑھے کو نہ مارنا نہ کسی عورت کو اور کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ اسکو جلانا اور پھلدار درخت نہ کاٹنا اور بکری اور گائے واونٹ کھانے کے لئے ہی ذبحہ کرنا اور تم ایسے لوگوں کے پاس سے گذروگے جنھوں نے اپنے آپ کو گرجوں میں مطمئن کرلیا تو انھیں اور اس چیز کو جس کے لئے انھوں نے خود کو مطمئن کرلیا چھوڑ دینا اور تم ایسی قوم کے پاس جاؤگے جو تمہارے پاس برتن لائینگے جن میں رنگ برنگے کے کھانے ہوں گے تو جب تم ان میں سے ایک چیز کے بعد ایک چیز کھانا تو بسم اللہ کرنا ۔اور تم ایسے لوگوں سے ملوگے جنھوں نے اپنے سروں کے درمیان صاف کرلیا ہو اور اس کے آس پاس پٹیوں کے مانند چھوڑ دیا ہے تو انھیں تلوار سے مارڈالنا اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ۔

جس شخص کے نفس میں دین کی قوت ہو اسکے شواہد میں اس سے بڑھ کر کوئی شاہد ہم نہیں جانتے جو اس قوت پر دلالت کرنے میں زیادہ سچا ہو کہ وہ شخص اپنے دشمنوں کے سامنے اپنے کو دین کا پابند رکھے جیسے اپنے دوستوں کے سامنے اپنے اعتقاد میں اسکا پابند ہو۔ اور صدیق کے اسلام کے شواہد میں سے یہ ہے کہ انھوں نے لڑائی کے میدان میں اپنے سب سے بڑے دشمن کے مثلہ کو ناپسند کیا ۔اور جب عمر بن عاص نے انکے پاس شام کے پادری کی پوروں کے سرے بھیجے تو اسکا سخت انکار کیا اور عقبہ بن عامر کے قول کے انکار سے ہلکا نہیں کہا کہ وہ ہمارے ساتھ ایسا کرتے ہیں تو فرمایا کیا وہ فارس اور روم کی سنت اپنائیں گے ؟ میرے پاس کوئی سر نہ لایا جائے۔خط اور خبر ہی کافی ہو گی۔

تو وہ مسلم ہیں جن کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور اسکے ساتھ جسے ناپسند کرتے ہیں اگرچہ لڑائی میں ہوں یہ ایک انسان کے نفس میں سیدھے دین کا پیغام ہے

حل لغات

استاذ محمود عقاد اسوان میں ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے اور ابتدائی و قانونی تعلیم وہیں حاصل کی اور حکومت کے محکمے پر اور پھر صحافت اور اسکے بعد تعلیم تدریس میں رہے وہ پارلیمنٹ اور قانون ساز کمیٹی کے ممبر بھی رہے عقاد تنہائی پسند تھے زیادہ تر لکھنے پڑھنے سے شغف رکھتے تھے وہ ہر عنوان پر لکھ سکتے تھے کمیونزم کے بڑے مخالف تھے مسفترقین کا بہترین رد کیا شخصیات کا بہترین تجزیہ کرتے تھے ان کی تصنیفات کی تعداد ساٹھ سے زیادہ ہے انھوں نے تاریخ و سیرت لکھنے میں نیا اسلوب اپنایا۔ عقاد گہرائی اور علمی تجزیئے میں ممتاز مانے جاتے تھے اور جدید ادب کی درسگاہ سمجھے جاتے ہیں ۱۹۶۴ء میں انتقال ہوا۔

الخیزۃ طبیعت شیۃ دھبہ ۔ استقصاء بھرپور تفتیش کرنا۔ الھوادۃ سہولت ۔ اتمم اپنی پہچان منانا۔ ثلب عیب برائی۔ عضد مددگار۔ ثیع باب تفعیل سے فعل ماضی پیچھے جانا اند فعوا۔ روانہ ہو جاؤ۔ نبان واحد بن پور

ذکر المولد

ولادت نبوی کی یاد استاذ احمد حسن زیات رئس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی یاد روحانیت کے مقام اور آزادی کی پیدائش مخلوق کے زندہ ہونے کی یادگار ہے۔ تو گویا آپ کی پیدائش اولین دوبارہ کی پیدائش تھی جن نے نفس کو پاک اور دنیا کو آباد کیا اور انسان کے لئے حقیقت کو ثابت کیا جیسے دوبارہ کی زیست روحانیت کو خالص کر دے گی اور آخرت کی ابتداء ہو گی اور اللہ کے ملک کا اعلان کرے گی۔

دنیا ان دنوں مادیت کی غلامی اور شہوت کی عبوریت اور طاقت کے اقتدار میں بے قرار تھی نہ اس کے ذہن میں بلند مثال تھی اور نہ اسکی کوشش میں کسی شریف مقصد کا کوئی اثر تھا نہ اسکے

حس میں انسان شعور کی کوئی گذرگاہ اور نہ اسکے نفس میں الہیاتی بلندی کا کوئی معنی۔ وہ حیوانی تھی جس کی شہوت غلبہ تھی اور مادی تھی جس کا لذت تھی اور خودغرضی تھی جس کی شریعت خواہش تھی پھر حیوانیت حد سے بڑھی یہاںتک کہ ہر عورت کو ہر شخص کے لئے جائز کردیا اور مادیت میں (اسراف کیا) اور لکڑی اور پتھر کے بت بنائے اور خودغرضی میں یہاں تک کہ غریبی اور نقصان کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کردیا۔ اور نبی عربی آئے تو غار حراء میں ایک دروازہ آسمان سے کھول دیا جس سے فرشتے اور جبریل اس کمزور قالب اور بیمار بدن پر اترے اور اس میں حیات کا راز اور ہمیشہ رہنے کا معنی اور اللہ کی حقیقت پھونک دیئے۔ اور اس وقت زمین کی نسل نے شعور کیا کہ اسکے آسمانوں تک وسائل ہیں جو اسکی طویل غفلت کی وجہ سے بوسیدہ ہوگئے اور یہ کہ اس کی ایک حیات اس حیات سے بہتر ہے جس کا علم اسکی جہالت میں چھپ گیا۔ اور اس نے دور افق تک جھانکا اور بلند سمت کی جانب سر اٹھایا اور اپنی نظر کو نبوی نظر کے پیچھے پہاڑ کے اوپر حراء کی فکر انگیز خاموشی میں دوڑایا اور الہام کی وادی کے سکون اور خوفناک فضاء کے اندھیرے میں وہ ہمیشہ کی سلطنت میں سوچنے لگا اور پائدار جلالت کی پاکی کے بیان اور وجود مطلق میں فنا ہونے لگا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ تھا کہ روح کی موت ہوتی ہے یا جسم کی موت ہوتی ہے اور یہ کہ حکومت اللہ کی ہوگی یا حکومت انسان کریگا اور یہ کہ دنیا غالب ہوگی یا دین غالب ہوگا۔ لیکن معنی اور ذات اور چراغ اور طاق کے درمیان اور حیات اول اور حیات اخروی کے درمیان تعلق کا ثبوت اور پست و بلند ارادے کے درمیان تو یہی رسالت محمدیہ سے اللہ کا مقصد ہے اور محمدی منفذ اللہ کے ارادے کے لئے ہے۔ علیہ صلات اللہ و سلامہ۔

دنیا محمد کے دین سے پہلے عقلت کی عبودت میں کھسکتے ہوئے غور و فکر کی قوت کو مار رہی تھی اور جسم کی عبودیت میں تصرف کو روک رہی تھی نہ تو کوئی خاندان کا نظام تھا اور نہ قبیلے کوئی قانون اور نہ امت کا کوئی دستور اور نہ عقیدہ کی کوئی شریعت زبردست کی زیادتی ہی فرد میں حکمرانی کرتی تھی اور جماعت پر غلبہ رکھتی تھی باپ طبیعت کی حکم کی وجہ سے اپنے بیٹے کی

موت وحیات کا مالک ہوتا تھا اور عرف کے مطابق بوڑھا اپنے قبیلے پر حکم اور نہی فرض کرتا تھا اور بادشاہ دین کے نام پر رعایا کے نفوس کو جھکاتا تھا اور کاہن جہالت کی قوت سے لوگوں کے عقلوں کو توڑتا تھا اور ان چاروں کے علاوہ لوگ پیروا ور تربتر اور بیکار تھے ۔ اور جب رسول کریم رحمۃ للعالمین مبعوث ہوئے تو آزادی اپنے قبر سے زندہ ہوئی اور عقل اپنی قید سے آزاد ہوئی اور نیکی میں دوڑ حسن سلوک میں تعاون اور تقویٰ میں فضلیت باہم ہونے لگی پھر دلوں کو بھائی چارے سے جوڑ دیا اور حقوق میں برابری کے ساتھ انصاف کیا اور نفوس میں محبت داخل کر دیا یہاتک کہ کمزور نے یہ شعور کیا اسکی قوت اللہ کا لشکر ہے اور فقیر نے یہ کہ بیت المال اس کی دولت ہے اور اکیلے نے یہ کہ سب مومن اسکے بھائی ہیں پھر انسانوں کی جنس کے درمیان فرقوں کو مٹایا اور مختلف ملکوں کی سرحدوں کو زائل کر دیا اور پوری سرزمین سب کا تمام وطن بن گئی اور ساری دنیا ایک خاندان ہو گئی ان کے تعلقات پر محبت ہی غالب رہی اور مفادات انصاف ہی پر برقرار رہے۔ اور انسان اور اسکے خلیفہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہ گیا اور نہ بندے اور اسکے رب کے درمیان کوئی واسطہ۔ تمہاری پاکیزہ یادگار کی اللہ حفاظت کرے۔ اے غار ثور تم آزادی کے زندہ کرنے والے ہو جیسے غار ثور روحانی آزادی کا زندہ کرنے والا ہے تو تم رہائی کے پہاڑ میں ہو اور وہ روشنی کے پہاڑ میں ۔

اور دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے اخلاق کے انتشار انسانیت کی برہمی، خو غرضی کے غلبے اور نادانی کی حکمرانی کی مشقت برداشت کر رہی تھی۔ دست درازی انصاف پر زیادتی کر رہی تھی اور خون کا تعصب سچائی پر حملہ آور تھا اور مال اور اقتدار انسانیت پر جنایت کر رہا تھا اور خوشحائی کا جوش انسانیت پر ظلم کر رہا تھا۔ اس لئے تجارت بھاؤ میں دھوکا دینا اور ڈانڑی مارنا تھی۔ اور وعدے وعدہ شکنی اور بے وفائی تھے لوگ جانور کے مانند زندگی گذار رہے تھے ۔آپس میں نفرت ایک دوسرے کے پیچھے پڑنا اور حیلہ سازی اور دھوکا دہی اور خواہش لیکن جب بڑا بہادر اور انسان کامل ظاہر ہوا تو اسکی

سیرت اور اسکے کردار مخلوق میں ایک دوسرا ہی پیغام تھے دین کے قوانین کی تطبیق عمل کے ساتھ تھی اور نفس کے آداب کی تعلیم عمل کے ساتھ، اور حیات کے جذبات کی تنظیم پیشوا کے ساتھ، پھر اسکی شخصیت اور دعوت نے ایسے نفوس میں اثر کیا جو خون سے سینچے ہوئے اور عداوت کیوجہ سے بگڑے ہوئے اور تفریق پر زندہ رہے تھے اور انھیں محبت پر جوڑ دیا اور وحدت پر یکجا کر دیا پھر ان کے لئے اللہ کی کتاب سے نور اور اپنی سنت سے دستور بنایا اور ان کے زریعہ دنیا کے بگاڑ کو دور کیا اور انھوں نے روئے زمین کو سدھار دیا اور دنیا کو متمدن اور روئے زمین کو مہذب بنادیا۔

یہی وہ چیز ہے جو عقلمند مومن کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی یادگار پیدا کرتی ہے تو کاش میں جانتا کہ ان دنوں وہ اپنے نفس اور اپنی قوم میں محمد کی روح اور محمد کی سیرت سے کیا محسوس کرتا ہے کیا ہم آج شطرنج کے مہروں کے مانند کچھ صورتیں اور روئے زمین کے غلاموں کے مانند پیروکار اور جاہلیت کے ناکارہ لوگوں کے مانند ناکارے نہیں ہیں۔ اور کیا ہم اگر اللہ کے احکام کو راستہ اور اسکے رسول کے کلام کو علاج بناتے اور اولین سابقین کی حیات کو رہنما بناتے تو یہ چیز ہوتی۔

بیشک رسول کی پیدائش کی یادگار اوہام کی قید اور حکام کی سرکشی اور جہالت کے اقتدار سے انسانیت کی آزادی کی یادگار ہے تو اپنے جذبات اور اپنے راہوں کے اختلاف کے باوجود نصیحت پذیر آزاد دلوں کیلئے کتنا زیبا ہے کہ توحید اور وحدت کے رسول کی تعظیم اور آزادی اور جمہوریت کے نبی اور امن و وفاداری اور محبت کے داعی کیلئے جھک جائیں۔

حل لغات

استاذ احمد حسین زیات قاہرہ کے اطراف میں ۲ اپریل ۱۸۵۸ء کو پیدا ہوئے پھر قاہرہ آئے اور جامعہ اذھر میں داخلہ لیا اور سید علی مرصفی اور شیخ محمد عبدہ سے ادب اور بلاغت کی کتابیں پڑھیں پھر مصر یونیورسٹی میں عربی اور فرانسیسی ادب کی تعلیم حاصل کی اور پیرس میں تعلیم

مکمل کی اور قاہرہ وبغداد میں ادب عربی کے استاذ رہے ۱۹۳۳ء میں الرسالہ پرچہ نکالا اور بیس سال تک ادب عربی کی خدمت کرتے رہے اور مجلہ ازہر کے چیف ایڈیٹر بنے۔ کیسی وحدت محمدیہ اور وحدت ناصریہ میں موازنہ کرکے حسن زیات نے اپنے کو بدنام کرلیا ۱۹۶۹ء میں وفات ہوئی۔

الاملاق غریبی ناداری۔ رثت واحد مونث غائب ماضی بوسیدہ ہوئی تشوف باب تفعل سے فعل ماضی واحد غائب، جھانکا یرشف باب نصر و ضرب سے رسفاء رسیفا اس کے مانند چلنا جس کا پاؤں بندھا ہوا ہو عاسف شدید تیز و تند اوزاع گروہوں میں بٹے ہوئے الترف خوشحالی تطفیف وزن اور ناپ میں کم کرنا الوئام مصدر باب مفاعلت موافق ہونا۔

العقیدة والحیاة

الاستاذ سید قطب

فنا پزیر فرد کی عمر محدود ہے۔ اور روئے زمین پر اسکے دن شمار کیے ہوئے ہیں۔ اور وہ زبردست کائنات کے لحاظ سے جس میں وہ رہتا ہے ایک پریشان ذرہ ہے جس کا نہ کوئی ٹھکانہ ہے اور نہ کوئی قیمت۔ اسکی عمر ازل سے ابد تک بھاری زمانے کے لحاظ سے بجلی کی ایک چمک یا آنکھ کی ایک جھپک ہے۔ لیکن یہ فنا پذیر فرد اور یہ پریشان ذرہ اور یہ بیکار ٹکڑا مالک ہوتا ہے کہ ایک پل میں ازل اور ابد کی قوت سے مل جائے اور اس بھاری کائنات کے طول و عرض میں پھیل جائے اور اسکے ساتھ اسکی گہرائیوں اور اسکے آمیزوں سے رشتہ داری کے لگاؤ کیوجہ سے ایسے وابستہ ہو جائے جو نہ ٹوٹے۔ اور یہ شعور کرے کہ وہ ان زبردست قوتوں میں ہے اور ان سے وابستہ ہے وہ مالک ہوتا ہے بہت سی چیزیں بنائے اور بھاری حوادث پیدا کرے اور یہ کہ ہر چیز میں اثرانداز ہو اور اثرپزیر ہو۔ وہ مالک ہوتا ہے کہ ماضی میں اپنے وجود

اور حال میں اپنے بر قرار رہنے اور آئندہ میں مدد حاصل کرنے کو جو محسوس کرے، اور وہ مالک
ہوتا ہے کہ اپنی قوت اس بڑی قوت سے حاصل کرے جو نہ جذب ہوتی اور نہ سکڑتی اور نہ
کمزور ہوتی اور اسوقت حیات و حوادث اور چیز کا ان کے مثل قوت اور زیادہ قوت کے ساتھ سا
منا کرنے کی سکت رکھتا ہے تو وہ نہ بیکار پڑی ہوئی چیز ہے اور نہ بے بس فرد اس حالت میں
کہ ازل اور ابد کی قوت کی طرف اور اس چیز کی طرف جو اسے اور ان کے درمیان رشتے
ہیں اعتماد کرتا ہو۔ یہ دینی عقیدے کا وظیفہ ہے اور یہ نفس وحیات میں اسکا اثر ہے اور یہ
نفس میں عقیدے کی قوت کا راز اور قوت نفس کا عقیدے کے ساتھ راز ہے ان خلاف
عادت چیزوں کا راز ہے جسے عقیدہ نے روئے زمین میں بنایا ہے برابر روزانہ سے خلاف
عادت چیزیں بناتی رہیں گی جو حیات کی سمت کو ایک دن سے دوسرے دن کی طرف تبدیل
کرتی رہیں گی اور فرد اور جماعت کو زوال پذیر محدود حیات اس حیات کبریٰ کی راہ میں قربان
کرنے کے لئے آمادہ کرتی رہیں گی جو فنا نہیں ہوگی۔ اور تھوڑے کمزور فرد کو اقتدار کی قوتوں
اور لوہے اور آگ کی قوتوں کے سامنے کھڑا کرتی رہیں گی اور سب اس عقیدہ واقعہ کے
سامنے جو مومن فرد کی روح میں ہے شکست کھاتی رہیں گی اور فنا پزیر محدود نہیں ہے۔
جس نے سب قوتوں کو شکست دیا ہے اور لیکن وہ زبردست قوت ہے جس سے اس روح نے
مدد حاصل کیا ہے اور وہ ابلتا ہوا سوتا ہے جو نہ سوکھتا ہے نہ سکڑتا ہے اور نہ کمزور ہوتا ہے اور
کوئی دوسرا عقیدہ دینی عقیدہ کے سوا سکت نہیں رکھتا کہ فنا پزیر کائنات کے ساتھ ازل اور
ابد کی قوت کی وجہ سے مل جائے اور کمزور فرد کو یہ مدد اور یہ اعتماد عطا کر سکے اور یہ کہ اس کی
آنکھوں کے سامنے جان و مال قوتیں اور مرکز واقتدار کی قوتیں حقیر بن جائیں اور اسے
حرمان و اذیت پر صبر دیں اور اسے صبر اور دشمن کا سامنا کرنے کی قدرت دے سکیں اور
اسے اس موت کی طرف ڈھکیل دیں جو حیات پیدا کرتی ہے اور اس فنا کی طرف جو دوام عطا
کرتی ہے اور اس قربانی کی طرف جو کامیابی کا وارث بناتی ہے اور یہیں سے افراد اور
جماعتوں کی حیات میں اسکی بڑی قیمت برابر ہے اور یہیں سے وہ اصرار ہے جس نے ہماری

اجتمائی مشکلات اور قومی مشکلات کا ایسے حلوں کے ساتھ سامنا کرنے پر اسکی مدد کی جو ہمارے دینی عقیدے سے ابلتے ہیں۔ بیشک یہ عقیدہ ہمارے ساتھ ایک زبردست اور ہماری ہستی میں ایک گہری قوت ہے ایسی قوت جس سے اسکا ساتھی کشاکش کی بھیڑ میں خالی نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس میں بیوقوفی یا کم عقلی ہو۔

اور ہم اندر اور باہر ایک زبردست معرکہ آرائی پاتے ہیں ہم اپنی صرف طاقت سے بڑھ کر زبردست یکجا قوتوں کا سامنا کرتے ہیں تو اگر ہمارا عقیدہ اس زبردست معرکے میں حقیقی واقعی قوتوں اور عملی واقعی حلوں کے ساتھ مدد کرے تو کون سا ضمیر ہے جو ان قوتوں میں سستی پیدا کر سکتا اور ان حلوں سے خالی ہو سکتا ہے صرف اس لئے کہ وہ اس عقیدے کی اہل رہی ہیں۔

بعض دوسرے نظام نے ہمارے بعض اوقات میں بعض مشکلات کے کچھ حل پیش کئے ہیں لیکن جس عقیدے کی دعوت ہم دے رہے ہیں وہ وقتی مشکلات کا صرف وقتی حل نہیں ہے اسکی قیمت یہ ہے کہ ان حلوں کو پیش کرتی ہے اور انکے ساتھ ان کی تحقیق وحمایت کی ضامن قوت پیش کرتی ہے دینی عقیدے کی اپنی قوت جو وفائی فطری گہری ہے یہ وہ قوت واقعہ ہے نفس انسانی میں جس کی خطاء کو کوئی فلسیفیانہ فکر نہیں بھرتی نہ کوئی اجتمائی مذہب اور نہ اقتصادی نظریہ، یہ اسلئے کہ وہ انسانی نفس میں فکر و مذاہب اور نظریات کے پیمانے سے زیادہ گہری ہے۔ یہ ایک فطری بھوک ہے جسے ایمان ہی روک سکتا ہے۔ وہ بدن کے کھانے اور پینے اور دیگر ضروریات کی بھوک کے مانند ہی ایک بھوک ہے۔ اور وہ لوگ کتنی غلطی کرتے ہیں جنھیں اس جذبے کا کچھ دیر کے لئے بجھ جانا یا اسکا چھپ جانا دھوکا دیتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اسکی موت ہو چکی اور سمجھتے ہیں کہ افراد اور جماعتوں کے نفوس میں اسکی خلاء کو فلسفیانہ مذاہب اقتصادی نظریات یا اجتماعی افکار سے پر کر سکتے ہیں اور جلد ہی ان کے لئے اسوقت ان کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے جب بجھا ہوا عقیدہ ایسی جگہ سے ابھرتا ہے جسے وہ سوچتے نہیں اور فرد کی حیات اور جماعتوں کی حیات میں خلاف عادت

چیزیں پیدا کرتا ہے یہی وہ عقیدہ ہے جو ایک لمحہ سے بجھا ہوا سوکھا ہوا تھا کسی امید کا پیغام نہیں دیتا تھا۔ اور نہ اس سے کوئی امید پیدا ہوتی تھی۔ یہ محض ایک وقفہ ہے موت کے مانند جسے جاہل موت سمجھ لیتے ہیں اور عارف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ انسانی نفس کے حالات میں سے ہے جو مذاہب و مداخل اور موڑوں اور راستوں سے پُر ہے ایک حالت ہے یہ خوارق جس میں دینی عقیدہ افراد کی حیات اور جماعتوں کی حیات میں پیدا کرتا ہے کسی پوشیدہ باطل بات پر ثابت نہیں ہوتا ہے نہ مختلف رنگوں خیالوں پر اعتماد کرتا ہے وہ ملاک اسباب اور ثابت بنیادوں پر برقرار رہتا ہے دینی عقیدہ ایک کلی فکر ہے جو انسان کو کائنات کی ظاہر و پوشیدہ قوتوں سے وابستہ کرتا ہے اور اس کی روح کو بھروسے اور اطمینان کے ساتھ ثابت رکھتا ہے اور اسے زائل قوتوں اور باطل حالات میں کامیابی کے یقین کی قوت اور اللہ پر بھروسہ کرنے کی قوت کے ساتھ سامنا کرنے کی قدرت دیتا ہے ۔ وہ فرد کیسے اسکے آس پاس کے انسانوں اور حوادث اور چیزوں سے اس کے تعلقات کی تفسیر کرتا اور اسکے لئے اسکے مقصد اور اسکی شوق اور اسکے راستے کو ظاہر کرتا ہے اور اسکی تمام طاقتوں اور قوتوں کو یکجا کر دیتا ہے اور اسے ٹھیک سمت میں لگا دیتا ہے اور یہاں سے ایسے ہی اس کی قوت قوتوں اور طاقتوں کو ایک محور کے آس پاس یکجاء کرنے ایک سمت میں لگا دینے کی ہے جس کی طرف قوت اور بھروسے اور یقین کے ساتھ ایسے جائے کہ اسکا ہدف روشن ہو۔ اور انسان کی ہموار شخصیت ایک پائیدار وحدت ہے اور اسے ایک واحد عقیدے کی ضرورت ہے جو اس سے ہر سمت میں صادر ہو اور شعور و سلوک میں اس سے الہام حاصل کرے اور کائنات اور حیات کا سامنا کرنے میں اس سے ہدایت حاصل کرے اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں اسکی طرف لوٹے۔ اور ہر انسان کی حیات میں اس عقیدے کا فضل یہ ہے کہ وہ ارتکاز کا نقطہ ہے جس کی طرف حیات کے دھاگے اور اسکے نشاط یکجا ہوں۔ اور اس کی شخصیت ریزہ ریزہ نہ ہو اور تربتر نہ ہو۔ اور اس میں بیقراری و حیرت اور اضطراب نہ آئے۔ اور جب یہ نقطہ طاقتور ہوتا ہے اور اس کا لگاؤ ان خیوط سے جو یہاں اور وہاں فرد کی حیات اور نشاط

میں پھیلے ہوئے ہیں سخت ہوتا ہے تو اسکی شخصیت زیادہ طاقتور ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ وہ زیادہ یکجا کرتا ہے اور اسکے قدم زیادہ راہیاب ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک واحد راستہ ہے ۔ اور جو عقیدہ سبھی انسانی دلچسپیوں کو شامل ہوتا اور بعض سے کوتاہ رہ جاتا ہے ۔ اور جب فرد اپنی تمام دلچسپی میں ایک عقیدے کی طرف لوٹتا ہے تو یہ اسکے لئے اس سے افضل اور زیادہ آسان ہوتا ہے کہ وہ اپنی مختلف دلچسپیوں میں مختلف عقیدوں کی طرف لوٹے ۔ عقیدے کی وحدت اسوقت شخصیت کی وحدت کو اسکے بغیر ثابت رکھتی ہے کہ وہ مختلف متعدد دلچسپیوں پر مائل ہو اور یہ کہ دلچسپیوں کے راستے تنگ ہوں یا اسے مختلف راہوں میں تر بتر ہو جانے سے روکتی ہے جو اس میں ہمیشہ کے لئے اضطراب پیدا کردیں ۔ اور روحانی عقیدے کی اجتماعی سلوک اور اقتصادی تعلقات اور عالمی نظام میں کوئی رائے نہیں ہوتی جیسے اجتماعی نظریہ کی روحانی اعتقاد اور ملکی تنظیم میں کوئی رائے نہیں جیسے فنی فکر کا سلوک یا اعتقاد نظام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔ یہ سب ناقص مقاصد ہیں اور پوری انسانی حیات کی تنظیم نہیں کرسکتے اور نہ انسانی شخصیت کے لئے کو پائیداری اور اتحاد ثابت کرسکتے ۔ بیشک فرد کو بھی جماعتوں کے مانند ایک ایسے عقیدے کی سخت ضرورت ہے جو حیات کی مختلف دلچسپیوں کو حاوی ہو اور اسکی تمام سمتوں پر چھائی ہوئی ہو تاکہ ان سب کو پیداوار اور تعمیر وترقی میں لگائے اور ان وقفوں میں جن میں فرد ہدایت حاصل کرے یا جس میں جماعت اس جیسے عقیدے کی طرف راہیاب ہو اور اسے پورے طور پر قبول کرے اور اصل حیات میں اسے ثابت کردے ۔ یہی وہ لحات ہیں جس میں بشریت ایسی چیزوں کو ثابت کرتی ہے جو ظاہر ہوتی ہے جیسے کہ وہ معجزات ہوں اور جن کی تفسیر دشوار ہو جاتی ہے مگر اس وحدت کی روشنی میں جو طاقت کو یکجا کرتی ہے اور اانتشار اور درہم برہم ہونے سے اسکی حفاظت کرتی ہے اور اسکی وجہ سے سب کو ایک سمت میں پھیرتی ہے جیسے کوئی ہوا کا جھونکا یا سخت سیلاب ہو ۔

اسلامی عقیدہ ہی واحد مثال ہے ۔ جسے انسانیت نے اپنی طویل تاریخ میں اس میدان میں پہنچایا ہے ۔ یہی عقیدہ وسعت پذیر ہوتا ہے اور حیات کے ہر کشت زار میں انسان کی ہر دلچسپی کو

شامل ہوتا ہے اور اسکی اہمیت ایک کشت زار کو چھوڑ کر کسی ایک کشت زار پر قاصر نہیں ہوتی اور نہ ایک سمت کو چھوڑ کر ایک سمت پر۔ وہ جو قیصر کے لئے ہے اسے قیصر کے لئے اور جو اللہ کے لئے ہو اسے اللہ کے لئے نہیں چھوڑتی۔ تو جو قیصر کے لئے ہے اور جو خود قیصر کی ذات اسلامی عقیدے میں سب اللہ کے لئے ہے اور قیصر کے لئے کوئی ایسا حق نہیں جو اسکی رعایا کے کسی فرد کے لئے نہ ہو ۔اور وہ فرد کی روح کی سرپرستی نہیں کرتی اور اسکی عقل اور اسکے بدن کو چھوڑ دیتی یا اسکے شعائر کی سرپرستی کرتی اور اسکی شریعتوں کو چھوڑ دیتی یا اسکے ضمیر کی سرپرستی کرتی اور اسکے سلوک کو چھوڑ دیتی اور وہ فرد کی حیثیت سے اسکی سرپرستی نہیں کرتی اور جماعت کی حیثیت سے چھوڑ دیتی اور اسکی شخصی حیات میں امن کی سرپرستی کرتی اور اسکے نظام حکم میں یا اسکی حکومت کے تعلقات میں چھوڑ دیتی ۔

بیشک وہ کامل عام فکر ہے جسکے دھاگے انسانی حیات میں زندہ موجود ہیں شریانوں اور اعصاب کے پھیلنے کے مانند پھیلتے ہیں

حل لغات

استاذ سید قطب بن قطب ابراہیم کے چھٹے داد فقیر عبداللہ نے ہندوستان سے آکر مصر کو اپنا وطن بنایا اور سید قطب ۱۹۰۶ء میں اسیوط میں پیدا ہوئے۔ قرآن حفظ کیا اور ۱۹۲۹ء میں دارالعلوم قاہرہ میں داخلہ لیا اور تعلیم کی سند حاصل کی اور وزارۃ المعارف میں کام کرنے لگے اور ۱۹۴۹ء میں نظام تعلیم سیکھنے کیلئے امریکا بھیجے گئے اور ۱۹۵۱ء میں واپس آئے تو عربی ثقافت کو برباد ہوتے دیکھا اور نوکری چھوڑ کر تصنیف و تالیف میں لگ گئے۔ استاد قطب جدید اسلامی ادب اور اسلامی علمی دعوت کے رکن اور ادبی تنقید کے استاذ اور استاد عقاد کے مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے ان کی تالیفات میں قرآن کی تعلیم اور اسکی فنی تصوی کے اثرات نمایا ہیں۔ اللہ نے انھیں نئے طاقتور ایمان و دین سے نوازا تھا۔ وہ اخوان المسلمین کی دعوت

سے وابستہ ہوگئے اور ۱۹۵۴ء میں جمعیت پر پابندی کے بعد گرفتار کر لئے گئے ان کی اہم تصانیف میں العدالۃ الاجتماعیہ فی الاسلام اور معرکہ الاسلام والراسمالیہ، اورالاسلام والاسلام العالمی اور فی ظلال القرآن ہے لحد جمال عبدالناصر کے دور میں گرفتار کئے گئے اور ۱۹۶۶ء میں شہید کردئے گئے۔

ومضۃ چمک ج ومضات۔ اللفی حقیر چیز جو پھنک دیجائے ج القاء۔الوشیج رشتے کی پائیداری ج وشائج ۔ لاتنفصم باب انفعال سے ٹوٹتی نہیں ہے ۔ الضئیل کمزور ۔الینبوع پانی کا چشمہ ج ینابیع ۔ الکفاح دشمن کا سامنا کرنا ٹکرلینا ۔ قددا جدائی الگاؤ واحد قدۃ

العالم

دمشق کے سب سے شاندار اور بڑے محلے "حی المیدان" میں ۱۸۳۱ء کے دنوں میں سے ایک دن سویرے شور ہوا کہ ابراہیم باشا شام کے عالم شیخ سعید جلبی کی زیارت کے لئے اس کی مسجد میں آرہا ہے ،جس کی گرفت اور سطوت جانی ہوئی تھی اور جس کا ہاتھ بات کی طرف اسکی زبان اور دیکھنے کی طرف اس کی نظر سے زیادہ تیز تلوار کی طرف جاتا تھا جو سوریہ کا زبردست اور فاتح اور سردار تھا۔ تو میدانیوں کے ذہنوں میں خوف پرواز کر گیا۔ حالانکہ وہ دمشق کے سوار اور اسکے پاسبان تھے۔اور ایک دوسرے کی طرف توجہ کر کے وہ آپس میں سوال کرنے لگے کہ وہ کیا کرینگے ؟وہ جانتے تھے کہ شیخ کسی دنیادار کو کوئی وزن نہیں دیتے تھے اور کسی بادشاہ کی اس کی بادشاہت کیوجہ سے عزت نہیں کرتے تھے اور نہ کسی مالدار کی اس کی مالداری کی وجہ سے عزت کرتے تھے۔اور لوگوں کا اندازہ ان کے بدن کے کپڑوں سے نہیں کرتے تھے اور لیکن ان کا اندازہ ان کے نفوس کے فضائل سے اور ان کے دلوں کے ایمان سے اور ان کے سروں کے علم سے کرتے تھے اور جب لوگوں باہر سے دیکھتے

موٹا بھاری طبل دکھائی دیتے اندر سے دیکھتے تو اسے خالی اور حقیر دیکھتے۔
وہ ڈر رہے تھے پاشا کی شان سے یہ اسے برا لگے اور وہ چاہتے تھے کاش کے پاشا سے امید رکھتے اور لیکن اس اس تک کیسے پہنچتے حالانکہ وہ اپنے محل میں ہے اور اسکے آس پاس دربان اور مددگار ہیں اور لشکر و ہتھیار اور اسکے آس پاس رنگ برنگ اور مختلف صورتوں کی موت اسکی چراگاہ کی حفاظت کیجا رہی ہے اور اسکے دروازے کی پاسبانی کی جارہی ہے اور وہ تمنا کر رہے تھے کہ کاش شیخ سے امید رکھتے اور لیکن شیخ سو جابر بادشاہوں سے زیادہ عزیز ہیں ان کی ہیبت ان کی حفاظت کر رہی ہے اور ان کا تقویٰ ان کی پاسبانی کر رہا ہے اور فرشتے ان کے لئے اپنے پر رکھ کر ان پر چھائے ہوئے ہیں۔
اور وہ اس میں خوفزدہ نہیں تھے کہ شیخ کو کوئی تکلیف پہنچے گی اس لئے کہ یہ ایسی چیز تھی جسے ان کی عقل محال قرار دے رہی تھی کیونکہ ان میں شیخ کی بزرگی اور بڑائی ثابت تھی جسے ان کی آنکھیں نہیں دیکھ رہی تھیں کیونکہ وہ سبھی اسے اپنی آنکھوں سے دیکھنے سے پہلے اس کا فیصلہ کر چکے تھے۔ اور لیکن وہ شیخ سے پاشا پر ڈر رہے تھے اور پاشا سے اپنے آپ پر ڈر رہے تھے۔
اور وہ زینت کے نشانات برپا کرتے اور مدد کی کمانیں بناتے اور بہادر فاتح کی راہ پر پرچم بلند کرتے اور غوطہ کے بہترین پھول چنتے رہے تاکہ اس پر نثار کریں۔ اور شام کا وقت نہیں ہوا کہ ہر چیز پوری ہو گئی۔ اور پاشا ایک شاندار جماعت اور لشکر اور ہتھیار اور دبدبہ میں آیا یہاں تک کہ مسجد کے دروازے پر پہونچا اور دروازہ چھوٹا تھا تو وہ پاشا کے سامنے آیا جیسے کہ اس سے کہہ رہا ہو۔ واپس جاؤ یا اپنی دنیا کو واپس کر دو تم بیت اللہ میں ایک پست انسان بن کر داخل ہو گے۔ لیکن یہ کہ تم ایک اللہ کی زیارت و تعظیم ہزار غلام اور ہزار کپڑوں سے کرو' تو نہیں! بیشک نبوت کی میراث جو توحید و مساوات لائی جاہلیت کے بقیہ کے ساتھ یکجا نہیں ہو سکتی جو شرک اور لوگوں کے درمیان تمیز پر برپا ہوئی مگر ان میں سے ایک کو مٹا دیا۔ تو دیکھ کہ سچائی نے باطل کو مٹا دیا؟۔ راوی نے کہا پاشا تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر اپنے مددگاروں کو دور کر دیا اور پیادہ ہوا اور اکیلا مسجد میں داخل ہو گیا۔ اور شیخ ایک چٹائی پر جس پر ایک

توشک رکھی تھی بیٹھے ہوئے تھے اور اپنا پیر پھیلائے ہوئے تھے۔ اور میں نے اسے کہتے سنا۔
انسان جب اللہ سے ڈرتا ہو۔ اور اپنی ڈر میں سچا ہو۔ تو اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ کیونکہ وہ کسی بڑے کو نہیں دیکھتا مگر وہ اسے اس کے نزدیک چھوٹا بنا دیتی ہے بیشک اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے اس کلمہ کا ایک خدائی راز ہے لیکن مسلمان بے بس ہو کر ساکت ہو گئے۔ اسکے معنی سے خالی اس کے حروف کو دہراتے ہیں۔ اور اللہ نے مسلمان پر فرض نہیں کیا ہے کہ اسے روزانہ کم سے کم پچاسی بار کہیں اور روزانہ تیس بار اسے مناروں اسے سنیں مگر تاکہ بتایا جائے وہ جائیں کی دنیا میں کوئی بڑا نہیں۔ اور جو اللہ کے ساتھ ہو وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ بادشاہ کی نہ بیماری کی نہ کسی جانور کی۔ تو اگر مسلمان اس کلمہ کا معنی جان جائے جب وہ کہہ رہا ہو تو وہ ذلت و بزدلی اور سستی کو نہیں پہچانے گا۔
مجلس کے کنارے سے کسی نے کہا
تو اگر اسے۔ اے میرے سردار شیخ! بادشاہ قتل کر دے یا بیماری موت دیدے؟ تو شیخ نے کہا۔ سبحان اللہ! اور کیا مسلمان قتل سے ڈرتا ہے یا موت سے نفرت کرتا ہے بیشک موت سخت ہے کیونکہ وہ لذتوں کا کٹ جانا، اور دنیا کا زیاں ہے۔ لیکن وہ اس معنی میں کافر ہی کے پاس ہوتی ہے جو دنیا میں عیش کرتا اور اس کی لذتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے لیکن جو اس میں پائندہ عیش کے لئے تیاری کرتا اور اس میں سفر کے لئے تیار شخص کے مانند رہتا ہے اور اپنے وقت کا انتظار کرتا ہے جیسے راہی ٹرین کا انتظار کرتا ہے اور اسے سمجھتا ہے جس وقت گذرتی ہے کہ وہ اپنے رب سے ملے گا' جیسے وہ شخص جو اپنے وطن لوٹ رہا ہو جس وقت وہ جاتا ہے تاکہ اپنے اہل اور ساتھیوں سے ملے جس شخص کی یہ حالت ہو، وہ موت میں موت نہیں دیکھتا اور یقینا اس میں ایک نئی پیدائش اور ایک زیست کا آغاز دیکھتا ہے اور میں نے اپنے کچھ شیخوں سے یاد رکھا ہے کہ۔ افضل شہید وہ شخص ہے جو سچائی کا کلمہ کسی ظالم بادشاہ کے سامنے کرتا ہے اور اس کی وجہ سے قتل کر دیا جاتا ہے۔

اورپاشا مجلس کے سامنے پھول کراپنار خسار سکڑائے اپنی ناک بلند کئے کھڑا تھا اور شیخ رحمہ اللہ علیہ نے اسے دیکھا تو بدلے نہیں اوران پر ظاہر نہیں ہواکہ انھوں نے اس میں ایک انسان سے زیادہ دیکھا ہو۔اوراسکی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ جیسے دوسرے کے ساتھ کرتے تھے۔ اورپاشا بیٹھے بغیر نہیں رہ سکااور حاضرین کوان میں نظر پھراتے دیکھا وہ کوئی چیز ڈھونڈ رہاتھا جسے ان میں کھودیا۔ پستی اور بڑائی جسیاسکو ہمیشہ اپنے آس پاس دیکھنے کی عادت تھی وہ انتظار کرر ہاتھا کہ اسکے لئے قیام کرینگے اوراسکے سامنے صف باندھ کرایستادہ رہیں گے۔اور اس نے یہ نہیں جانا کہ لوگ اسکے علاوہ میں ہیں۔اس نے نہیں جانا کہ شیخ نے ان کوبلند کردیاہے اورانھیں ایسابنادیاہے کہ وہ دنیا پر کسی طیارے کےاوپر سے بادل کے ٹکڑوں سے جھانک رہے ہوں اورپوری زمین کو قطا پرندے کے انڈادینے کے گڑھے کے مانند دیکھ رہے ہوں اوروہ عظیم پاشامیں ایک چیونٹی دیکھ رہے ہوں۔ اور کون ایک چیونٹی کی پرواہ کرتاہے۔

پاشانے ان میں اپنی نگاہ دوڑائی یہاں تک کہ شیخ کے پیر کودیکھاجواس کی طرف پھیلے ہوئے تھے تواس کی دید نے اسکی بڑائی اوراسکے اقتدار کو بھڑکادیا اوراس میں تعجب کانشانہ دیکھاجواسکی عظمت وجلالت کے سامنے مذاق کی حیثیت رکھتی تھی۔اوراسے اپنی نگاہ میں بڑی دیکھا۔ اور سمجھا کہ اس کی نگاہ میں یہی ہے ۔اور حاضرین کی طرف دیکھا کہ ان میں سے کسی نے اپنی تلوار برہنہ کی ہے کہ اسے کاٹ کر پاشاکا تقرب حاصل کرے ، اور پاشااپنی مادی آنکھ سے دیکھ رہاتھا ۔ابھی اپنی معنوی بصیرت کی آنکھ نہیں کھولی تھی اوروہ اپنے محل اور تخت اور شیخ کے مکان اور چٹائی اوراپنے لشکر ومددگاراور شیخ کے شاگردوں اور ساتھیوں کے درمیان موازنہ کرر ہاتھااوریقین رکھتا تھاکہ شیخ کی دنیااسکی تلوار کے سامنے ایک پل بھی ثابت نہیں رہ سکتی جس کے سامنے عثمانی خلیفہ کی دنیا ثابت نہ رہ سکی۔

اوروہ اس شیر کے مانند تھا جس کے بارے میں لوگوں نے سوچاکہ وہ اسی تباہ کن ہم پر گذرگیا اپنی جھاڑی میں پڑاہوا۔ تواس سے تعجب میں پڑگیااوراس کو حقیر سمجھا،اور کہا تمہارابراہو،

تم کون جانور ہو ؟ ہائے کمزوری اور ذلت کہاں ہیں دانت ؟ کہاں پنجے ؟ کہاں، کہاں ؟ ہائے ذلت وہ اپنوں کے ساتھ کیا کرے گا ؟ لوگوں نے کہا پھر اسے پیر سے مارا تو بم پھٹ گیا ، اور شیخ کے منہ سے بم پھٹ پڑا۔ اور پھر بولنے لگے کہا۔ انسان میں اللہ کی عجیب صنعت ہے کہ اسے جانور کے مانند جانور پیدا کیا۔ اور لیکن اس میں ایک فرشتہ اور ایک شیطان رکھ دیا تو جس کا مقصد اسکی دنیا ہو اسکے شکم اور شرمگاہ نے لذت حاصل کیا اور دونوں نے دونوں کو جائز طور سے ڈھونڈا اور ان کے سوا کو نہیں پہچانا اس میں صرف جانور ہی ہے اور وہ جیسے گدھا چرے چرتا ہے اور اپنے جذبے کے پیچھے دوڑتا ہے۔ اور جس کا مقصد جائز اور نا جائز سے لذت حاصل کرنا ہے اور جو برائیاں کرے اسکی پرواہ نہیں کرتا تو اس میں صرف شیطان ہی ہوتا ہے اور بچھو اور گبریلہ اس سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس کا انجام خاک کی طرف ہے اور اسکا آگ کی طرف اور جس کا مقصد یہ ہو کہ اس حیات میں ایسے زندہ رہے جیسے کسی ایسے مدرسہ میں رہتا ہو جس میں کمال کے اسلوب سیکھاتا ہو تاکہ اس کے بعد کمال کے اسلوب میں زندہ رہے تو وہی دراصل انسان ہے۔

اور انسان میں اللہ کی وعجیب صنعت ہے اس نے اس کے نفس میں فرشتہ رکھا ہے اور اسے جتنا بھی گمراہ نافرمان ظالم، ہو ضرورت نہیں ہوتی مگر اس فرشتے کی تنبیہ کی جو اس کے نفس میں ہے ۔ تاکہ انسان کو ہانکے اور جانور کی قیادت کرے اور تم اسے نصیحت نہیں کرتے اور لیکن اسوقت اپنے نفس کو نصیحت کرتے ہو اور یہی انکے اس قول کا معنی ہے ۔

نفس اپنی بے راہروی سے نہیں رکتا جب تک اسے ڈانٹنے کے لئے اسی میں سے نہ ہو اور اسکا ثواب صرف جنت میں ہے اور جنت خواہش اور امید سے نہیں ملتی لیکن کوشش اور عمل سے ، اور اگر کوئی طالبعلم اپنا عام وقت کھیل تماشا میں گذار دے پھر کامیابی کی امید کرے تو کیا وہ کامیاب ہوگا اور اگر کوئی شکاری اپنی بندوق رکھ دے اور اس سے نہ مارے اور اپنا جال پھینک دے اور اسے نصب نہ کرے پھر شکار کا خواب دیکھے تو اسکے خواب شکار کے پیچھے دوڑیں گے کہ اسے باندھ کر لائیں۔ یا مچھلی تنہا آجائے اور اسکی پیٹھ پر نمک مرچ ہو، اس

سے کہے کہ مجھے کھالو؟ ۔

ایک شخص نے کہا لیکن اے میرے شیخ !دل سخت ہوگئے توانکی دوا کیا ہے کہا شیطان اپنے کمال کا شعور کرانے ہی کے لئے آتا ہے اور تمہارے نفس کو نقص کا شعور کراتا ہے اور اسے صحت میں بیماری اور حیات میں موت دکھاتا ہے اور ہم نے اپنے مشائخ کو پایا کہ جب اسکا دل سخت ہوتا تو وہ شفاخانے یا قبرستان کا قصد کرتے اور اپنے کو بیماری سے ڈراتے اور موت یاد دلاتے۔اور مومن برابر اچھا ہے جب تک خوف اور امید کے درمیان رہے ۔ اور اگر ڈرے نہ اور امید نہ رکھے تو وہ پست ہوگیا۔اور میں نے سنا کہ ان میں ایک اپنا ہاتھ دیپک کے نزدیک کرتا اور کہتا۔اے نفس ! اگر تم نے اس پر صبر نہیں کیا تو کیسے تیرا برا ہو، جہنم کی آگ کو برداشت کریگا؟ مومن کے نفس میں جب کوئی خواہش ابھر آتی ہے تو اسے جنت کی نہروں سے بجھاتا ہے یا اسے جہنم کی آگ میں جلاتا ہے اور اس سے راحت حاصل کرلیتا ہے

اور عقل نہ ہو تو انسان کیا ہے ؟اور عقل کیسی ہوگی جب اسکے ساتھ ایمان نہ ہوگا ؟ وہ اس وقت نہیں ہوگی مگر جیسا کہ لوگوں نے کہا۔اس کی ابتداء ناپاک نطفہ اور اسکی انتہا ایک گندی لاش ہے ۔اور بادشاہ کا ایک نشہ ہے، تو جسے اس کی سلطنت اور لوگوں پر اس کی عزت نشے میں کردے۔وہ اللہ کے پاس اپنی ذلت کو یاد کرے اور اللہ نے سب سے طاقتور بادشاہ نمرود کو ایک کمزور مخلوق مچھر سے ہلاک کردیا۔

تو اے وہ شخص جس کی اصل خاک ہے مت بھول تیری انتہاء خاک کی طرف ہے اور پاشا سمجھ رہا تھا اور شیخ بات کررہے تھے گویا وہ کسی صندوق میں قید ہو۔پھر اپنی دونوں آنکھ کھولی اور صاف شفاف ہوا میں سانس لیا۔یا گویا وہ کسی سیاہ اندھیرے میں تھا۔اور شیخ اس پر روشن آفتاب بن کر نمودار ہوئے اور وہ کمزور ہوگیا۔یہاں تک کہ وہ اپنے دونوں گھٹنوں پر بیٹھ گیا۔ اور خود کو ان سے چھوٹا سمجھ لیا۔ کیونکہ وہ شیخ سے اس سے زیادہ لگے ہوئے اور اس سے زیادہ نزدیک تھے۔

اور پھر شیخ کو پیر پھیلائے دیکھ کر اسے غصہ نہیں ہوا۔بلکہ انھیں غریق دیکھ رہا تھا اور اسے

نجات کی کھڑکی سمجھ رہا تھااور اسے چکر لگاتے گدھ کے بازو کے مانند بلند دیکھ رہا تھا اور پھر اس میں کچھ اور نہیں دیکھ رہا تھا۔ شیخ اسکی نظر میں ایک فکر کی طرف بدل گئے۔ اور دوبارہ اس میں نہیں دیکھتا رہا مگر حقیقت جو انسان کی صورت میں آگئی۔

عالم

ایک عالم

(استاذ علی طنطاوی)

یجبلون۔ احترام کرتے ہیں باب تفعیل سے یقطفون ۔ پھول توڑتے ہیں باب سمع سے الا صیل عصر سے مغرب تک کا وقت ج اصال هنیهة، تھوڑی دیر یطلون جھانکتے ہیں باب افعال سے، القط کاٹنا مصدر المد مر تباہ کن رکل پیر سے مارا۔ شبکة جال تعد ودوڑتی ہے واحد مونث غائب العد و سے. فاحمة، سیاہ۔ الصق اسم تفعیل زیادہ ملے ہوئے الحلق، جو چکر میں پرواز کر رہا ہو۔